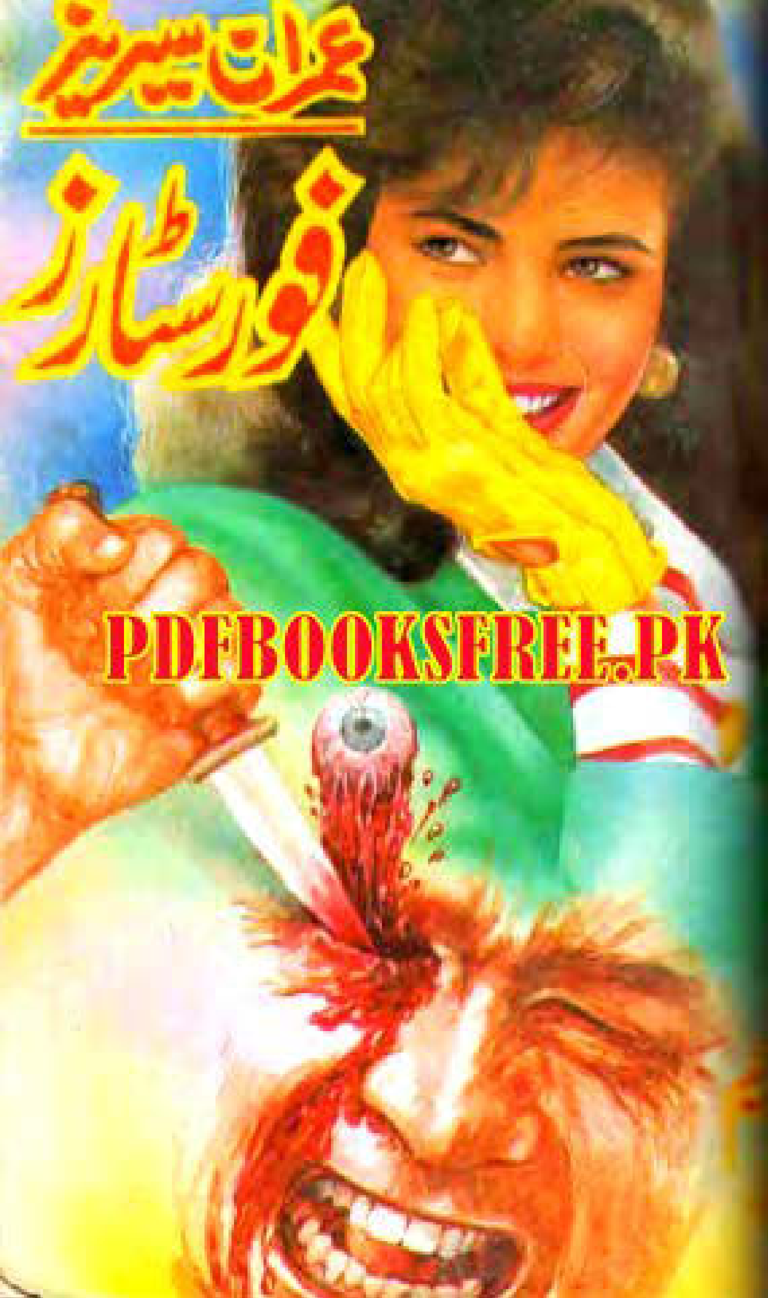
عمران سیریز
فورسٹارز
PDFBOOKSFREE.PK

چند باتیں

محترم قارئین سلام مسنون۔ "فور سٹارز" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مختلف انداز اور منفرد پلاٹ کی حامل کہانی آپ کو پسند آئے گی اور یقیناً آپ اس حصے کے مطالعہ کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

کراچی سے شاہد محمود صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بےحد پسند ہیں اور میں باقاعدگی سے ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔ چونکہ میرا تعلق بھی ایک خفیہ سرکاری ادارے سے ہے اس لئے آپ کے ناول فیلڈ میں میرے بے حد کام آتے ہیں۔ آپ نے "بلیک ورلڈ" کی چند باتوں میں ایک قاری کا خط شائع کیا ہے جس میں آپ نے ایک نئے کوڈ "ایف یونڈ ڈیش" کا ذکر کیا ہے۔ مجھے بھی کوڈ سے بے حد دلچسپی ہے اس لئے آپ اس کوڈ کی ایک کاپی مجھے ضرور بھجوا دیں یا پھر میرا پورا پتہ شائع کر دیں تاکہ وہ صاحب مجھے براہ راست اس کوڈ کی کاپی بھجوا سکیں"۔

محترم شاہد محمود صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ کا تعلق کسی خفیہ سرکاری ادارے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ایسے اداروں سے متعلق افراد تو اپنا پتہ ظاہر ہی نہیں کیا کر
جبکہ آپ نے تو اپنے خط میں اپنے اتنے پتے لکھ کر بھیجے ہیں کہ اگر
سب شائع کر دیئے جائیں تو یقیناً ایک پوری ایڈریس ڈائریکٹری
سکتی ہے اور ظاہر ہے چند باتوں میں اتنے پتے شائع نہیں کیے جا
جہاں تک ڈاٹ اینڈ ڈیش کو ڈی کاپی آپ کو ارسال کرنے کا تعلق
تو میرے پاس اس کی کاپی موجود نہیں ہے۔ اس لئے معذرت
ہوں"۔

لاہور اچھرہ سے محمد جعفر چودھری صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کا
"بلیک ورلڈ" واقعی جاسوسی ادب کا ایک شاہکار ناول ہے۔ اس
کو پڑھنے کے بعد مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا ہے۔ لیکن ا
ناول میں ایک عجیب بات بھی سامنے آئی ہے کہ پروفیسر البرٹ
اپنے بلیک نائج کے ذریعے عمران کے بارے میں معلومات حاصل
ہے تو اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمران کا تعلق کسی سرکاری تنظیم
نہیں ہے بلکہ وہ فری لانسر ہے۔ حالانکہ اسے یہ معلوم ہو جانا چاہیے
کہ عمران کا تعلق نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے بلکہ وہ اس
سربراہ بھی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کی وضاحت ضرور فرمائیں گے"۔

"محترم محمد جعفر چودھری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کر
بے حد شکریہ۔ آپ کے علاوہ بھی کئی قارئین نے اپنے خطوط میں
الجھن کا ذکر کیا ہے کہ پروفیسر البرٹ کو عمران کے بارے میں
معلومات کیوں حاصل نہ ہو سکیں۔ تو دراصل بات یہ ہے کہ ماہر

نفسیات کے مطابق انسانی ذہن کی تین پرت ہوتی ہیں۔ جنہیں شعور،
تحت الشعور اور لاشعور کہا جاتا ہے۔ کسی بھی علم کے ذریعے جب کسی
آدمی کے ذہن میں جھانکا جاتا ہے تو شعور میں موجود معلومات ہی
حاصل کی جا سکتی ہیں۔ تحت الشعور اور لاشعور تک رسائی تقریباً
ناممکن ہوتی ہے۔ اس لئے پروفیسر البرٹ کو جو معلومات حاصل
ہوئیں وہ وہی تھیں جو عمران کے شعور میں موجود تھیں اور ظاہر ہے
عمران جیسے شخص نے اپنی زندگی کے اس اہم ترین معاملے کو چھپانے
کے لئے ایسا ذہنی بندوبست ضرور کر رکھا ہو گا کہ ان معلومات تک
کسی کی رسائی نہ ہو سکے۔ امید ہے اب آپ کی اور دوسرے قارئین کی
الجھن دور ہو جائے گی"۔

ملتان سے صفدر علی حیدری صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول
"ڈائی لینڈ" آپ کے سابقہ ناولوں کی طرح بے مثال اور یادگار
ناول ہے۔ اس ناول میں صالحہ کے کردار نے واقعی بے حد متاثر کیا
ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ سیکرٹ سروس میں شامل ہو کر صالحہ کا کردار
مستحکم ہو جائے گا اور یہ سیکرٹ سروس میں ایک شاندار اضافہ ہو گا۔ اس
ناول میں ریگی کا کردار بھی اپنی جگہ بے مثال تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ
اس کی کارکردگی تمام پر حاوی رہی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ ایسے
خوبصورت اور بھرپور کردار ناول کو واقعی بے حد پرلطف بنا دیتے ہیں
امید ہے کہ آئندہ بھی آپ ایسے ہی بھرپور اور جاندار کردار پیش
کرتے رہیں گے۔ البتہ ریگی سے ایک بنیادی غلطی ضرور ہوئی ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے تو حکم دیا گیا تھا کہ وہ میزائل حاصل کر کے اسے سمگلر نار منڈ
حوالے کر دے اور وہ آسانی سے ایسا کر بھی سکتی تھی لیکن اس نے
حکم کی پرواہ نہ کی بلکہ بعد میں تو اس کا تذکرہ ہی نہیں ہوا۔ اس کی
وجہ ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم صفدر علی حیدری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے
بے حد شکریہ۔ ریگی کا کردار واقعی جاندار اور بھرپور کردار تھا اور
نے اپنی کارکردگی سے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کو سب پر ثابت بھی
دیا۔ لیکن جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو ریگی کو جب یہ میز
ایک عام سے سمگلر کے حوالے کرنے کا حکم دیا گیا تو اس وقت نہ
ریگی کو اور نہ ہی اس کے باس کو ان حالات کا اندازہ تھا جن حا
سے ریگی کو میزائل حاصل کرنے کے بعد گزرنا پڑا اور خصوصاً
عمران جیسا شخص مسلسل اس میزائل کے حصول کے لئے کام کر ر
تو کیا آپ یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ریگی جیسی محتاط اور ذہین سیکر
ایجنٹ ان حالات میں میزائل ایک عام سمگلر کے حوالے کر
مطمئن ہو سکتی ہے۔ امید ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

راسٹن ہوٹل کے ایک کمرے میں ایک ادھیڑ عمر ویٹر کے ساتھ ساتھ خاور، صدیقی، چوہان اور نعمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ خاور کے علاوہ باقی سب میک اپ میں تھے۔ یہ ادھیڑ عمر ویٹر محمود تھا جسے خاور نے فور سٹار ہیڈ کوارٹر سے فون کیا تھا۔ چونکہ خاور نے اس سے بات چیت کرنی تھی اس لئے خاور نے میک اپ نہ کیا تھا۔ جب کہ باقی سب ساتھی میک اپ میں تھے۔

"فرمایئے جناب میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ادھیڑ عمر ویٹر محمود نے قدرے خوفزدہ سی نظروں سے خاور اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سب میرے ساتھی ہیں۔ اس لئے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے محمود"...... خاور نے محمود کے چہرے اور آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات کو سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو محمود کے چہرے پر قدرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"میں نے بتایا تھا کہ ہوٹل لائن کے بارے میں چند معلوما[ت] چاہئیں"...... خاور نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹ[وں] کی ایک گڈی نکالی اور محمود کے آگے رکھ دی۔

"یہ پچاس ہزار روپے ہیں اور یہ تمہارے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تعاون کرو"...... خاور نے کہا تو محمود کی آنکھوں میں نوٹوں کو دیکھ[کر] بے اختیار چمک سی آ گئی۔

"میں تعاون کروں گا جناب"...... محمود نے کہا۔

"موڈان ہوٹل کا منیجر ظفر خان جس کا اصلی نام جانباز خان ہے اپنے اڈے سے غائب ہے۔ ہمیں اس کا کوئی ایسا ٹھکانہ چاہئے یا ایسے آدمی کا ریفرنس چاہئے جس سے ہمیں حتمی طور پر معلوم ہو سکے ظفر خان اس وقت کہاں ہو گا"...... خاور نے کہا تو محمود کے چہرے [کے] تاثرات تیزی سے بدلتے چلے گئے۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب میں تو ظفر خان یا جانباز خان کو جانتا تک نہیں۔ میں تو اس ہوٹل کا نام بھی آپ کی زبان سے [ہی] سن رہا ہوں"...... محمود نے نظریں چراتے ہوئے کہا تو خاور نے [جیب] میں ہاتھ ڈالا اور اتنے ہی نوٹ اور نکال کر پہلے نوٹوں کے سا[تھ رکھ] دیئے۔

"تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ اسے ہمارا [وعدہ] سمجھو"...... خاور نے کہا۔

"نہیں جناب میں واقعی نہیں جانتا"...... محمود نے جواب دیا تو [خاور] نے دونوں گڈیاں اٹھا کر جیب میں رکھیں اور کرسی سے اٹھ کھڑا [ہوا]۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... خاور نے کہا اور واپس دروازے کی [طر]ف مڑ گیا۔

"ایک منٹ۔ کیا آپ واقعی میرا نام درمیان میں نہ آنے دیں [گے]"...... محمود نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جب ایک بار کہہ دیا ہے تو پھر بار بار پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ [یہا]ں اس دارالحکومت میں بے شمار لوگ معلومات فروخت کرنے کا [دھن]دہ کرتے ہیں تم اکیلے نہیں ہو اور اس سے چوتھائی نوٹوں میں بھی [معل]ومات مل سکتی ہیں۔ میں تو تمہیں اس لئے ڈبل نوٹ دے رہا تھا [کہ] تم ایک شریف اور مخلص آدمی ہو"...... خاور نے قدرے سخت [لہج]ے میں کہا۔

"بیٹھیں میں بتاتا ہوں"...... محمود نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے [کہا تو] خاور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی چونکہ سرے سے [اٹھے ہ]ی نہ تھے۔ اس لئے انہیں دوبارہ بیٹھنے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔

"اصل بات یہ ہے خاور صاحب کہ جانباز عرف ظفر خان انتہائی [خطرن]اک ترین آدمی ہے۔ اس کے آدمی پورے دارالحکومت میں پھیلے [ہوئ]ے ہیں جو ایک لمحے میں آدمی تو آدمی اس کے پورے خاندان کو [گولیو]ں سے چھلنی کر دیتے ہیں اور میں غریب بھی ہوں اور پانچ جوان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکیوں کا باپ بھی ہوں ۔ اگر میرا نام ظفر خان تک پہنچ گیا تو میرے
ساتھ تو جو ہوگا سو ہوگا ۔ میری جوان لڑکیوں کے ساتھ وہ سب ہو
جائے گا جس کا کوئی باپ تصور بھی نہیں کر سکتا" .... محمود نے کہا

"تم فکر نہ کرو تمہاری بیٹیاں ہماری نہیں ہیں ۔ ہمیں ان کی ع
اتنی ہی مطلوب ہے جتنی تمہیں" .... خاور نے کہا اور اس کے ۔
ہی اس نے وہی سارے نوٹ نکال کر دوبارہ میز پر رکھ دیئے ۔

"آپ نے جس خلوص سے میری بیٹیوں کو اپنی بہنیں کہا
جناب اسکے بعد میں آپ سے کوئی رقم نہ لوں گا ۔ آپ یہ رکھ لیں
سب کچھ بتا دیتا ہوں" ۔ محمود نے کہا وہ واقعی شریف آدمی لگ رہا تھا

"یہ معاوضہ نہیں ہے ۔ ہماری طرف سے انعام سمجھو ۔ ان سے
بیٹیوں کے لئے کوئی چیز خرید لینا" .... خاور نے کہا تو محمود نے شکریہ
ادا کر کے نوٹ اٹھائے اور انہیں جیب میں ڈال لیا ۔

"ظفر خان طویل عرصے سے منشیات کے دھندے میں ملوث ہے
بظاہر وہ ایک گھٹیا سے ہوٹل کا منیجر ہے لیکن وہ کئی شاندار کوٹھیوں
دو بڑے ہوٹلوں ۔ کئی کلبوں اور وسیع وعریض زرعی جائیداد کا ما
ہے ۔ اس کا کوئی ایک اڈہ نہیں ہے ۔ بے شمار اڈے ہیں اور بے
افراد اس کے لئے کام کرتے ہیں ۔ لیکن وہ انتہائی خفیہ رہتا ہے ا
آپ اسے ہر صورت میں تلاش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو دربار محلے
جانا ہوگا ۔ دربار محلے میں ریکس سینما کے ساتھ اس کا اڈہ ہے ۔
منشیات اور غیر ملکی شراب کھلے عام فروخت کی جاتی ہے ۔ اس اڈے

انچارج ظفر خان کا انتہائی خاص آدمی تاجو ہے ۔ جسے استاد تاجو کہا جاتا
ہے ۔ حد سے زیادہ مشتعل مزاج ۔ لڑاکا اور ہتھ چھٹ آدمی ہے ۔ اگر
آپ اسے کسی طرح مجبور کر دیں تو وہ ظفر خان کو جہاں بھی ہو ۔ اپنے
اڈے پر بلوا سکتا ہے ۔ ظفر خان کا سارا کاروبار اسی استاد تاجو کے سر پر
چلتا ہے ۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اس کے اڈے میں ہر وقت دس بارہ مسلح
اور انتہائی خطرناک لڑاکے موجود رہتے ہیں ۔ جو کسی کو بھی استاد تاجو
تک نہیں پہنچنے دیتے ۔ اس اڈے کے نیچے تہہ خانے میں استاد تاجو
بیٹھتا ہے" .... محمود نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"اس کا حلیہ" .... خاور نے پوچھا تو محمود نے حلیہ بتا دیا ۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ کسی مخبری کرنے والی تنظیم گرین کارڈ کے
بارے میں جانتے ہو" .... خاور نے پوچھا ۔

"صرف اتنا سنا ہے کہ اس تنظیم کا سربراہ ہے تو کوئی مقامی آدمی
لیکن ایکریمیا سے آیا ہے ۔ ویسے اس کا نام اب کافی سننے میں آرہا ہے ۔
لیکن یہ شاید اونچے ہوٹلوں میں کام کرتا ہے ۔ اس لئے میں اس کے
بارے میں مزید تفصیلات نہیں جانتا" .... محمود نے جواب دیتے
ہوئے کہا ۔

"اچھا اب جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں اس کے بارے میں سوچ سمجھ کر
جواب دینا ۔ منشیات کے دھندے کا ایک بڑا نام ہے نواب بہادر ۔ اس
کے بارے میں ہمیں مصدقہ معلومات چاہئیں" .... خاور نے کہا ۔

"صرف آپ کو بتا رہا ہوں اور شاید میں کسی کو بھی نہ بتاتا ۔ نواب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہادر فرضی نام ہے۔ اصل نام کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن صرف
معلوم ہے کہ یہ مرد نہیں ہے بلکہ کوئی عورت ہے"....... محمود
جواب دیا تو خاور سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"عورت ہے۔ کیا مطلب"..... خاور نے انتہائی حیرت بھ
لہجے میں کہا۔

"جی ہاں میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں کہ مجھے اس کا علم کیسے ہ
آج سے دو سال پہلے میں ہوٹل الیگزینڈر میں کام کرتا تھا۔ ہو
الیگزینڈر بہت بڑا ہوٹل ہے اور وہاں زیادہ تر غیر ملکی ہی قیام کر
ہیں۔ میں وہاں سٹور اسسٹنٹ تھا۔ ایک روز میں تیسری منزل
ایک خالی کمرے میں سامان کی چیکنگ کے لئے گیا جب میں اس
باتھ روم میں داخل ہوا تو اچانک مجھے ایک مردانہ آواز سنائی دی
حالانکہ کمرے ساؤنڈ پروف ہوتے ہیں۔ ایک کمرے کی آواز ک
صورت بھی دوسرے کمرے تک نہیں پہنچ سکتی لیکن اس کے باوجود
سی آواز آرہی تھی۔ میں نے غور کیا تو یہ آواز واش بیسن کے نیچے دیو
میں موجود ایک سوراخ سے آرہی تھی۔ اس سوراخ پر گتہ لگا کر اس
بند کیا گیا تھا۔ لیکن شاید گتے پر پانی پڑجانے کی وجہ سے کوئی سوراخ
گیا تھا۔ بہرحال آواز اسی میں سے آرہی تھی۔ میں نے حیرت سے
کے ساتھ کان لگائے تو میں یہ سن کر حیران رہ گیا کہ وہ آواز نواب بہا
کی تھی۔ جو کسی ٹرانسمیٹر پر منشیات کا کوئی بڑا سودا شمالی علاقے
کسی الف خان سے کر رہا تھا۔ نواب بہادر کا نام تو میں نے بھی

تھا۔ مجھے تجسس ہوا کہ یہ کون شخصیت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں
والے کمرے کے دروازے پر گیا جس پر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔
نیم پلیٹ خالی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کمرہ خالی ہے۔ میں سمجھ
کہ خالی کمرے سے جان بوجھ کر کال کی جا رہی ہے۔ تاکہ کسی کو
نہ پڑسکے۔ میں واپس پہلے کمرے میں آیا اور میں نے دروازے کو
سا کھول کر اس کی جھری سے آنکھ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد میں
دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
کالی کلوٹی سی عورت اس کمرے سے باہر آئی اور اطمینان سے چلتی
لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ کوئی افریقن عورت لگتی تھی۔ لیکن
لحاظ سے وہ بے حد سمارٹ تھی۔ اس کے جسم پر بھی سکرٹ تھا
ٹانگوں پر جرابیں تھیں۔ اس نے ایک بڑا سا پرس پکڑا ہوا تھا۔
وہ لفٹ میں داخل ہو گئی تو میں اس کمرے سے نکلا اور دوسرے
میں گیا۔ میرا خیال تھا کہ یہ عورت اس نواب بہادر کی ساتھی ہو
لیکن کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں ڈرتے ڈرتے اندر گیا اور پھر
نے سارا کمرہ چھان مارا وہ خالی تھا۔ پھر میں اس کے باتھ روم میں
مجھے پتہ چلا کہ وہاں بھی ایسا ہی سوراخ تھا جس پر گتہ لگا کر
کیا گیا تھا اور اس گتے میں بھی سوراخ تھے۔ دونوں غسل خانوں
مشترکہ تھی۔ شاید پہلے مشترکہ سوراخ تھا۔ جسے بند کرنے کی
دونوں طرف سے گتہ لگا کر ان پر پینٹ کر دیا گیا تھا اور کال باتھ
میں ہی کی جا رہی تھی۔ کیونکہ ہر بات کے بعد اوور کہا جا رہا تھا اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لئے میں سمجھ گیا کہ یہ ٹرانسمیٹر کال ہے اور تب مجھے پتہ چلا کہ نو
بہادر دراصل وہ کالی عورت ہے جس کی آواز مردانہ ہو گی ۔ میں و
کے پیچھے گیا ۔ لیکن پھر وہ ہوٹل میں مجھے نظر نہ آئی ۔ میں نے با
باتوں میں دوسرے ویٹرز اور سٹاف سے اس کے بارے میں معلو
حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے یہ جان کر حیرت کی انتہا نہ ر
کہ کوئی ایک بھی اس حلیے کی عورت کو نہ جانتا تھا اور نہ انہوں ۔
اسے ہوٹل میں آتے یا جاتے دیکھا تھا ۔ میں نے اسے مزید ٹریس کر
کی بے حد کوشش کی لیکن میری کوشش ناکام رہی ۔ بس میں اتنا
جانتا ہوں" ..... محمود نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"او کے ۔ ٹھیک ہے شکریہ ۔ اب ہمیں اجازت دو اور بے فکر
تمہاری ہم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی" .... خاور نے اٹھتے ہوئے
اور اس کے ساتھ ہی اس کے دوسرے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے
پھر خاور نے محمود سے مصافحہ کیا اور اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر
وہ اس کمرے سے باہر آئے اور چند لمحوں بعد وہ ہوٹل سے باہر اپنی و
میں بیٹھ چکے تھے ۔

"ویسے یہ عجیب انکشاف ہے کہ نواب بہادر کوئی افریقن عو
ہے" ..... صدیقی نے ویگن سٹارٹ کرتے ہوئے ساتھ والی سیٹ
بیٹھے خاور سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"ہاں لیکن اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے" .... خاور نے جوا
دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

"اب کیا پروگرام ہے" .... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے
ہا ۔

"اس استاد تاجو کے اڈے پر چلتے ہیں ۔ اسلحہ لے لو ۔ ہم نے اندر
ل ہوتے ہی فائر کھول دینا ہے ۔ یہ گھٹیا درجے کے بدمعاش انتہائی
ک لوگ ہوتے ہیں ۔ اس لئے کوئی رسک نہیں لینا" .... صدیقی
کہا ۔

"او کے" .... سب نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا اور صدیقی
نے ویگن کو دربار محلے کی طرف بڑھا دیا ۔ جو شہر کی گنجان آبادی میں
ب قدیم محلہ تھا ۔ دربار محلے کی گلیاں چونکہ خاصی تنگ تھیں اس
ے ویگن کو انہوں نے باہر ہی ایک کھلی جگہ پر پارک کیا اور پھر وہ
ب ویگن سے نیچے اترے اور محلے میں داخل ہو گئے ۔ ان کی جیبوں میں
ین پسٹل موجود تھے ۔ خاور نے ویگن سے اترتے وقت ماسک میک
کر لیا تھا ۔ تاکہ کل کوئی اسے پہچان نہ سکے ۔ ریکس سینما کے
ے میں پوچھتے پوچھتے آخر کار وہ محلے کے اندر ایک قدرے کھلی
ن پر پہنچ گئے ۔ یہ ایک پرانی سی عمارت تھی ۔ جو شاید کسی زمانے
سینما ہو ۔ لیکن اب اس کی جگہ دکانیں بنا دی گئی تھیں مگر اس
ت کا نام ابھی تک ریکس سینما تھا ۔ ایک دکان پر ایک بوڑھا سا
بیٹھا ہوا تھا ۔

"استاد تاجو کا اڈہ کون سا ہے بڑے میاں" .... خاور نے بوڑھے
مخاطب ہو کر کہا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ساتھ والی گلی میں دروازہ ہے" ...... بوڑھے نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی منہ پھیر لیا۔ خاور مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سینما کی عمارت ختم ہوتے ہی ایک تنگ سی گلی تھی اور پھر جیسے ہی وہ گلی میں داخل ہوئے انہوں نے لوہے کے بڑے پھاٹک نما دروازے کو دیکھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک صحن تھا۔ جس میں دس بارہ افراد اس طرح کھڑے تھے جیسے وہ گاہک ہوں۔ سامنے ایک دیوار تھی جس کے درمیان میں لوہے کی ایک بڑی سی جالی لگی ہوئی تھی۔ اس جالی کے اندر ایسے سوراخ تھا جیسے سینما کی بکنگ میں ہوتے ہیں کہ ہاتھ اندر ڈال کر ٹکٹ لے لی جائے۔ اس کھڑکی میں سے شراب کی بوتلیں اور ہیروئن اور اس طرح کی دوسری منشیات صحن میں کھڑے افراد کو دی جا رہی تھیں۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر صحن میں موجود افراد میں یکلخت بے چینی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"ارے ارے گھبراؤ نہیں۔ ہم بھی گاہک ہیں" ...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک بڑی بڑی مونچھوں والا مکروہ شکل کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہو تم" ...... اس نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم الف خان کے آدمی ہیں۔ بڑا سودا کرنا ہے" ...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کون الف خان" ...... اس آدمی نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے

میں کہا۔

"سنو اب اگر ہمارے سردار کا نام اس لہجے میں لیا تو اس پوری عمارت کو بموں سے اڑا دوں گا سمجھے۔ مینڈک کی اولاد جاؤ استاد تاجو سے کہو کہ شمالی علاقوں سے الف خان کے آدمی آئے ہیں" ...... صدیقی نے بھی خالصتاً غنڈوں کے سے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میں بات کرتا ہوں" ...... اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کسی سے کچھ کہنے لگا۔ صدیقی ایک طرف ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی پھاٹک سے اندر آیا۔

"تم ہو الف خان کے آدمی" ...... اس نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں" ...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ...... اس آدمی نے کہا اور واپس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت اس کے پیچھے چل پڑا۔ گلی میں آگے جا کر وہ ایک تنگ سے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گیا صدیقی اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی۔ راہداری کے اختتام پر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں مشین گنوں سے مسلح آٹھ افراد موجود تھے۔ ان سب کی نظریں صدیقی اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ کمرے کے درمیان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کھڑا تھا جس کی بڑی بڑی مونچھیں
انتہائی گھنی داڑھی تھی ۔ اس کے کاندھے پر چادر تھی اور سر پر گول
ٹوپی ۔ اس کے چہرے پر زخموں کے مندمل نشانات تھے ۔ لیکن چو
محمود سے وہ استاد تاجو کا حلیہ پوچھ چکے تھے اس لئے وہ اسے دیکھتے
پہچان گئے کہ یہ تاجو نہیں ہے ۔

" کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو" .... اس آدمی نے کرخ
لہجے میں پوچھا ۔

" کتنی بار بتاؤں ۔ تم لوگوں نے تو یہاں تھانہ بنا رکھا ہے ۔ جو
ہے وہ تفتیش شروع کر دیتا ہے ۔ ہم الف خان کے آدمی ہیں اور ہم ۔
استاد تاجو سے بڑا سودا کرنا ہے" ...... صدیقی نے بھی ان کی سطح
اترتے ہوئے جواب دیا ۔

" میں استاد تاجو ہوں بولو کیا بات ہے" .... اس آدمی نے کہا
صدیقی بے اختیار مسکرا دیا ۔

" تمہارا کیا خیال ہے چڑی مار کی اولاد کہ ہمیں معلوم نہیں ہے ک
استاد تاجو کون ہے" .... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس ۔
سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا ۔ اس کے ساتھ ہی اس کا کوٹ
جیب میں موجود ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور دوسرے لمحے
مشین پسٹلز کی فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا ۔ آٹھوں
آٹھوں مسلح آدمیوں سمیت ان سے بات کرنے والا آدمی سب فرش
پڑے تڑپ رہے تھے ۔ ان کے جسموں سے خون فوارے کی طرح

اتھا ۔

" چلو" .... صدیقی نے کہا اور تیزی سے ایک سمت میں موجود
دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور پھر
تیزی سے دوسری طرف موجود ایک تنگ سی راہداری میں دوڑتا چلا گیا
ابھی وہ درمیان میں ہی تھا کہ راہداری کی دوسری طرف موجود دروازہ
کھلا اور دو مسلح آدمی باہر نکلے ہی تھے کہ صدیقی نے ہاتھ میں موجود
مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے
اور بری طرح تڑپنے لگے ۔ صدیقی نے چھلانگ لگائی اور اس دروازے
میں داخل ہو گیا ۔ دروازہ جس انداز میں کھلا تھا اس سے ہی اسے
معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لفٹ کا دروازہ ہے ۔ اس کے ساتھی بھی اندر
داخل ہوئے تو صدیقی نے دروازہ بند کر دیا اور پھر دروازے کے ساتھ
ہی موجود سرخ اور سفید بٹنوں میں سے اس نے سفید رنگ کا بٹن دبا
دیا ۔ دوسرے لمحے لفٹ تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی ۔ لیکن تھوڑا ہی نیچے
جانے کے بعد وہ رک گئی تو صدیقی نے سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور
دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا ۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی اور اس کے
ساتھی باہر آ گئے ۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں جوئے کی
میزیں لگی ہوئی تھیں ۔ لیکن صرف ایک میز پر جوا ہو رہا تھا ۔ باقی میزیں
خالی پڑی ہوئی تھیں یہاں بھی چار مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے ۔ ان
میں سے ایک صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر تیزی
سے ان کی طرف بڑھا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹوکن دو" .... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"استاد تاجو کہاں ہے" .... صدیقی نے اس سے مخاطب ہو کر

"کیوں ۔ وہ تو ادھر ہے ۔ تم جوا کھیلنے نہیں آئے" .... اس نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف جانے والی گیلری کی اشارہ بھی کر دیا۔

"تو پھر پیچھے ہٹو ۔ سر پر اوپر کیوں چڑھتے آرہے ہو" ..... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دھکا دیا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ صدیقی نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی فائرنگ شروع کر دی ۔ اور چند لمحوں بعد ہی گیلری اور ہال میں موجود تمام مسلح افراد کے ساتھ ساتھ جوا کھیلنے والے بھی گولیوں کی بارش میں آکر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ۔

"آؤ" .... صدیقی نے ان کی طرف سے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے گیلری کی طرف بڑھ گیا۔ گیلری میں موجود دو مسلح آدمی بھی فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے ۔ گیلری کے اختتام پر دروازہ تھا جو بند تھا اور اس دروازے کی ساخت دیکھتے ہی صدیقی سمجھ گیا کہ یہاں ہونے والی فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں تاجو تک کیوں نہیں پہنچیں ۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے ۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر ہینڈل کو پکڑ کر گھمایا اور دباؤ ڈال کر بھاری

دروازہ کھول دیا ۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی نفرت کے تاثرات ابھر آئے ۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی ایک عورت تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لباس سنبھالتی ہوئی باتھ روم کی طرف دوڑی لیکن دوسرے لمحے صدیقی نے ٹریگر دبا دیا اور وہ عورت چیختی ہوئی منہ کے بل فرش پر گری اور ساکت ہو گئی ۔

"تم ۔ تم کون ہو اور یہاں ۔ تم نے اسے کیوں مارا ہے" ۔ صوفے پر بیٹھے ہوئے استاد تاجو نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ لیکن صدیقی نے اسے گردن سے پکڑا اور ایک زور دار جھٹکے سے اسے دروازے کی طرف اچھال دیا ۔

"اسے باہر ہال میں لے چلو" .... صدیقی نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ استاد تاجو سنبھلتا اس کی کمر پر خاور کی زور دار لات پڑی اور وہ کسی پرندے کی طرح اچھل کر باہر گیلری میں گرا ۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ دروازے کے باہر موجود چوہان نے یکلخت جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے جس طرح کاغذ کا بنا ہوا جہاز اڑتا ہے جو بچے بنا کر ہوا میں پھینکتے ہیں اس طرح استاد تاجو کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا ایک زور دار دھماکے سے ہال میں موجود لاشوں کے درمیان جا گرا اور ہال کمرے میں استاد تاجو کے حلق سے نکلنے والی چیخ کی بازگشت کافی دیر تک سنائی دیتی رہی لیکن اس کا جسم ساکت پڑا رہا ۔

"مر تو نہیں گیا" .... صدیقی نے پریشان سے لہجے میں کہا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں بے ہوش ہے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے آ موجود تھے۔

"اس کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر نہ لے چلیں تاکہ اطمینان سے پوچھ گچھ ہو جائے"...... خاور نے کہا۔

"نہیں ایسے لوگوں پر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔ صدیقی نے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو"...... خاور نے پوچھا۔

"رسی دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ اور پیر باندھنے کے لئے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہاں رسی کا ملنا مشکل ہے۔ بیلٹس سے کام چلا لیتے ہیں"۔ خاور نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور چند لمحوں بعد تاجو کے ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اور اس کے دونوں پیر بھی باندھ دیئے گئے۔ پھر اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... صدیقی نے چوہان سے کہا اور چوہان نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور ایک کندھے پر رکھ کر ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس نے تاجو کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب تاجو کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو چوہان پیچھے ہٹ گیا۔

"ابھی کچھ لوگ اڈے میں ہوں گے۔ تم لوگ جا کر ان کا خاتمہ کر ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی چکر چل پڑے"...... صدیقی نے خاور اور نعمانی سے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے لفٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد ہی تاجو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکا جب کہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے چوہان نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے کرسی پر ہی بٹھائے رکھا اور جب اس کے جسم کی حرکت رک گئی تو چوہان نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"تمہارا نام تاجو ہے اور تم ظفر خان کے خاص آدمی ہو۔ کہاں ہے ظفر خان"...... صدیقی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"تم کون ہو"...... تاجو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ہال میں بکھری ہوئی اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہمارا تعلق فور سٹار سے ہے"...... صدیقی نے جواب دیا تو تاجو بے اختیار اچھل پڑا۔

"فف فور سٹارز۔ اوہ۔ اوہ۔ تو وہ تم ہو۔ تم ہو"...... استاد تاجو نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"اب یہ سوال جواب ختم۔ تم نے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھ لیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ عبرت ناک حشر تمہارا ہو سکتا ہے ہاں اگر تم بتا دو کہ ظفر خان کہاں ہے اور یہاں تمہارے اڈے میں کیسے آ سکتا ہے تو تمہاری جان بخشی جا سکتی ہے"...... صدیقی نے غراتے ہوئے لہجے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کہا۔

" نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہی وہ کبھی میرے اڈے پر آیا ہے۔ تم چاہے میری بوٹیاں اڑا دو لیکن میں نے جو کچھ ہے وہی سچ ہے"...... تاجو نے رک رک کر کہا لیکن اب اس کا سنبھلا ہوا تھا۔

" اب رسی تلاش کرنی ہی پڑے گی"...... صدیقی نے ساتھ کھڑے ہوئے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیوں"...... چوہان نے چونک کر پوچھا۔

" اس کو پھانسی دینے کے لئے۔ میں چاہتا ہوں یہ آسانی سے مرے"...... صدیقی نے کہا۔

" میں اس کے دفتر میں دیکھتا ہوں"...... چوہان نے جواب دیا اور تیزی سے گیلری کی طرف بڑھ گیا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں"...... تاجو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے مجھے تم پر اعتبار آ گیا ہے"...... صدیقی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" مجھے چھوڑ دو ورنہ یہاں وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے جو شاید تمہارے تصور میں بھی نہ ہو"...... استاد تاجو نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم ہماری فکر نہ کرو استاد تاجو۔ ہم ذرا ضرورت سے زیادہ ڈھیٹ ہڈی کے بنے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا اور اسی لمحے چوہان

آیا تو اس کے ہاتھ میں نائلون کی رسی کا گچھا موجود تھا۔

"اس کے دفتر کے پیچھے تو باقاعدہ ٹارچنگ روم بنا ہوا ہے وہاں یہ بھی موجود تھی"...... چوہان نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ بڑا بدمعاش ہے اور بڑا بدمعاش بغیر ٹارچنگ روم کے کیسے بن سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے رسی لی اور پھر اس رسی کی مدد سے اس نے تاجو کے جسم کو کرسی کے ساتھ باندھنا شروع کر دیا۔ چوہان بھی ساتھ ہی شامل ہو گیا۔

" تم نے تو کہا تھا کہ اسے پھانسی دینی ہے"...... چوہان نے رسی کی گانٹھ باندھتے ہوئے کہا۔

"پہلے میرا یہی خیال تھا لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ اتنے بڑے بدمعاش کو عام مجرموں کی طرح پھانسی دینا اس کے شایان شان نہیں ہے"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ چوہان بھی ہٹ گیا۔ وہ حیرت سے صدیقی کو دیکھ رہا تھا کیونکہ اگر اسے گولیاں ہی مارنی تھیں تو پھر رسی سے باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔

"ہاں اب بولو تاجو کہ ظفر خان کہاں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... تاجو نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے دھماکوں کے ساتھ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔ اس کا سارا جسم بری طرح کانپنے لگا تھا۔ گولیاں اس کے گال پر لکیریں ڈالتی ہوئی عقب میں جا گری تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بولو ورنہ اس بار"........ صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر
کے دھماکوں کے ساتھ ہی تاجو کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر
دیگرے مسلسل کئی چیخیں نکل گئیں۔ اس بار گولیوں نے اس
دوسرے گال پر خراشیں ڈال دی تھیں۔ اب چوہان سمجھ گیا
صدیقی کیا کر رہا ہے وہ اس تاجو کی قوت ارادی توڑ رہا تھا۔

"بولو ورنہ اس بار"........ صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر تڑتڑ
کے ساتھ گولیاں تاجو کے بالوں کو رگڑتی ہوئی نکل گئیں۔ اس
تاجو کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی تھی اس کا چہرہ پتھرا سا گیا تھا۔

"رک جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں رک جاؤ۔ مت مارو رک جاؤ"۔
تاجو جیسے پھٹ پڑا۔

"بولتے جاؤ ورنہ"........ صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر تڑتڑاہٹ
آوازیں گونج اٹھیں اور اس بار استاد تاجو کے کان کی لو کا کنارہ زخمی
گیا تھا۔ صدیقی کی نشانہ بازی اور مہارت واقعی قابل داد تھی۔

"وہ۔ وہ تھری سٹار کلب میں ہوگا۔ وہ وہاں چھپ جاتا ہے"۔
کے حلق سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"کہاں ہے یہ تھری سٹار کلب پوری تفصیل بتاؤ"........ صدیقی
کہا۔

"تھری سٹار کلب راجہ بازار کی سب سے آخری گلی میں ہے"۔
نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر"........ صدیقی نے پوچھا تو تاجو نے فون نمبر بتا

لفٹ کا دروازہ کھلا اور نعمانی اندر آ گیا۔

س کے کمرے میں کارڈلیس فون پڑا میں نے دیکھا تھا وہ لے
صدیقی نے چوہان سے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا دوبارہ گیلری
ف بڑھ گیا۔

"دیکھو تاجو میں واقعی سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم ظفر خان کو یہاں بلا
یں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"........ صدیقی نے کہا۔

"وہ یہاں نہیں آئے گا۔ اسے وہیں جا کر ملنا پڑے گا"........ تاجو
واب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ پھر اسے کہو کہ تم اس کے پاس آدمی بھیج رہے ہو
بھی نام لے دینا۔ لیکن اسے شک نہیں پڑنا چاہئے ورنہ"۔ صدیقی
ہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں اس کے پاس بھیج دیتا ہوں اسے شک
پڑے گا"........ تاجو نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا
ی دیر بعد چوہان کارڈلیس فون اٹھائے واپس آ گیا۔ صدیقی نے اس
اتھ سے فون لیا۔ اسے آن کر کے اس نے اس پر وہی نمبر پریس کیے
جو نے بتائے تھے اور پھر فون پیس آگے بڑھا کر اس نے بندھے
ے تاجو کے اس کان سے لگا دیا جو زخمی نہ تھا۔ فون پیس میں لاؤڈر کا
موجود تھا اس لئے صدیقی نے اسے بھی ساتھ ہی پریس کر دیا تھا۔
ری طرف گھنٹی بجنے کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"تھری سٹار کلب"........ ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"استاد تاجو بول رہا ہوں۔ خان سے بات کراؤ"...... تا
بڑے کرخت سے لہجے میں کہا۔
"اوہ اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"یس ظفر خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھا
آواز سنائی دی۔
"خان شانو کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے"...... تاجو نے
"نہیں وہ نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ سارے شہر میں اس
تلاش جاری ہے۔ تمہیں کوئی اطلاع ملی ہے"...... دوسری طرف
کہا گیا۔
"ہاں مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسے فور سٹار نے اغوا کر لیا ہے"
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ کیسے پتہ چلا"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے
کہا گیا۔
"میرے ایک آدمی نے اسے چار مسلح آدمیوں کے گھیرے
جاتے دیکھا تھا۔ لیکن چونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ شانو کہاں جا رہا
اس لئے اس نے مخاطب نہ کیا تھا اب اس نے بتایا ہے۔ راجوڑے
علاقے میں دیکھا گیا تھا اسے"...... تاجو نے کہا۔
"لیکن تمہارے مخبر کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ چار آدمی فور
کے تھے"...... ظفر خان نے کہا۔
"ان کے چہرے اجنبی تھے خان اور پھر تعداد بھی چار تھی"۔ تاجو

دیا۔
تو یہ چکر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فور سٹار اب مجھے تلاش کر
ہے۔ عالم خان کے پاس اس کا پہنچنے کا مطلب ہے کہ معاملات کافی
ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
سیں نے ان کی تلاش میں سب آدمیوں کو لگا دیا ہے۔ جیسے ہی ان
چلا انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا"...... تاجو نے جواب دیا۔
ٹھیک ہے میں تب تک یہیں تھری سٹار میں ہی رہوں گا جیسے
ن کے بارے میں کوئی کارروائی ہو مجھے اطلاع کر دینا"۔ دوسری
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
ارے وہ تو بند کر گیا ہے فون نمبر دوبارہ پریس کرو"...... تاجو
کہا لیکن صدیقی نے فون پیس ہٹا لیا۔
تم نے جو پیغام دینا تھا وہ تو دے دیا۔ اس لئے تم چھٹی کرو"۔
یقی نے سامنے کی طرح آتے ہوئے کہا۔ اس نے فون پیس چوہان
طرف بڑھا دیا تھا۔
نہیں نہیں میں تو اس سے"...... تاجو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہنا
خ کیا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی اس کے حلق سے
گھٹی چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح تڑپنے لگا اس بار
یاں اس کے سینے میں پڑی تھیں۔
کیا واقعی اس نے کوئی پیغام دیا ہے"...... چوہان نے حیران ہو
کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں اس نے فور سٹار کے بارے میں اسے اطلاع دے دی
فور سٹارز اس کے پیچھے ہے ۔ وہ اب اور محتاط ہو جائے گا ۔ لیکن
فائدہ ہو گیا ہے کہ وہ اب تھری سٹار سے باہر نہ جائے گا اور ہم
بھی آپریشن کرنا پڑے گا" ...... صدیقی نے جواب دیا ۔

" میرا خیال ہے اس تاجو کی آواز کی نقل میں کر سکتا ہوں سم
کر لمبے چوڑے ہنگامے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس سے پوچھنا تو ا
بہادر اور اس گرین کارڈ کے بارے میں ہی ہے ۔ فون پر ہی با
لیتے ہیں" ...... نعمانی نے کہا ۔

" نہیں نعمانی وہ فون پر کچھ نہیں بتائے گا ۔ اس سے وہیں جا
انداز میں بات کرنی پڑے گی" ...... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے
کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا ۔ اچانک صدیقی کے کوٹ کی
سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔

"اوہ عمران صاحب کی کال ہے ۔ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر
نے ہی دیا تھا" ...... صدیقی نے چونک کر کہا اور پھر جلدی سے
نے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا ۔

"ہیلو سپر سٹار بلکہ ٹاپ سٹار اوور" ...... عمران کی آواز سنائی د

" عمران صاحب دم دار ستارے کو شاید ٹیل سٹار کہتے
اوور" ...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اچھا کمال ہے یعنی اب فور سٹار کی بجائے ٹیل سٹار نام رکھنا
ہے تمہیں ۔ چلو یہ بھی اچھا نام ہے اوور" ...... دوسری طرف

ی جھکتی ہوئی آواز سنائی دی اور صدیقی کے ساتھ ساتھ چوہان اور
بھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

پ پہلے اپنا نام تو منتخب کر لیں اوور" ...... صدیقی نے کہا ۔

یہ واقعی یہ بڑا مسئلہ بن گیا ہے ۔ سپر سٹار، ٹاپ سٹار یہ دونوں
ز کے نام ہیں ۔ اماں بی نے سن لیا کہ ان کا بیٹا اب سٹار وغیرہ
ہے تو پتہ ہے کیا ہو گا اوور" ...... عمران نے کہا ۔

چھ نہیں ہو گا صرف دم جھڑ جائے گی اوور" ...... صدیقی نے جواب
ہاں کمرہ ایک بار پھر سب ساتھیوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا ۔

ے سینگ پہلے ہی غائب ہو چکے ہیں اب دم بھی جھڑ گئی تو پھر ۔
تم یہ نام بدل نہیں سکتے ۔ کوئی اچھا سا نام رکھ لو جیسے چار
ے اوور" ...... عمران کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی ۔

پھر آپ اپنا کیا نام رکھیں گے اوور" ...... صدیقی نے ہنستے ہوئے
وہ اس دوران لفٹ سے ہو کر باہر گیلری میں پہنچ چکے تھے ۔

میں سرکس کا مالک بن جاؤں گا ۔ بہرحال کیا ہو رہا ہے ۔
ے ہیڈ کوارٹر فون کیا تھا وہاں سے پتہ چلا کہ تم موجود نہیں ہو ۔
ئے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہوں اوور" ...... عمران نے کہا اور
ب میں صدیقی نے اب تک ہونے والی ساری کارروائی کو مختصر طور
ڈ دیا ۔

یہ تم نے واقعی نئی بات سنائی ہے کہ نواب بہادر کوئی افریقن
ت ہے ۔ لیکن اس گرین کارڈ کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے سربراہ سے میری سلام دعا ہو چکی ہے۔ باقی رہا وہ ظفر خان
اسے بھی معلوم نہیں ہو گا کہ نواب بہادر کون ہے۔ اگر نواب
واقعی کوئی عورت ہے اور اس نے مردانہ روپ دھار رکھا ہے تو
ظفر خان جیسے بدمعاشوں کے سامنے بھی نہیں آسکتی اوور"......
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا کریں۔ کیا اس کی تلاش کے لئے اخبار میں
دیں اوور"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اشتہار کی رقم لے کر میرے فلیٹ پر آ جاؤ میں تمہیں نواب
سے ملوا دوں گا اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ آپ اس تک پہنچ چکے ہیں۔ ٹھیک
ہم آ رہے ہیں اوور"...... صدیقی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر
طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر
جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ گلی میں پہنچ چکے تھے۔ اوپر موجود خاور
ساتھ شامل ہو گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب اس نواب بہادر تک
ہیں"...... خاور نے کہا۔

"پہنچ نہیں گئے تو کوئی نہ کوئی آئیڈیا بہرحال بنا چکے ہوں
صدیقی نے جواب دیئے اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا
تھوڑی دیر بعد وہ سب گلیوں میں سے گزرتے ہوئے اس محلے
اس طرف جا رہے تھے جہاں ان کی ویگن موجود تھی۔

ران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔
سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ذرا دیکھنا وہ فور سٹار
تشریف لائے ہوں گے۔ خاصی بڑی رقم لے کر"...... عمران
اونچی آواز میں کہا۔

"رقم اور یہاں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہاں تو قرض خواہ ہی آ
ہیں"...... سلیمان کی طنزیہ آواز سنائی دی۔ وہ گیلری میں سے گزر

"کیا عمران صاحب ہیں"...... ایک مردانہ آواز دروازہ کھلتے ہی
دی اور عمران چونک پڑا کیونکہ وہ آواز پہچان گیا تھا یہ آواز گرین
کے سربراہ ارباب کی تھی۔ جس نے تھوڑی دیر پہلے ٹائیگر کی
ہوٹل شیرٹن فون کیا تھا۔

موجود ہیں"...... سلیمان کی قدرے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوہ یہ اس قدر گندے فلیٹس میں بھی لوگ رہتے ہیں" ۔۔۔۔ سا
نسوانی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز ارباب کی بیوی
کی ہے کیونکہ ٹائیگر نے ان کے کمرے میں ڈکٹا فون لگا کر ان
درمیان ہونے والی گفتگو باقاعدہ ٹیپ کی تھی اور عمران کو اس
فون پر یہ ٹیپس سنوائی تھیں۔

"تشریف رکھیں میں انہیں اطلاع کرتا ہوں" ۔۔۔۔ سلیمان
آواز ڈرائنگ روم کے دروازے پر سنائی دی اور عمران اٹھ کھڑا ہوا

"رقم کی پوری بوری آئی ہے" ۔۔۔۔ سلیمان نے دروازے
سامنے سے گزرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"بوری کیا مطلب" ۔۔۔۔ عمران حقیقتاً سلیمان کی بات کا
نہ سمجھ سکا تھا لیکن جب وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور وہاں
ہوئی خاتون کو دیکھتے ہی اسے سلیمان کی بات سمجھ میں آ گئی۔ خا
واقعی بوری جیسی ہی تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ یا مہمانان گرامی قدر۔ بلکہ گر
قدر۔ مجھ حقیر فقیر، پرتقصیر۔ بندہ ناداں کو علی عمران ایم، ایس،
ڈی، ایس، سی (آکسن) کہتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے ڈرائنگ روم
داخل ہوتے ہی بڑے خضوع وخشوع سے سلام کر کے اپنا
تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ حقیر وفقیر صاحب۔ میر
ارباب ہے اور یہ میری سویٹ وائف ہے لیلیٰ۔ آپ نے مونگ کی

نے کی دعوت دی تھی اس لئے حاضر ہو گئے ہیں" ۔۔۔۔ ارباب
کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ایسے حقیر فقیر کے پاس مونگ کی دال ہی مل سکتی ہے
لنا ہے" ۔۔۔۔ لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آداب میزبانی۔ بلکہ آداب ڈائننگ ٹیبل بانی کا یہ تقاضا ہے کہ
آپ کو مونگ کی دال کے ساتھ ساتھ سویٹ بھی پیش کرتا لیکن
آج کے دور کے مہمان بھی عقل مند ہو گئے ہیں کہ سویٹ ساتھ
لے آتے ہیں۔ بہرحال مجھے آپ دونوں سے مل کر بے حد مسرت ہو
ہے کہ چلو کوئی شادی شدہ جوڑا تو اس فلیٹ میں بھی آیا۔ شاید کل
ی بھی قسمت جاگ جائے اور ہمیں چلو سویٹ نہ سہی ترش وائف
ل جائے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارباب بے
ر ہنس پڑا۔

"تم یہاں ہنسنے کے لئے آئے تھے" ۔۔۔۔ لیلیٰ نے ارباب کو غصیلی
ں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کروں۔ عمران صاحب نے باقاعدہ سلام کر کے
ے کا موڈ ہی غارت کر دیا ہے۔ اب جسے آدمی وعلیکم السلام کہہ بیٹھے
ے لڑ کیسے سکتا ہے۔ مجبوری ہے سویٹ وائف" ۔۔۔۔ ارباب
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو وعلیکم السلام نہیں کہا میں تو لڑ سکتی ہوں" ۔ لیلیٰ
آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ارے لڑنے کی کیا ضرورت ہے میں ویسے ہی ٹافیوں کا
منگوا دیتا ہوں۔ آخر چھوٹی بہنوں کا بڑے بھائیوں پر اتنا تو حق ہو
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لیلیٰ نے
اختیار اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا۔

"لو کر لو لڑائی۔ اب ایسے آدمی سے کون لڑ سکتا ہے"۔ ارباب
ہنستے ہوئے کہا تو لیلیٰ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس
چہرے پر بے بسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اسی لمحے سلیم
ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے چائے
سنیکس میز پر لگانا شروع کر دیئے۔

"مبارک ہو سلیمان۔ آج ہماری بھی اللہ نے سن لی۔ یہ شا
شدہ جوڑا ہے"...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر بڑے مسر
بھرے لہجے میں کہا۔

"جی صاحب لیکن اللہ نے کچھ زیادہ ہی سن لی ہے"...... سلیما
نے آہستہ سے جواب دیا اور خالی ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس لے جانے لگا
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ کیا کہہ رہا تھا"...... لیلیٰ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ زیادہ سن لی ہے کہ اس
سویٹ وائف ارباب صاحب کو دے دی ہے"...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ کے چہرے پر بے اختیار سرخی سی چھا گئی
جب کہ ارباب ہنس پڑا۔

مان گیا ہوں عمران صاحب آپ کے بات بدلنے کا واقعی جواب
ں ہے۔ ویسے آپ کے باورچی نے جو فقرہ کہا ہے اسے سن کر آج اس
ارے پر یقین آیا ہے کہ ایں ہمہ خانہ آفتاب است"...... ارباب
نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... لیلیٰ نے ارباب کی بات سن کر چونکتے
ئے کہا۔

"ارے ارے کوئی مطلب نہیں ہے۔ آپ کے شوہر صاحب خواہ
خواہ ہم بھائی بہن کی لڑائی کرانا چاہتے ہیں حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ
رو کا بھائی جس طرف ساری خدائی اس طرف لیکن شاید یہ اپنے آپ
ساری خدائی میں شامل ہی نہیں سمجھتے"...... عمران نے بات بناتے
ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ سلیمان نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے جو
میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ پھر تو مجھے ڈوب کر مرجانا چاہئے"...... لیلی
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈوب کر آدمی مرتا ہی ہے زندہ تھوڑا رہتا ہے۔ اس لئے فالتو باتیں
نہ کیا کرو خواہ مخواہ انرجی ضائع ہوتی ہے"...... ارباب نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم مجھے مطلب تو بتاؤ"...... لیلی اپنی بات پر اڑ گئی۔

"سلیمان نے تمہاری صحت مندی کی بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے
کچھ زیادہ ہی سن لی ہے اور کیا مطلب ہوگا"...... آخر کار ارباب نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات کھول ہی دی اور لیلیٰ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جس کا باورچی اس قدر خوبصورت باتیں کرتا ہو اس سے نہیں لڑا جا سکتا۔ لیکن عمران صاحب آپ نے ہماری پرائیویٹ کیوں سنی ہیں۔ کیا پاکیشیا میں اب اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں، لیلیٰ نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ باتیں"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں آپ نے ہمارے کمرے میں ڈکٹا فون لگوایا اور ہم میاں کے درمیان ہونے والی پرائیویٹ گفتگو سنی۔ کیونکہ آپ نے میں جب فون کیا تھا تو اس گفتگو کی نسبت حوالے دیئے تھے اور حقیقتاً اس بات پر غصہ آگیا تھا"...... لیلیٰ نے کہا۔

"اچھا تو میاں بیوی کے درمیان ہونے والی گفتگو کو پرائیویٹ جاتا ہے"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے زندگی میں بار اس بات کا پتہ چل رہا ہو اور ارباب عمران کے اس انداز پر اختیار ہنس پڑا۔

"اب مجھے آپ کی شادی کرانی ہی پڑے گی"...... لیلیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کے منہ میں گھی اور شکر۔ بشرطیکہ میں ڈیمانڈ پوری کر سکا بہرحال کوشش ضرور کروں گا"...... عمران نے بے ساختہ لہجے میں تو ارباب اور لیلیٰ دونوں اس کے اس انداز پر ہنس پڑے۔

"آپ آخر بار بار میری صحت پر طنز کیوں کر رہے ہیں۔ مجھے

ل سلائی ٹائپ کی عورتیں قطعاً پسند نہیں ہیں وہ اپنے آپ کو ٹ کہتی ہیں حالانکہ میرے خیال کے مطابق سمارٹنس دبلے پتلے نے کا نام نہیں ہے"...... لیلیٰ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل بالکل میں آپ کی رائے سے سو فیصد متفق ہوں سمارٹ چیز ہوتی ہے اور سویٹ ہارٹ اور چیز ہوتی ہے"...... عمران نے ب دیا اور کمرہ بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا اور ان قہقہوں میں ی کا قہقہہ بھی شامل تھا۔ وہ عمران کے اس خوبصورت فقرے کا بھی دل کھول کر لطف لے رہی تھی۔

"عمران صاحب کیا یہ فور سٹار پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی نیا وپ ہے"...... اچانک ارباب نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"آپ کو سچ سچ بتا دوں"...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے وئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو کچھ سچ بھی ہے اس میں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے ا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"کچھ تو خاصی بڑی مقدار ہے ارباب صاحب۔ اگر کچھ کو سچ کے تھ لگا دیا جائے تو پھر خالی سچ کے ساتھ کام نہیں چلے گا۔ مچ بھی ساتھ انا پڑے گا۔ میرا مطلب ہے سچ مچ دونوں کو برداشت کرنا پڑ جائے گا۔ ب یہ دوسری بات ہے کہ سچ کس کے حصے میں آتا ہے اور مچ کس کے یے بھی بقول لیلیٰ صاحبہ۔ یہ آپ کا پرائیویٹ معاملہ ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور ارباب اور لیلیٰ دونوں ہنس پڑے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلیئے آپ سچ مچ کی بجائے سچ سچ ہی بتا دیں" ...... ارباب نے
"سچ تو یہ ہے کہ اصل میں تو سٹار ایک ہی ہوتا ہے باقی تو
چھوہارے کھانے والے ہی ہوتے ہیں۔ اب یہ بات دوسری ہے
جب تک چھوہارے ہضم ہوں۔ سٹار سپر سٹار بن چکا ہوتا ہے۔ وہ
سر سے پھوٹنا شروع ہو جاتی ہے" ...... عمران نے کہا اور ارباب اور
دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب آپ سے مل کر واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اب
ہمیں اجازت دیں۔ ہم آئے تو آپ سے لڑنے کے لئے تھے اور یہ بھی
دوں کہ میں نے اور لیلیٰ دونوں نے مارشل آرٹس میں ہر رنگ
بیلٹس لے رکھی ہیں۔ لیکن آپ جیسی شخصیت سے واقعی لڑا ہی نہیں جا
سکتا۔ اس لئے آپ صرف ایک کپ چائے پلوا کر ٹوٹ پھوٹ سے بچ
گئے ہیں۔ اس کے لئے جس قدر نفل شکرانے کے آپ پڑھنا چاہیں
ہماری طرف سے اجازت ہو گی۔ آخر میں ایک بات کہہ دوں کہ آپ
آپ کی فور سٹار جس مشن پر کام کر رہی ہے۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک
ہیں۔ خطرناک ان معنوں میں کہ ان لوگوں کے پاس نہ ظرف ہو
ہے اور نہ اصول۔ خدا حافظ" ...... ارباب نے اچانک اٹھتے ہوئے کہا
"کوئی بات نہیں۔ اللہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ مجھے بھی کوئی نہ کوئی
محافظ عنایت کر ہی دے گا" ...... عمران نے اٹھ کر کن انکھیوں سے
لیلیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ارباب ہنس پڑا۔
"مجھے آمین کہنا چاہئے یا نہیں کیوں سویٹ وائف" ...... ارباب

لیلیٰ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
"تمہارے کہنے نہ کہنے سے کیا ہو گا۔ وقت تو مقرر ہوتا ہے" ۔ لیلیٰ
بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ہاں عمران صاحب واقعی وقت مقرر ہوتا ہے" ...... ارباب نے
مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔
"بالکل بالکل جب مقررہ وقت آجائے تو بے شک مجھے فون کر لینا
میں آمین کہہ دوں گا" ...... عمران نے معنی خیز جواب دیا اور ارباب
ایک بار پھر ہنس دیا وہ اب درمیانی گیلری میں آچکے تھے۔
"ایک نصیحت بطور میزبان میں بھی کر دوں کہ پاکیشیا کے بارہ
کروڑ عوام کو صرف چند روپوں کی خاطر کسی عذاب میں دھکیلنے والوں
کا مقررہ وقت ذرا جلدی آجاتا ہے۔ خدا حافظ" ...... عمران نے دروازہ
کھولتے ہوئے کہا۔
"اسی لئے تو میں بھی خاموش ہو گیا تھا عمران صاحب ورنہ نجانے
اب تک کتنے سٹار دھند لکوں میں غائب ہو چکے ہوتے خدا حافظ" ۔
ارباب نے جواب دیا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔
"اس بار تو بھائی بن کر آپ نے جان بچالی ہے عمران صاحب لیکن
بہر حال خدا حافظ" ۔ لیلیٰ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے
مڑ کر ارباب کے پیچھے چل دی۔
"معصوم بچوں پر واقعی خدا بہت مہربان ہوتا ہے" ...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ لیکن سٹنگ روم میں جانے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بجائے وہ اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے وہاں سے گائیکر اٹھایا اور واپس ڈرائنگ روم میں آکر اس نے کمرے کی باقاعدہ چیکنگ کی۔لیکن جب گائیکر نے کوئی اشارہ نہ دیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا اور تیزی سے واپس خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔تاکہ گائیکر کو واپس اس کی جگہ پر رکھ سکے۔ابھی وہ کمرے کے دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ باہر سے کسی کے چیخنے اور پھر فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔عمران نے گائیکر جیب میں ڈالا اور بجلی کی سی تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچانک چار آدمی دو بے ہوش آدمیوں کو کاندھوں پر اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"یہ آپ کے فلیٹ کو بم سے اڑانے ہی والے تھے عمران صاحب"...... سب سے آگے آنے والے نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔کیونکہ بات کرنے والا صدیقی تھا اور ظاہر ہے باقی اس کے ساتھی ہوں گے۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔لے آؤ انہیں اندر"...... عمران نے کہا اور واپس ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"کوئی زخمی تو نہیں ہوا"...... عمران نے مڑ کر پوچھا۔

"نہیں انہوں نے پکڑے جانے پر فائرنگ کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے"...... اس بار چوہان نے جواب دیا۔اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر دھماکے سے کھلا اور عمران اور سارے ساتھی تیزی سے مڑے

کمرے سے ارباب اور لیلیٰ داخل ہو رہے تھے۔صدیقی اور اس کے ساتھی چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"ہم اس لئے واپس آئے ہیں عمران صاحب کہ کہیں آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان آدمیوں کا تعلق ہم سے ہے۔ان کا تعلق اسی گروپ سے ہے جس کے خلاف آپ کام کر رہے ہیں"...... ارباب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ارباب مجھے بہرحال کچھ نہ کچھ انسان شناسی آتی ہے آپ کا بے حد شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے آپ کے یہ چار صاحبان واقعی بے حد تربیت یافتہ ہیں۔انہوں نے جس خوبصورت انداز میں ان دونوں کو گھیر کر پکڑا ہے اور جس طرح اپنا تحفظ کرتے ہوئے ان کو بے بس کیا ہے۔اس نے واقعی ہمیں بے حد متاثر کیا ہے۔اگر یہی وہ فور سٹارز ہیں تو پھر واقعی یہ سٹارز کہلانے کے حق دار ہیں۔خدا حافظ"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔لیلیٰ بھی مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چلی گئی۔

"سلیمان دروازہ بند کر دو"...... عمران نے ایک طرف کھڑے ہوئے سلیمان سے کہا اور سلیمان سرہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کون تھے عمران صاحب"...... صدیقی نے ارباب اور لیلیٰ کے جاتے ہی پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے جان بوجھ کر اس کا نام لیا تھا۔ لیکن تم نے شاید
نہیں سنا۔ یہ گرین کارڈ کا سربراہ ارباب اور اس کی سویٹ وائف
صاحبہ ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ لوگ ہیں۔ لیکن یہ تو آپ کے فلیٹ سے نیچے اتر
تھے"....... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں پرائیویٹ گفتگو سننے کے جرم میں سزا دینے آئے تھے لیکن
نے چائے پلوا کر واپس بھیج دیا۔ بہرحال وہ دونوں کیا کر رہے تھے
ذرا تفصیل تو بتاؤ"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی
اسے تفصیل بتانی شروع کر دی کہ کس طرح وہ جب یہاں پہنچ
انہوں نے ان دونوں کو بم گن ایک کار سے نکلتے اور اس کا رخ فلیٹ
کی طرف کرتے دیکھا اور پھر کس طرح ان کو قابو میں کیا۔

"ارباب بتا رہا تھا کہ ان دونوں کا تعلق اسی گروپ سے ہے جس
کے خلاف ہم کام کر رہے ہیں۔ اس کا واضح مطلب تو یہی ہے کہ ان
تعلق نواب بہادر سے ہے۔ لیکن دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک تو
کہ یہ دونوں اپنے چہرے مہرے اور لباس سے زیر زمین دنیا کے فرد
لگتے ہیں اور وہ بھی انتہائی گھٹیا درجے کے لیکن دوسری بات یہ
ارباب انہیں پہچانتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب منشیات کے اس اندرون ملک دھندے میں
گھٹیا لوگ ہی کثیر تعداد میں وابستہ ہیں۔ اس کیس میں ہمارا واسطہ
ابھی تک ایسے ہی لوگوں سے پڑا ہے"....... صدیقی نے کہا۔

"ہاں میں نے بھی تم لوگوں کے ساتھ اس کیس میں جو تھوڑا بہت
کیا ہے اس سے میں بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ منشیات کا دھندہ
نے والے پورے ملک میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے
۔ میں نے اسی لئے تمہیں ظفر خان کے پاس جانے سے روک دیا تھا
ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ کوئی پلاننگ کرنی چاہئے۔ ہم کب
۔ ان چھوٹے چھوٹے بدمعاشوں کے ساتھ لڑتے رہیں گے۔ ویسے
اب تک ان کی طرف سے ہمارے خلاف کوئی رد عمل سامنے نہ آیا
۔ لیکن اب پہلی بار ان لیلیٰ مجنوں کی وجہ سے رد عمل کا آغاز ہوا ہے
یہ لوگ جس ذہنی سطح کے ہیں۔ اس کے بعد سوائے اس کے اور کیا
گا کہ ہم بدمعاشوں کے اڈوں پر جا کر ان سے لڑتے رہیں اور انہیں
رتے رہیں"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہم تو خود چاہتے ہیں عمران صاحب کہ بڑا مگرمچھ نواب بہادر ہاتھ آ
ئے۔ لیکن نجانے وہ کہاں چھپا ہوا ہے بلکہ اب تو چھپی ہوئی ہے کہ
ن کا کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا"....... صدیقی نے جواب دیا۔

"یہ عورت والی بات تمہیں کہاں سے معلوم ہوئی ہے"۔ عمران
نے پوچھا تو صدیقی نے راسٹن ہوٹل کے ہیڈ ویٹر محمود سے ملنے اور اس
سے ہونے والی تمام بات چیت تفصیل سے بتا دی۔

"نواب رضا کی رہائش گاہ پر میں ڈکٹا فون اور اس کے ساتھ ٹیپ
یارڈ چھوڑ آیا تھا۔ ٹائیگر نے ارباب کا فون ٹیپ کیا تھا۔ اوہ۔ اوہ میں
سمجھ گیا۔ یہ دونوں آدمی اس کاشو کے ہوں گے جسے ارباب نے میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فلیٹ کا پتہ بتایا تھا"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر
"کاشو وہ کون ہے"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔
"اس ظفر خان ٹائپ کا کوئی بد معاش ہو گا نواب بہادر کا خا
آدمی لگتا ہے۔ میں ٹائیگر سے معلوم کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور ا
کر دیوار کے ساتھ موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس
الماری میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس
ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔
"ہیلو ہیلو عمران کالنگ اوور"...... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آ
کر کے کال دینا شروع کر دی۔
"یس ٹائیگر اٹنڈنگ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز س
دی۔
"ٹائیگر ارباب کو ایک آدمی کاشو نے فون کیا تھا جس کی ٹیپ
نے مجھے سنوائی تھی۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے اوور"۔ عمرا
نے کہا۔
"جی ہاں میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ جوپیٹر کالونی
ایک ہوٹل ہے سکائی فال۔ اس کا مالک ہے اور منشیات کے دھند
میں ملوث ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پیشہ ور قاتل بھی ہے کسی زما
میں خاصا مشہور لڑاکا بھی رہا ہے اوور"...... ٹائیگر نے جواب د
ہوئے کہا۔
"تم ایسا کرو کہ اس کاشو کو فوری طور پر اغوا کر کے رانا ہاؤس لے

اگر کہو تو جوانا یا جوزف کو تمہارے پاس بھجوا دوں اوور"۔ عمران
کہا۔
"اوہ نہیں باس۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کاشو جیسے معمولی
ٹائیگر کے منہ نہیں لگ سکتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے
گر نے کہا۔
"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"ان دونوں کو اٹھاؤ اور رانا ہاؤس چلو۔ کاشو آ جائے پھر ان تینوں
اکٹھی بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور صدیقی اور اس کے
تھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد رانا ہاؤس کے
ک روم میں کاشو اور وہ دونوں آدمی راڈز والی کرسیوں پر بندھے بے
ش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ عمران صدیقی اور دوسرے ساتھی ان
سامنے کرسیوں پر موجود تھے ٹائیگر بھی وہیں تھا۔
"اس کاشو کو ہوش میں لے آؤ ٹائیگر۔ اس سے پہلے بات ہو
ی"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور
نے کاشو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں
جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو وہ پیچھے
کر واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کاشو نے کراہتے
ے آنکھیں کھولیں اور پھر ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے
وشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہ گیا۔

"پہلے میں تمہیں اپنا تعارف کرا دوں۔ میرا نام علی عمران ہے
اب گردن موڑ کر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ان دونوں کو بھی دیکھ
جنہیں تم نے میرا فلیٹ بموں سے اڑوانے کے لئے بھیجا تھا"۔ عم
نے سرد لہجے میں کاشو سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کی بات سن
کاشو کی گردن تیزی سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے
یکلخت شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے لیکن دوسرے لمحے اس
اپنے آپ کو سنبھالیا۔

"تم تم کون ہو اور یہ کون ہیں ۔ یہ میں کہاں ہوں"........ کا
نے رک رک کر کہا۔

"میں نے اپنا تعارف کرا دیا ہے ۔ ہاں البتہ اگر تم اپنے متع
سوال کرنا چاہو کہ میں کون ہوں تو وہ بھی میں بتا دیتا ہوں کہ تمہا
نام کاشو ہے ۔ تم نے گرین کارڈ کے ارباب سے فون پر جو باتیں
تھیں اس کا ٹیپ بھی میں سن چکا ہوں ۔ اس لئے مزید وقت ضا
کرنے کی بجائے تم صرف یہ بتا دو کہ تمہارا چیف باس نواب بہا
کون ہے"........ عمران کا لہجہ پہلے کی طرح سرد تھا۔

"چیف باس نواب بہادر ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ تمہیں کوئی غ
فہمی ہوئی ہے"........ کاشو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طوی
سانس لیا۔

"واقعی تم جیسی سطح کے لوگوں کے لئے مجھے بھی اسی سطح پر ہی

.... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف
ڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

"جوزف الماری سے کوڑا نکالو اور اس وقت تک اس کے جسم پر
ماتے رہو جب تک یہ زبان نہ کھول دے"........ عمران نے جوزف
ے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"........ جوزف نے کہا اور ایک طرف دیوار میں موجود
لماری کی طرف بڑھ گیا۔

"اتنی سرد ردی کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب ۔ اس کی گردن پر
ؤں رکھیں ابھی سب کچھ بتا دے گا"........ صدیقی نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"نہیں یہ کام بھی ان کی سطح سے بلند ہے"........ عمران نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ تم لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی
۔ کاشو نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ابھی ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی"........ عمران نے منہ
تے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف کوڑے کو فضا میں پٹختا ہوا کاشو کی
ی کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے لمحے شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ
و کے حلق سے نکلنے ہی والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"ابھی سے چیخ رہے ہو مینڈک کی اولاد"........ جوزف نے غصیلے
میں کہا اور پھر تو جیسے کمرہ کوڑے کی مخصوص آوازوں اور کاشو کی
ں سے گونج اٹھا۔ جوزف واقعی غیر انسانی انداز میں کاشو کے جسم پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوڑے برسائے چلا جا رہا تھا۔ تیسرے یا چوتھے کوڑے پر کاشو ہوش ہو گیا لیکن جوزف کا ہاتھ نہ رکا اور کوڑے کی ضرب ہی کاشو بے ہوشی سے دوبارہ ہوش میں لے آئی۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ پپ پپ پانی پانی"...... چ لمحوں بعد ہی کاشو کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے ہاتھ ہلانے پر جوزف نے ہاتھ روک لیا۔ کاشو کا پورا جسم لہولہان ہو رہا تھا۔ اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک گئی تھی۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے پانی جگ لا کر پہلے آدھے سے زیادہ جگ اس کے زخموں پر انڈیلا اور پھر اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تو کاشو چیختا ہوا ہوش میں آیا۔ ٹائیگر نے جگ اس کے منہ سے لگا دیا اور کاشو غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ کافی مقدار میں پانی جب اس کے حلق سے اتر گیا تو ٹائیگر نے جگ ہٹا لیا۔ کاشو کا مسخ شدہ چہرہ اب کافی حد تک بحال ہو گیا تھا۔ ویسے بھی جسمانی طور پر وہ خاصا سخت جان دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے کاشو۔ ورنہ اس بار زخموں میں سرخ مرچیں بھروا دوں گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نواب۔ نواب بہادر۔ عورت ہے۔ سالسبری ہوٹل کی مالکہ مادام زگابی۔ وہ افریقن نژاد عورت ہے۔ وہ یہاں کے بہت بڑے لارڈ نواب بہادر جنگ کی بیوہ ہے۔ نواب بہادر جنگ منشیات کا سوداگر تھا۔ وہ اچانک مر گیا اور اس کی جگہ اس کی بیوہ نے لے لی ہے۔ لیکن وہ نواب بہادر کا ہی استعمال کرتی ہے۔ اس کے پاس کوئی مشین

سے وہ بولتی ہے تو اس کی آواز مردانہ ہو جاتی ہے اور لہجہ بھی بدل ہے"...... کاشو نے لاشعوری طور پر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کہاں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے لیکن اس کا خفیہ دفتر سالسبری ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں ہے۔ جہاں تک کوئی بھی نہیں جا سکتا"...... کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں ہوٹل میں اس کا خاص آدمی کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل کا منیجر پاشا۔ اس کا خاص آدمی ہے۔ لیکن پاشا تک پہنچنا بھی کسی کو نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہاں ہوٹل میں اس کے خفیہ کمانڈوز ہر وقت موجود رہتے ہیں جو اچانک مشکوک آدمی پر فائر کھول دیتے ہیں"...... کاشو نے جواب دیا۔

"تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نواب بہادر جنگ کا ذاتی گارڈ رہا ہوں۔ میں نے اس کے لئے بے شمار لڑائیاں لڑی ہیں۔ جب نواب بہادر ہلاک ہو گیا تو میں مادام کے ہوٹل میں خصوصی گارڈ مقرر ہوا لیکن پھر ایک مقابلے میں مجھے ایشیا کے مشہور لڑاکے بسنتو سے شکست ہو گئی۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے رخصت کر دیا گیا لیکن چونکہ میں نواب بہادر کا ذاتی گارڈ رہا ہوں۔ اس لئے مادام نے مجھے رابطہ انچارج مقرر کر دیا تھا"...... کاشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے مادام زگابی سے بات کرنی ہو تو کس طرح کرتے ہو" عمران نے پوچھا۔

"اسے یا پاشا کو کوئی براہ راست فون نہیں کر سکتا۔ ہوٹل م پیغام دے دیا جاتا ہے اور بس پھر وہ جب چاہیں فون کر لیتے ہیں" کاشو نے جواب دیا۔

"یہ سالسبری ہوٹل کہاں ہے" ...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"راجہ گڑھ میں ہے باس بد معاشوں کا ہوٹل مشہور ہے۔ یہ نچلے درجے کے بد معاشوں کا" ...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم گئے ہو وہاں کبھی" ...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس وہاں جانے کی کبھی ضرورت نہیں پڑی" ۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم بتاؤ کاشو کہ اگر کوئی پارٹی وہاں براہ راست مادام زگابی سے چاہے تو اس کا کیا طریقہ ہوتا ہے" ...... عمران نے کاشو سے پوچھا۔

"براہ راست کوئی نہیں مل سکتا۔ اگر کسی پارٹی کو مادام وہاں وقت دے تو وہ پاشا کو پہلے سے کہہ دیتی ہے اور پاشا ہوٹل کے غنڈوں کے انچارج بسنتو کو کہہ دیتا ہے۔ پھر بسنتو اس پارٹی کو لے جا کر مادام تک چھوڑ بھی آتا ہے اور وہاں مادام کی نگرانی بھی کرتا ہے" ...... کاشو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بسنتو نے تمہاری جگہ لے لی ہے۔

ب ہے اب وہ اس مادام کا پرسنل گارڈ ہے" ...... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن ہوٹل کی حد تک" ...... کاشو نے جواب دیا۔

"پھر تو اس بسنتو کو علم ہوگا کہ مادام کہاں رہتی ہے کہاں نہیں" ۔ ان نے کہا۔

"مادام کسی کو نہیں بتاتی۔ وہ بے حد پراسرار عورت ہے" ۔ کاشو نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میرے ساتھ" ...... عمران نے اٹھ کر اپنے ساتھیوں سے طب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک بھاری
کے نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود میز پر رکھے ہوئے فو
رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... اس نوجوان نے بھاری لہجے میں بات کرتے ہوئے

"عظمت بول رہا ہوں کاشو کا اسسٹنٹ"...... دوسری طرف
ایک انتہائی وحشت بھری آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں کیا بات ہے۔ کیوں براہ راست کال
ہے"...... اس نوجوان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"باس کاشو کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اسے ایک بلڈنگ رانا
میں لے جایا گیا ہے"...... عظمت نے جواب دیا۔

"کس نے اغوا کیا ہے اور کیوں"...... پاشا کے لہجے میں حیرت

"اسے اغوا کرنے والا دارالحکومت کا مشہور غنڈہ ٹائیگر ہے ج

اور یہ ٹائیگر علی عمران کا ساتھی ہے اور یہ علی عمران وہ ہے جو فور سٹار کا سربراہ ہے اور سیکرٹ ایجنٹ بھی ہے"...... عظمت نے جواب دیا تو پاشا بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک آئی۔

"فور سٹار کا سربراہ۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا اور اس نے کاشو کو کیوں اغوا کیا ہے"...... پاشا کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو واقعات کا تفصیل سے علم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے عظمت نے کہا۔

"مجھے اتنا تو معلوم ہے کہ کوئی گروپ فور سٹار نمودار ہوا ہے۔ جو منشیات کے آدمیوں کے خلاف کام کر رہا ہے اور اس نے دارالحکومت کے کئی مشہور سپلائرز کو ان کے آدمیوں سمیت گرفتار بھی کرایا ہے اور ہلاک بھی کیا ہے۔ اس سے زیادہ کی تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے"...... پاشا نے جواب دیا۔

"پھر آپ میری بات نواب بہادر سے کرا دیں جناب"...... عظمت نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ایسے بات نہیں ہو سکتی"...... پاشا کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"مجھے معلوم ہے اسی لئے تو میں نے آپ کو اس سپیشل نمبر پر کال کیا ہے لیکن آپ کو حالات کا علم نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نواب بہادر براہ راست کاشو کو ہدایات دیتے رہے ہیں۔ اس لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تفصیل بھی انہیں بتانی چاہئے کیونکہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"
عظمت نے کہا۔

" تم مجھے تفصیل بتاؤ میں سارا معاملہ خود ہینڈل کر لوں گا۔ نواب بہادر ملک سے باہر ہیں"...... پاشا نے کہا۔

" مختصر بتا دیتا ہوں جناب دارالحکومت میں اچانک ایک گروپ سامنے آیا ہے جس کا نام فور سٹار گروپ ہے۔ اس نے منشیات کے دھندے میں ملوث کئی بڑے لوگوں اور ان کے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ان کی مخبری پر نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے چیئرمین اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے براہ راست کارروائی کی اور کئی بڑے لوگ پکڑے گئے۔ پھر چیف باس کو اطلاع ملی کہ فور سٹار گروپ ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔ انہوں نے کاشو کی معرفت گرین کارڈ کے سربراہ ارباب کو اس گروپ کو ٹریس کرنے کا کام سونپا۔ ارباب نے رپورٹ دی کہ اس کا سربراہ ایک آدمی علی عمران نامی ہے۔ جس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ چیف باس نے ارباب کو آفر کی کہ وہ اس عمران کو ختم کرنے کا مشن ہاتھ میں لے لیکن ارباب نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ صرف مخبری کا دھندہ کرتا ہے۔ چنانچہ چیف باس نے باس کاشو کو حکم دیا کہ عمران کا فلیٹ اس وقت بموں سے اڑا دیا جائے جب وہ فلیٹ میں موجود ہو۔ چنانچہ کاشو نے اپنے دو خاص آدمیوں کو اس کام پر تعینات کر دیا۔ میں ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں

دونوں کے پہنچنے سے پہلے اس فلیٹ کے سامنے پہنچ گیا تھا۔ پھر میں نے گرین کارڈ کے ارباب اور اس کی بیوی لیلیٰ کو عمران کے فلیٹ میں جاتے ہوئے دیکھا۔ اس دوران دونوں آدمی آ گئے۔ اسی لمحے ارباب اور اس کی بیوی فلیٹ سے نیچے اتر آئے۔ ہمارے آدمیوں نے کام شروع کرنے کے لئے اپنا سامان نکالا ہی تھا کہ اچانک چار آدمی ان پر ٹوٹ پڑے۔ ہمارے آدمیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے فائرنگ بھی کی لیکن انہیں بے ہوش کر کے قابو میں کر لیا گیا اور پھر انہیں اس فلیٹ میں لے جایا گیا۔ ارباب اور اس کی بیوی بھی ان کے پیچھے اوپر فلیٹ میں گئے لیکن فوراً ہی واپس آ گئے۔ میں نے چیف کو اطلاع دینے کے لئے فون کیا لیکن وہاں سے جواب نہ ملا تو میں واپس باس کے پاس آیا تو پتہ چلا کہ باس کو ایک مشہور غنڈے ٹائیگر نے جبراً اغوا کر لیا ہے۔ وہاں ہمارے چھ افراد کو اس ٹائیگر نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ لیکن ٹائیگر کا تعاقب کیا گیا۔ ٹائیگر باس کو لے کر البرٹ روڈ پر واقع اولگا ہوٹل کے سامنے ایک عمارت رانا ہاؤس میں لے گیا۔ میں وہاں پہنچا تو ہن ان چاروں آدمیوں سمیت کاروں میں وہاں پہنچا اور وہ سب اندر چلے گئے۔ اب میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں"...... عظمت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ سب لوگ اسی بلڈنگ میں ہیں"۔ پاشا نے کہا۔

" یس باس"...... عظمت نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم وہیں رکو میں بسنتو اور اس کے خاص آدمیوں کے ساتھ
بھیج رہا ہوں وہ اس پوری عمارت کو ہی بموں سے اڑا دیں گے"۔۔۔
نے کہا۔

"لیکن جناب باس بھی تو اندر ہے"۔۔۔۔۔ عظمت نے حیرت بھ
لہجے میں کہا۔

"اس جیسے دشمنوں کے ساتھ اگر کاشو بھی ہلاک ہو جائے گا تو
سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کاشو کی جگہ تمہیں دے دی جائے گی"۔۔۔۔۔
نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عظمت نے انہ
مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"تم سینما کے سامنے رکنا بسنتو تمہیں پہچانتا ہے۔ وہ تم سے
لے گا۔ پھر تم اس عمارت کی نشاندہی کر دینا۔ باقی کام بسنتو کر
گا"۔۔۔۔۔ پاشا نے کہا۔

"لیکن اگر بسنتو کے آنے سے پہلے یہ لوگ اس عمارت سے نکل
تب جناب"۔۔۔۔۔ عظمت نے کہا۔

"وہاں کوئی ایسی دکان ہے جس پر تم پیغام چھوڑ سکو"۔۔۔۔۔
نے کہا۔

"جی وہاں جناب سینما کی دائیں سائیڈ پر پھول بیچنے والوں کی د
ہے۔ اس کا مالک میرا واقف ہے۔ میں اسے پیغام دے دوں گا اگر
وہاں نہ ملوں تو آپ بسنتو کو کہہ دیں کہ وہ اس دکان سے پیغام حا

نے"۔۔۔۔۔ عظمت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل
نے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے
سیور اٹھا لیا گیا۔

"سالسبری ہوٹل"۔۔۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں بسنتو سے بات کراؤ فوراً"۔۔۔۔۔ پاشا نے انتہائی
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس سر۔ یس سر"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چیخ کر بولنے والا
یکلخت کسی بھیڑ کی طرح ممنانے لگا تھا۔

"ہیلو بسنتو بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ ایک بھاری اور کرخت سی آواز
سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں بسنتو"۔۔۔۔۔ پاشا نے اس بار قدرے نرم لہجے
میں کہا۔

"اوہ منیجر صاحب آپ حکم فرمائیں"۔۔۔۔۔ بسنتو کی آواز میں بھی
نرمی آ گئی تھی۔

"چیف باس کے خلاف ایک گروپ کام کر رہا ہے فور سٹار گروپ
اس کے آدمی البرٹ روڈ پر اوڈنگا سینما کے سامنے واقع ایک عمارت رانا
ہاؤس میں موجود ہیں۔ انہوں نے کاشو کو اغوا کر لیا ہے۔ کاشو بھی اس
عمارت میں ہے اور تم جانتے ہو کہ کاشو نواب بہادر کا ذاتی باڈی گارڈ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی رہا ہے۔ اس لئے وہ لازماً اس سے نواب بہادر کے بارے ساری تفصیلات معلوم کر لیں گے اس لئے تم اپنے خاص آدمیوں لے کر فوراً وہاں پہنچو اور اس عمارت پر بموں کی بارش کر دو۔ ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے"...... پاشا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے میں ابھی جاتا ہوں"...... دوسری طرف سے بسنتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاشو کا اسسٹنٹ عظمت وہاں سینما کے سامنے موجود ہو گا۔ اسے پہچانتے ہو۔ اس سے مل کر عمارت کی درست شناخت کر لینا سنو اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ لوگ اس عمارت سے نکل گئے تو عظمت ان کی نگرانی کرے گا اور بعد میں اطلاع دے گا۔ اس لئے عظمت سینما کے سامنے کھڑا نظر نہ آئے تو سینما کے دائیں ہاتھ پر پھ بیچنے والوں کی دکان ہے وہاں عظمت پیغام دے جائے گا۔ وہ پیغام وہاں سے حاصل کر لینا"...... پاشا نے کہا۔

"لیکن پیغام تو یہی ہو گا کہ وہ تعاقب میں جا رہا ہے۔ اسے ان منزل کا تو علم نہ ہو گا"...... بسنتو کی آواز سنائی دی۔

"ایسی صورت میں تم ہوٹل واپس آ جانا۔ پھر جب عظمت کی کا آئے گی تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا"...... پاشا نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی جاتا ہوں۔ لیکن آپ کو اطلاع کہاں جائے"...... دوسری طرف سے بسنتو نے کہا۔

"میں ابھی ہوٹل پہنچ رہا ہوں۔ تم مشن مکمل کر کے واپس ہوٹ

یں وہیں ہوں گا"...... پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن پھر ایک خیال کے آتے ہی وبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل نے شروع کر دیئے۔

یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک چیختی مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں چیف"...... پاشا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کیا بات ہے کیوں کال کیا ہے"...... دوسری طرف سے گیا اور پاشا نے جواب میں پوری تفصیل بتا دی۔

ونہہ اس کا مطلب ہے کہ کاشو اور اس کے آدمی بھی اس عمران لاف ناکام ہو چکے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب بسنتو کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ پاشا نے ے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جب مشن مکمل ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا"۔ دوسری ے سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پاشا نے ایک ل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر ملحقہ ڈریسنگ روم کی ف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو نہ صرف اس کا لباس ہوا تھا بلکہ اس کا چہرہ بھی میک اپ سے بدل چکا تھا۔ وہ دوہری یت کا مالک تھا۔ جس عمارت میں وہ اس وقت موجود تھا یہ اس کا ات کے دھندے کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہ یہاں بیٹھ کر منشیات کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھندے کو جو پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا کنٹرول کرتا تھا۔
جب وہ بحیثیت منیجر کبھی کبھار ہوٹل جاتا تو اس کا میک اپ بدلا
ہوتا تھا۔ صرف نام اور آواز وہ اصل ہی استعمال کرتا تھا اور چونکہ
اس نے ہوٹل جانا تھا۔ اس لئے اس نے لباس کے ساتھ ساتھ میک
اپ بھی کر لیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس عمارت سے نکل
کر خاصی تیز رفتاری سے راجہ گڑھ کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی جہا
سالسبری ہوٹل واقع تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر اس بسنتو کو ہوٹل سالسبری سے اغوا کر کے
ں لایا جائے تو اس سے یقیناً اس مادام کے بارے میں معلومات مل
تی ہیں"...... عمران نے بلیک روم سے نکل کر دوسرے کمرے میں
تے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ہم جا کر اسے لے آتے ہیں"...... صدیقی نے جواب
یا۔
"عمران صاحب یہ لے آنے اور لے جانے والا کام کرنے کی کیا
ضرورت ہے۔ وہاں چل کر اسے پکڑتے ہیں پھر وہیں اس سے پوچھ گچھ
ر لیں گے۔ اس کے بعد جہاں کی نشاندہی وہ کرے گا وہاں روانہ ہو
جائیں گے"...... صدیقی کے ساتھ کھڑے ہوئے چوہان نے کہا۔
"باس اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر اس بسنتو کو لے آؤں"۔
انیگر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں تم جس سرکل میں کام کر رہے ہو اسی سرکل میں کام
رہو۔ میں تمہیں اس گھٹیا سرکل کے چکر میں نہیں ڈالنا چاہتا۔
فور سٹارز کرے گی اور تم اب واپس جا سکتے ہو"...... عمران
سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور مڑ کر کرے کے
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تو پھر یہی طے ہوا کہ ہمیں اس بسنتو کو یہاں لانے کی بجائے
وہاں جانا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن ہم جائیں گے عمران صاحب۔ ہم فور سٹارز۔ آپ یہا
آرام کریں"...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے"...... عمران کے چہرے
یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے اور صدیقی اس کے اس انداز
بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں ہے عمران صاحب دراصل ہم نے یہ گروپ ا
مقاصد کے تحت بنایا تھا ایک تو یہ کہ فارغ رہنے کی بجائے ہم حرکت
میں رہیں گے اور دوسرا اس طرح ملک و قوم کی خدمت بھی ہو جائے گ
مس جولیا۔ صفدر کیپٹن شکیل اور تنویر نے بھی ہمارے ساتھ شامل
ہونے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن میں نے انہیں بتایا تھا کہ پوری
سیکرٹ سروس کا اس طرح کے کاموں میں ملوث ہونا بہتر نہ ہوگا۔ پھر
چیف جب بھی کوئی ٹیم باہر بھیجتا ہے تو اکثر انہیں ہی بھیجتا ہے۔ اس

لئے اگر وہ بھی اس چکر میں ملوث ہو گئے تو سیکرٹ سروس کے کام میں
رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے میری بات مان لی تھی اور اس
طرح یہ فور سٹار تنظیم قائم ہو گئی۔ ہم مختلف سطحوں پر اپنے طور پر کام
کر رہے تھے کہ آپ اس میں بطور سپر سٹار جبراً شامل ہو گئے۔ اب آپ
جیسے سپر سٹار کو تو ہم میں سے کوئی بھی کام کرنے سے نہ روک سکتا تھا
اور نہ ہم فور سٹارز کی روشنی بھی آپ چھین سکتے تھے اس لئے ہم خاموش
ہو گئے۔ لیکن اب ہم نے محسوس کیا ہے کہ آپ کے شامل ہونے کے
بعد ہم پھر پہلے کی طرح بے کار ہو کر رہ گئے ہیں۔ آپ جس طرح
سیکرٹ سروس کے لیڈر کے طور پر سارا کام خود کر لیتے ہیں اسی طرح
اب آپ فور سٹارز کا بھی سارا کام خود کر رہے ہیں۔ اس طرح تو ہمارا
اس گروپ کو قائم کرنے کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اس
بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے آپ سے یہ بات کی تھی کہ آپ
بحیثیت سپر سٹار صرف فور سٹار کی کارکردگی کو سپروائز کریں۔
مشورے دیں لیکن فیلڈ میں کام ہمیں کرنے دیں...... صدیقی نے
پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"واقعی الٹا زمانہ آ گیا ہے اب کارکردگی کسی کو پسند نہیں آتی یا پھر
میرا مقدر ہی خراب ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اس نواب بہادر کو پکڑوا
کر نارکوٹکس کنٹرول بورڈ سے ملنے والی انعام کی رقم سے آغا سلیمان
پاشا کا کچھ قرضہ اتارنے کی سبیل کر لوں گا لیکن آہ قسمت۔ یہ خوش فہمی
بھی ختم ہو گئی۔ او کے۔ فور سٹار صاحبان آپ کام کریں میں واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے فلیٹ چلا جاتا ہوں"...... عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے
کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہ اداکاری آپ مس جولیا کے سامنے کیا کریں عمران صاحب
وہی جانتے بوجھتے آپ کی اداکاری سے متاثر ہو جایا کرتی ہیں۔ بہرحا
ہمارا مقصد ہرگز یہ نہ تھا۔ آپ بے شک کام کریں اور انعام کی
بھاری رقم آپ ہی لے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن ہمیں
کام کرنے دیں"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کام تم کرو اور انعام کی رقم خیرات کے طور پر
میں وصول کروں۔ تم نے مجھے کیا سمجھ لیا ہے۔ میرے اندر چنگیز
خون دوڑ رہا ہے سمجھے۔ میں خیرات نہیں لیا کرتا۔ چھین لیا کرتا
ہوں"...... عمران نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا تو ایک بار پھر صدیقی
اور اس کے ساتھی ہنس پڑے۔

"آپ بے شک چھین لیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا اور نہ ہم اس
ڈکیتی کی کسی تھانے میں رپورٹ لکھوائیں گے"...... صدیقی نے ہنستے
ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے جوزف دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"سامنے سینما پر چار کاریں آکر رکی ہیں۔ ان میں سے دس افراد نکل
کر رانا ہاؤس کے گرد پھیل رہے ہیں۔ میں نے "ایس سی" پر انہیں
چیک کیا ہے۔ ان کے ارادے جارحانہ نظر آرہے تھے۔ اس لئے میں
نے سپیشل سسٹم آن کر دیا ہے"...... جوزف نے کہا تو وہ سب
جوزف کی بات سن کر چونک پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی

ب دیتا۔ باہر سے ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ
ماکے ایسے تھے جیسے کوئی بھاری چیزیں رانا ہاؤس کے اندر گر رہی
ں۔

"اوہ شاید انہوں نے حملہ کر دیا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی
ے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف لپکا۔ صدیقی اور دوسرے ساتھی اس
ے پیچھے تھے۔ چند لمحوں بعد جب وہ برآمدے میں پہنچے تو انہوں نے
یع وعریض صحن میں ہر طرف سرخ رنگ کے میزائل بکھرے ہوئے
یکھے۔ میزائل ابھی تک باہر سے آکر گر رہے تھے۔ لیکن وہ پھٹ نہ
ہے تھے۔ چند لمحوں بعد میزائلوں کی یہ بارش رک گئی۔

"اگر جوزف سپیشل سسٹم آن نہ کر دیتا تو اب تک رانا ہاؤس کے
اتھ ساتھ ہمارے جسموں کے بھی پرخچے اڑ چکے ہوتے"...... عمران
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔ اسی لمحے
وزف برآمدے میں پہنچ گیا۔

"باس وہ لوگ واپس چلے گئے ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"ان کی کاروں کے نمبر وغیرہ نوٹ کیے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس جوانا لے آرہا ہے"...... جوزف نے کہا اور اسی لمحے
انا بھی برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔

"یہ ان چاروں کاروں کے نمبر ہیں ماسٹر"...... جوانا نے کاغذ
ران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں ان نمبروں کے بارے میں معلومات حاصل کر لو
عمران نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ لئے وہ تیزی سے اس کمر
طرف مڑ گیا جس میں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ا
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی

"وہیکل رجسٹریشن آفس کا نمبر دیں"...... عمران نے سرد لہ
کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل د
اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"وہیکل رجسٹریشن آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک م
آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں۔ چار کاروں ک
نمبروں کی پڑتال کرانی ہے۔ متعلقہ آدمی سے بات کراؤ"...... عم
نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر میں کمپیوٹر سیکشن کے انچارج سے آپ کی بات کرا
ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو انچارج کمپیوٹر سیکشن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک
اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس"...... عمران نے اسی طرح س
لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا

بانہ ہو گیا۔

"چار کاروں کے نمبر ہیں میرے پاس ان کے بارے میں معلوم
نا ہے کہ یہ کاریں کس کی ملکیت ہیں۔ ان کے مالکوں کے نام و پتے
صیل سے چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر آپ نمبر بتائیں۔ میں ابھی چند لمحوں میں کمپیوٹر سے
لومات لے کر آپ کو بتا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
ران نے رک رک کر اسے نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

"یس سر صرف چند لمحے ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اور پھر فون پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"...... تقریباً چار یا پانچ منٹ بعد
انچارج کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر ان میں سے ایک کار بسنتو ولد سراج کے نام رجسٹرڈ ہے۔ پتہ
سالسبری ہوٹل راجہ گڑھ ہے۔ جب کہ باقی تین کاریں براہ راست
سالسبری ہوٹل کے نام ہی رجسٹرڈ ہیں"...... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

"او کے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ حملہ بسنتو اور اس کے آدمیوں نے کیا تھا۔
یکن انہیں یہاں کے بارے میں اطلاع کیسے مل گئی"...... عمران نے
مڑ کر صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یا تو جن دو آدمیوں کو ہم لے آئے ہیں ان کی نگرانی ہو رہی تھی اور وہ فلیٹ سے ہمارے پیچھے یہاں آئے ہیں یا پھر ٹائیگر جب اس کالا کو لے کر آیا ہے تو اس کی نگرانی ہوئی ہے"...... صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو اس طرح اس بات کی تو تصدیق ہو گئی کہ کاشو نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے اور اب چونکہ بسنتو نے براہ راست رانا ہاؤس پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے اب اسے سزا دینے کے لئے مجبوراً مجھے بھی تمہارے ساتھ جانا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف فیصلہ سنائیں۔ سزا پر عمل درآمد کرنا ہمارا کام ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم جلاد بھرتی ہو گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے سماج دشمن اور ملک دشمن عناصر کے لئے ہم واقعی جلاد بن چکے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ چلو میں کم از کم فیصلہ سنانے کے بعد سزا پر عمل درآمد ہوتے تو دیکھ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ کی وہاں موجودگی کے بعد ہمارے لئے کام کرنا ممکن ہی نہیں رہے گا۔ ہیرو جس سین میں موجود ہو۔ وہاں ایکسٹرا چاہے لاکھ اداکاری کریں ان کو کوئی دیکھتا تک نہیں۔ آپ یہاں ٹھہریں ہم جا کر بسنتو سے اس مادام وغیرہ کے بارے میں پوچھ گچھ کر

لے آپ کو اطلاع کر دیں گے پھر اصل مادام پر آپ ہاتھ ڈال دیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"چلو جس طرح تم راضی ہو۔ اسی طرح کر لو لیکن یہ مادام پر ہاتھ ڈالنے والا فقرہ فوراً واپس لے لو۔ کیونکہ اگر یہ فقرہ اماں بی کے کانوں تک پہنچ گیا تو پھر بیچارہ سپر سٹار فور سٹارز کا سپر سٹار بننے کی بجائے گنجوں کا سپر سٹار بن جائے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فقرہ واپس"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میک اپ کر کے جانا۔ کیونکہ اگر تمہارے تعاقب میں لوگ یہاں آئے ہیں تو پھر وہ تمہیں پہچانتے بھی ہوں گے"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بالکل سر آپ اسی طرح فور سٹار کی رہنمائی کرتے رہیں ہمیں آپ کی یہ پوزیشن قبول ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاشا سالسبری ہوٹل کے تہہ خانوں میں بنے ہوئے اپنے خا
کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پاشا
بے اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک د
ہیکل اور انتہائی ٹھوس جسم کا نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس ک
چہرے پر زخموں کے نشانات موجود تھے۔

"کیا ہوا بسنتو" .... پاشا نے چونک کر کہا۔

"کیا ہونا تھا۔ وہ عمارت نجانے کس قسم کی ہے۔ ہم نے بے شم
میزائل فائر کیے لیکن ایک بھی نہیں پھٹا۔ جب میزائل ختم ہو گئے
ہم واپس آگئے" .... بسنتو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میزائل نہیں پھٹے کیا مطلب یہ کیسے ہو س
ہے" .... پاشا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کا مطلب تو مجھے بھی سمجھ نہیں آیا۔ میں نے اپنے ہا

میزائل فائر کیے۔ میرے آدمیوں نے اس عمارت کے چاروں
پھیل کر اندر میزائل فائر کیے لیکن میزائل اندر جا کر اس طرح
تے رہے جیسے وہ میزائل نہ ہوں لکڑی کے سادہ ٹکڑے ہوں۔ ایک
نہیں پھٹا" .... بسنتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی خاص عمارت ہے۔ اس کے اندر
جدید ترین سائنسی حفاظتی نظام نصب ہے" .... پاشا نے کہا۔

"اب تو یہی سوچا جا سکتا ہے۔ بہرحال عظمت کو میں وہیں چھوڑ آیا
۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ جب یہ لوگ وہاں سے باہر آئیں تب
ر حملہ کیا جائے" .... بسنتو نے کہا۔

"ہاں اب اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم جا کر
ام کرو۔ میں چیف باس سے بات کر کے اس بارے میں کوئی لائحہ
طے کرتا ہوں" .... پاشا نے کہا تو بسنتو سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"اس قسم کا سائنسی نظام تو حکومتی سطح پر ہی ہو سکتا ہے۔ کہیں یہ
رت سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر نہ ہو" .... پاشا نے سوچا اور پھر
نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
ل کرنے شروع کر دیئے۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو" .... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز
ائی دی۔

"انسپکٹر آصف سے بات کرائیں۔ میں اس کا دوست پاشا بول رہا
ں" .... پاشا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پاشا
ہونٹ بھینچ لئے۔ انسپکٹر آصف کو وہ منشیات کے دھندے کے
میں باقاعدہ رقم مہیا کرتا تھا تاکہ اگر سنٹرل انٹیلی جنس اس کے گر
یا آدمیوں کے خلاف کوئی کارروائی کرے تو اسے پہلے سے اطلاع
دی جائے اور انسپکٹر آصف نے کئی بار ایسی اطلاعات دے کر ا
بہت بڑے نقصان سے بچا لیا تھا۔

"ہیلو انسپکٹر آصف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مر
آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں سالسبری ہوٹل سے"...... پاشا نے تحکمانہ
میں کہا۔ کیونکہ بہرحال وہ رقم دینے والی پارٹی تھی۔

"اوہ پاشا صاحب آپ خیریت کیسے فون کیا"...... دوسری طر
سے آصف کا لہجہ مؤدبانہ تھا کیونکہ اس کا ضمیر چور تھا۔

"تم سنٹرل انٹیلی جنس میں ہو۔ البرٹ روڈ پر اونگا سینما کے سا
ایک عمارت ہے رانا ہاؤس اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔
اطلاع ملی ہے کہ یہ کوئی سرکاری عمارت ہے"...... پاشا نے کہا۔

"رانا ہاؤس جس پر رانا تہور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہ
اسی عمارت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ"...... دوسری طر
سے چونک کر پوچھا گیا۔

"صندوقی وغیرہ کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ رانا ہاؤس کے بارے
مجھے بتایا گیا ہے"...... پاشا نے جواب دیا۔

وہی۔ وہ ایک لارڈ رانا تہور علی صندوقی کی ملکیت بتائی جاتی ہے۔
اس میں ہمارے ڈائریکٹر جنرل کے لڑکے علی عمران کو اکثر آتے
تے دیکھا جاتا ہے۔ وہاں اس کے دو دیو ہیکل حبشی ساتھی بھی اکثر
جاتے دیکھے گئے ہیں۔ لیکن بہرحال وہ سرکاری عمارت نہیں ہے
آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہ برائے فروخت ہے۔ لیکن پھر کسی نے
کہ وہ سرکاری عمارت ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے پوچھ
...... پاشا نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"سرکاری تو بہرحال نہیں ہے۔ اتنا تو میں جانتا ہوں"۔ آصف نے
لہجے میں کہا۔

"اوکے بس یہی پوچھنا تھا لیکن سنو تم نے کسی سے اس بات کا ذکر
کرنا مجھے"...... پاشا نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب آپ نے کہہ دیا ہے تو نہیں کروں گا"...... آصف
جواب دیا تو پاشا نے رسیور رکھ دیا۔

"علی عمران کا قبضہ ہے وہاں اور علی عمران کا تعلق سیکرٹ سروس
بتایا جاتا ہے اس آصف کو علم ہی نہ ہوگا۔ سیکرٹ سروس نے اب
اپنا بورڈ تو نہیں لگانا ٹھیک ہے۔ یہ واقعی سیکرٹ سروس کا ہی
وارٹر ہوگا اور اس حملے کے بعد سیکرٹ سروس لامحالہ حملہ آوروں
بارے میں حرکت میں آجائے گی اور کاشو کو بھی وہاں لے جایا گیا
اور کاشو بسنتو کے بارے میں بھی جانتا ہے میرے بارے میں بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور مادام کے بارے میں بھی"...... پاشا نے مسلسل بڑبڑاتے ہو
کہا اور پھر اس نے چونک کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کر
شروع کر دیئے۔

"یس"...... نواب بہادر کی چیختی ہوئی مخصوص آواز سنائی دی۔

"پاشا بول رہا ہوں چیف"...... پاشا نے کہا۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے۔ اس مشن کی"...... دوسری طرف سے پو
گیا اور جواب میں پاشا نے نہ صرف بسنتو کی دی ہوئی رپورٹ دوہرا
بلکہ اس نے انسپکٹر آصف سے ہونے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ
سوچ کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس بسنتو اور تمہارے ذریع
تک پہنچ سکتی ہے"...... نواب بہادر نے کہا۔

"میرے بارے میں تو آپ کو معلوم ہے کہ میں تو یہاں دو
میک اپ میں ہوتا ہوں۔ اس لئے میں تو میک اپ اتار کر ہیڈ
جا کر بیٹھ سکتا ہوں اور مجھ تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔ لیکن بسنتو
مستقل طور پر رہتا ہے"...... پاشا نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ بسنتو کا خاتمہ کر دیا جائے"......
بہادر نے کہا۔

"یس چیف اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ آپ سمیت ہما
سیٹ اپ ہی ختم ہو جائے گا۔ سیکرٹ سروس انتہائی تیز رفتا
کام کرتی ہے"...... پاشا نے کہا۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ سیکرٹ سروس منشیات کے خلاف کام
کرے اس کی تو یہ فیلڈ ہی نہیں ہوتی"...... نواب بہادر نے کہا۔

"اس کی نہ ہو گی لیکن عمران تو کام کر سکتا ہے۔ وہ تو پہلے ہی
ہمارے خلاف کام کر رہا ہے"...... کاشو نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ او کے ٹھیک ہے۔ تم بسنتو کو بلا
کر اسے گولی مار دو۔ بسنتو کے نائب گامو کو بلا کر اسے ہوٹل کا انچارج
بنا دو"...... نواب بہادر نے اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"او کے۔ چیف"...... پاشا نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر
رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بسنتو جہاں بھی ہو اسے فوراً میرے پاس بھیجو۔ فوراً"...... پاشا
نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی
اس کے اندر موجود مشین پسٹل کو اٹھا کر اس نے اس کا میگزین
چیک کیا اور پھر اس کا سیفٹی لاک ہٹا کر اس نے مشین پسٹل کو واپس
دراز میں اس طرح رکھا کہ وہ فوراً اسے اٹھا سکے اور دراز کو اسی طرح
کھلا چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور بسنتو اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے۔ آپ نے فوراً بلایا ہے"...... بسنتو نے اندر داخل
ہوتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں چیف سے میری بات ہو گئی ہے اور لائحہ عمل بھی طے ہو گیا
ہے اور اس لائحہ عمل کے مطابق مجبوراً مجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے"۔ پاشا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کھلی ہوئی دراز میں پڑے ہوئے مشین پسٹل کے دستے کو پکڑ
ہوئے کہا۔

" کون سا کام "...... بسنتو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا قتل "...... پاشا نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ او
اٹھا اور کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی بسنتو کے حلق
نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گولیاں بارش کی طرح اس کے چ
جیسے سینے پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور
طرح تڑپنے لگا لیکن چند لمحوں بعد اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

" واقعی مجبوری تھی بسنتو ورنہ تم جیسے مضبوط اور وفادار آدم
ہلاک کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے "...... پاشا نے ایک طویل سا
لیتے ہوئے کہا اور مشین پسٹل کو واپس دراز میں رکھ کر اس نے
بند کی اور ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے دو
پریس کر دیئے۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔

" بسنتو کے نائب گامو کو میرے پاس بھیجو۔ فوراً "...... پاشا
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان
داخل ہوا۔ وہ بھی بسنتو کی طرح ہی مضبوط جسم کا مالک تھا۔
بسنتو سے کم ہی تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ جیکٹ اور جینز تھی۔

" یس باس "...... گامو نے اندر داخل ہو کر پہلے چونک کر فرش
پڑی بسنتو کی لاش کو دیکھا اور پھر پاشا سے مخاطب ہوا۔

"چیف باس کے حکم پر مجبوراً بسنتو کو مجھے ہلاک کرنا پڑا ہے۔ اس
اش کو لے جاؤ اور باہر کسی گٹر میں پھینکوا دو اور آج سے بسنتو کی
تم سنبھالو گے "...... پاشا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن بسنتو سے کیا غلطی ہو گئی تھی جناب وہ تو بے حد وفادار آدمی
...... گامو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ضروری نہیں کہ آدمی کسی غلطی کی بنا پر ہی مارا جائے بعض
بغیر غلطی کے بھی ہمارے دھندے میں آدمی کو مرنا پڑتا ہے "۔
نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تو واقعی مجبوری ہے جناب۔ پھر تو آپ کو بھی بغیر غلطی کے ہی
ڑے گا "...... اچانک گامو نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ
یوالور نظر آنے لگا۔

"کیا۔ کیا مطلب "...... پاشا نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ اس
تیزی سے میز کی دراز کی طرف بڑھا۔

"ہاتھ کو حرکت نہ دیں۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ گامو کا نشانہ
دارالحکومت میں مشہور ہے "...... گامو نے کرخت لہجے میں کہا

"یئین۔ لیکن۔ کیا تم بسنتو کی وجہ سے "...... پاشا نے ہکلاتے
ہجے میں کہا۔

"نہیں چیف باس کا حکم ہے۔ انہوں نے مجھے کال کر کے کہہ دیا تھا
بسنتو کو ہلاک کریں گے اور جب آپ بسنتو کو ہلاک کر دیں تو
پ کو ہلاک کر دوں۔ اگر بسنتو سے غلطی ہوئی ہے تو یقیناً وہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غلطی آپ سے بھی ہوئی ہو گی اور اگر اس سے کوئی غلطی نہیں ہو
تو پھر آپ سے بھی کوئی غلطی نہیں ہوئی"...... گامو نے کہا اور
سے پہلے پاشا کچھ کہتا گامو نے ٹریگر دبا دیا اور پاشا کے جسم کو جھ
جھٹکا لگا۔ اس کے حلق سے خود بخود چیخ نکلی۔ ایک لمحے کے لئے
یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کے سینے میں اندر تک
چلی گئی ہو۔ دوسرے لمحے اس کا سانس حلق میں اٹک گیا اور پھر
اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس
احساسات پر تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔

سالسبری ہوٹل خاصا بڑا ہوٹل تھا۔ اس کی عمارت تو گو خاصی
یم تھی لیکن اس کے گرد خالی ایریا کافی وسیع تھا۔ لیکن یہ ہوٹل جس
قے میں تھا وہاں کسی زمانے میں قریب ہی فوجی چھاؤنی اور فوجی
برز کی کالونی تھی۔ جس کی وجہ سے ایسا شاندار ہوٹل یہاں قائم کیا
تھا۔ لیکن پھر چھاؤنی اور کالونی وہاں سے کسی اور جگہ شفٹ کر دی
اور اس پورے علاقے میں متوسط طبقے کے لوگوں نے مکانات
ے۔ اس سارے علاقے کا نام اب راجہ گڑھ تھا۔ ہوٹل سالسبری
یہ گڑھ کے تقریباً وسط میں پڑتا تھا اور جس قسم کے علاقے میں یہ اب
قع تھا اس لحاظ سے ہوٹل پر بھی سماج دشمن اور جرائم پیشہ عناصر کا
بضہ ہو گیا تھا۔ لیکن پارکنگ تقریباً آدھی سے زیادہ خالی تھی۔ صدیقی
ے کار کمپاؤنڈ گیٹ سے داخل کر کے اسے پارکنگ کی طرف موڑ دیا۔
پہلی بار اس ہوٹل میں آ رہے تھے۔ سائیڈ سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب کہ عقبی سیٹ پر نعمانی اور خاور موجود تھے ۔ چاروں نے
غنڈوں جیسے ہی لباس پہنے ہوئے تھے ۔ اور ان کے چہروں پر میک
بھی زیرزمین دنیا کے افراد جیسا ہی تھا ۔ البتہ انہوں نے گلے میں م
رنگ کے سکارف باندھے ہوئے تھے ۔ ہوٹل میں آنے جانے والے
سب متوسط طبقے کے افراد ہی لگتے تھے اور ان میں بھی جرائم پیشہ
کی اکثریت نظر آرہی تھی ۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں پارکنگ بوائے سے بسنتو کے بارے
پوچھ لینا چاہیے ۔ ہو سکتا ہے اس نے کوئی علیحدہ دفتر بنایا ہوا ہو
چوہان نے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سرہلا دیا ۔ پھر
ہی وہ کار سے نیچے اترے پارکنگ بوائے ان کے قریب پہنچ گیا ۔

" آپ لوگ شاید پہلی بار یہاں آئے ہیں "...... پارکنگ بوائے
نے جو اپنی شکل وصورت سے کسی شریف خاندان کا نوجوان لگ
تھا ۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ۔ کیوں یہاں آنا کوئی جرم تو نہیں "...... صدیقی نے ا
میک اپ کے مطابق غنڈوں جیسے لہجے میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا

" اوہ نہیں جناب میرا ہر گز یہ مطلب نہ تھا ۔ میں معافی چا
ہوں "...... نوجوان نے قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور پارکنگ
نے کارڈ صدیقی کی طرف بڑھا دیا ۔ صدیقی نے کارڈ اس کے ہاتھ سے
اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نوجوان کی طرف بڑھا دیا ۔

" باقی خود رکھ لو...... اور ہاں یہ بسنتو کہاں ملے گا ۔ کیا ہال میں

یا ۔ صدیقی نے کہا ۔

" وہ ۔ وہ تو اب گٹر میں مل سکتا ہے جناب "...... نوجوان نے نوٹ
لیتے ہوئے لاشعوری طور پر جواب دیا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بھی
اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے ۔

" کیا مطلب یہ کیا کہہ رہے ہو تم "...... صدیقی نے انتہائی بگڑے
ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ج ۔ جناب ۔ آپ بسنتو کے بارے میں بات کر رہے ہیں نا "
نوجوان نے ایک بار پھر خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

" ہاں "...... صدیقی نے کہا ۔

" جناب ابھی پندرہ منٹ پہلے انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے
اور جناب ہوٹل کے مینیجر پاشا صاحب بھی ہلاک ہو گئے ہیں ۔ یہی بتایا
گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور دونوں
نے ایک دوسرے پر گولیاں چلا دیں اور دونوں ہی ہلاک ہو گئے اور
جناب یہاں تو رواج ہی یہی ہے کہ لاشوں کو گٹر میں پھینک دیا جاتا
ہے ۔ اب ہوٹل کے انچارج استاد گامو ہیں وہ پہلے بسنتو کے نائب
تھے "...... نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور صدیقی اور اس کے
ساتھی ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے ۔

" استاد گامو کہاں ملے گا "...... صدیقی نے پوچھا ۔

" جی کاؤنٹر کے ساتھ ان کا کمرہ ہے "...... نوجوان نے جواب دیا اور
صدیقی سرہلاتا ہوا ہوٹل کی مین عمارت کی طرف مڑ گیا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ان دونوں کو راستے سے ہٹا دیا گیا ہے"........ چوہان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کا مطلب ہے کہ یہ نواب بہادر خاصی تیز شخصیت ہے" صدیقی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اس گامو کو کچھ معلوم نہیں ہوگا"....... چوہان نے کہا۔

"یقیناً ورنہ اسے کبھی انچارج نہ بنایا جاتا لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسے معلوم ہو۔ جرائم کے نیٹ ورک میں اکثر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہیڈز یہ سمجھتے ہیں کہ نیچے والوں کو کچھ معلوم نہیں لیکن بعض اوقات نیچے والے وہ کچھ جانتے ہوتے ہیں جو ہیڈز کو بھی معلوم نہیں ہوتا"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے باقی ساتھیوں نے اس کی تائید میں سرہلا دیئے۔ ہوٹل کے مین گیٹ پر کوئی دربان موجود نہ تھا۔ دروازے کھلے ہوئے تھے اور اندر سے بے ہنگم قہقہوں اور انتہائی پرشور آوازوں کے ساتھ ساتھ گھٹیا شراب کے بھبکے اور زہریلے منشیات کا دھواں بھی باہر برآمدے تک آ رہا تھا۔ وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب رنگ دکھائی دیا۔ آدھے سے زیادہ ہال بھرا ہوا تھا لیکن ان میں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ تھی لیکن یہ عورتیں اس طبقے سے متعلق تھیں جس طبقے کے افراد وہاں نظر آ رہے تھے۔ تقریباً ہر میز پر ہی شراب کھلے عام پی جا رہی تھی اور تقریباً ہر فرد جس میں عورتیں بھی شامل تھیں منشیات سے بھرے ہوئے سگریٹوں

دھواں اڑا رہے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس ہال پر ملک کا نہ تو قانون لاگو ہوتا ہے اور نہ ہی یہاں کسی قسم کی اخلاقیات کا کوئی وجود ہے۔ ہال میں ویٹرز کے علاوہ مشین گنوں سے مسلح آٹھ افراد بھی ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔ ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار پہلوان نما آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک تو فارغ کھڑا ہوا تھا جب کہ باقی تین میں سے دو ویٹرز کو آرڈر سپلائی کرنے میں مصروف تھے۔ جب کہ ایک بل وصول کر رہا تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"استاد گامو کا دفتر کون سا ہے"......... صدیقی نے کاؤنٹر پر جا کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو فارغ کھڑا ہوا تھا۔

"کیوں تمہیں اس سے کیا کام ہے"....... اس آدمی نے غور سے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کام ہے تو پوچھ رہے ہیں ورنہ ہم نے اس کا اچار تو نہیں ڈالنا"....... صدیقی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ بھاگ جاؤ وہ کسی ایرے غیرے سے نہیں ملتا جاؤ"....... اس آدمی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے ہال تھپڑ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صدیقی کا بازو اس قدر تیزی سے گھوما تھا کہ یقیناً بجلی بھی اپنی رفتار پر شرما گئی ہو گی۔ تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ وہ پہلوان نما آدمی چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر دوسرے آدمی سے ٹکرایا اور پھر اسے بھی ساتھ لیتا ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤنٹر کے اندر جا گرا۔

" مچھر کی اولاد چنگیزی سے ٹیڑھا منہ کر کے بات کرتے ہو" ۔ صد
نے تھپڑ مارتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔ تھپڑ کی آواز ویٹر کی چیخ اور اس کے اور دوسرے کاؤنٹر مین کے گرنے کے دھماکو سے ہال میں برپا شور یکلخت خاموشی میں تبدیل ہو گیا اور ہال میں مو تمام عورتیں اور مرد اس طرح حیرت سے کاؤنٹر کی طرف دیکھنے جیسے وہ کوئی انہونی دیکھ رہے ہوں۔ مشین گنوں سے مسلح افراد یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے تھے۔

" کہاں ہے گامو۔ بتاؤ" ...... صدیقی نے دوسرے لمحے پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے دوبارہ چیختے ہی جیسے پر چھایا ہوا سکوت یکلخت دھماکوں میں تبدیل ہو گیا۔ مشین گنو سے مسلح افراد بھیڑیوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے کاندھوں سے ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے مشین پسٹلز کی تیز فائرنگ کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ آٹھوں کے آٹھوں مسلح افراد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ یہ فائرنگ صدیقی کے ساتھیوں نے کی تھی۔ کیونکہ ان مسلح افراد کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ایک لمحہ دیر کیے بغیر ان پر فائر کھول دیں گے۔

" خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو بھون ڈالیں گے" ...... چوہان نے چیختے ہوئے کہا اور میزوں سے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف لپکتے ہوئے کا

ور بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔

" بولو کہاں ہے۔ گامو" ...... صدیقی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ اچانک سائیڈ راہداری سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

" یہ کس نے فائر کھولا ہے ہوٹل میں" ...... آنے والے نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دو تین انتہائی عریاں اور فحش گالیاں بھی دے دیں۔

" استاد گامو۔ یہ۔ یہ" ...... کاؤنٹر پر کھڑے اس پہلوان نما آدمی نے جو صدیقی کا تھپڑ کھا کر گرا تھا اور اب گال پر ہاتھ رکھے کھڑا ہوا ہی تھا کہا۔

" اوہ تو یہ ہے استاد گامو" ...... صدیقی نے تیزی سے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ استاد گامو اس دوران قدم بڑھاتا ہوا قریب پہنچ چکا تھا کہ اچانک صدیقی اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے استاد گامو چیختا ہوا اچھل کر عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ صدیقی کی زوردار فلائنگ کک اس کے سینے پر پڑی تھی۔ صدیقی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اسی لمحے استاد گامو بھی نیچے گر کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا کہ یکلخت چوہان حرکت میں آیا اور گامو ایک بار پھر چیخ مار کر فضا میں کسی پرندے کی طرح اڑتا چلا گیا۔ چوہان نے یکلخت جھک کر اس کا بازو پکڑ کر اسے ایک زوردار جھٹکے سے فضا میں اچھال دیا تھا۔ دوسرے لمحے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

استاد گاموایک بار پھر چیختا ہوا پشت کے بل دھماکے سے فرش پر گرا
تھا کہ خاور کی لات حرکت میں آئی اور گامو کنپٹی پر زوردار ضرب کھا
اس بار چیخ تک نہ سکا اور اس کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا
ہوش ہو چکا تھا۔ یہ ساری کارروائی صرف چند لمحوں میں ہی مکمل ہو
اور ہال میں موجود سب افراد کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹ
کانوں سے جا لگیں۔ وہ سب صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اس طر
دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان نہ ہوں کسی اور سیارے کی مخلوق ہو
شاید جب سے یہ ہوٹل غنڈوں کے قبضے میں آیا تھا پہلی بار یہاں ا
قسم کا واقعہ ہوا تھا اس لئے یہ سارا واقعہ کسی کے حلق سے بھی نہ اتر
تھا۔

"کار سامنے لے آؤ"...... صدیقی نے آہستہ سے ساتھ کھڑے
چوہان سے کہا اور چوہان بجلی کی تیزی سے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔
"سنو اگر کسی نے بھی معمولی سی حرکت کی تو زندگی سے ہاتھ د
بیٹھے گا۔ ہم اس گامو کو ساتھ لے جا رہے ہیں۔ اس نے ہمارے با
کے ساتھ منشیات کے ایک بڑے سودے میں گھپلا کیا ہے اور ہمیں
حکم ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس سارے ہوٹل کو بموں سے اڑا دیں
باہر ہمارے ساتھیوں نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر ر
ہے"...... صدیقی نے چیخ کر اعلان کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ا
نے نعمانی کو اشارہ کیا کہ وہ بے ہوش پڑے ہوئے گامو کو اٹھائے
نعمانی نے تیزی سے آگے بڑھ کر گامو کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا اور

و تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود
تھے اور وہ ہر طرف سے چوکنا نظر آ رہے تھے۔ صدیقی اور خاور دونوں
اس وقت تک گیٹ پر کھڑے رہے جب تک نعمانی نے گامو کو گیٹ
کے سامنے کھڑی کار کی عقبی سیٹ پر نہ ڈال دیا پھر خاور تیزی سے پیچھے
ہٹا اور جب وہ کار میں سوار ہو گیا تو صدیقی بجلی کی تیزی سے مڑا اور
تیزی سے کار کی طرف بھاگا۔ سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔
اس لئے صدیقی بجلی کی سی تیز رفتاری سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تو اسی لمحے
چوہان نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد وہ کمپاؤنڈ
گیٹ پار کر کے دائیں طرف مڑے اور پھر چوہان نے مختلف سڑکوں پر
سے کار کو گھما کر جب اچھی طرح چیک کر لیا کہ ان کا تعاقب نہیں ہو
رہا تو اس نے ستار کالونی کا رخ کر لیا اور پھر وہ بخیر وعافیت اپنے
ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔

"کار کو گیراج میں بند کر دو تاکہ اس کی وجہ سے کوٹھی نہ چیک ہو
جائے"...... صدیقی نے کار سے نیچے اترتے ہوئے چوہان سے کہا اور
چوہان نے جو سٹیرنگ پر بیٹھا ہوا تھا اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب کہ عقبی
سیٹ سے نعمانی اور خاور نیچے اترے اور پھر دونوں سیٹوں کے درمیان
بے ہوش پڑے ہوئے گامو کو گھسیٹ کر باہر نکالا گیا۔ نعمانی نے ایک
بار پھر اسے کاندھے پر لادا اور تیزی سے تہہ خانے کی طرف چل پڑا۔
جب کہ چوہان کار کو چیک کر کے عقبی سائیڈ پر بنے ہوئے گیراج کی
طرف لے گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خاور تم باہر کا خیال رکھو گے۔ چوہان کو بھی اپنے ساتھ روک
میں اور نعمانی اس سے پوچھ گچھ کر لیں گے"...... صدیقی نے خاد
کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی تیزی سے نعمانی کے
تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بے ہوش گامو کر
رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

"نعمانی الماری سے سرخ مرچوں کا ڈبہ نکال لو۔ یہ گھٹیا درجے
بدمعاش آسانی سے زبان نہیں کھولا کرتے"...... صدیقی نے آ
بڑھ کر گامو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے کہا
نعمانی سر ہلاتا ہوا ایک طرف بنی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ صد
نے اپنے ہاتھ اس وقت ہٹائے جب گامو کے جسم میں حرکت
تاثرات نمودار ہونے لگے۔ اس کے ساتھ ہی صدیقی نے جیب
ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ جب کہ نعمانی سرخ مرچ
کا ڈبہ لے کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ چند لمحوں بعد ہی گامو نے
ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اخ
اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ
وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تم نے گالیاں دی تھیں ناں"...... صدیقی نے غراتے ہو
گامو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہ میں کہاں ہوں"...... گامو نے حیرت
خوف کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

ہم تمہیں سالسبری ہوٹل سے سب کے سامنے اٹھا کر لے آئے
اور اب یہ خنجر دیکھ رہے ہو۔ اب اس خنجر سے تمہارے جسم میں
ڈالے جائیں گے اور پھر ان زخموں میں سرخ مرچیں بھر دی جائیں
...... صدیقی نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا تو گامو کے چہرے پر
انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"م۔ م مجھے معاف کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم کون ہو۔
تو"...... گامو نے رک رک کر کہا۔

"ہم تو تم سے ملنے آئے تھے۔ لیکن تم اور تمہارے آدمیوں نے خود
ہمیں اس اقدام پر اکسایا بہرحال اب بھی تمہارے پاس ایک
ن موجود ہے۔ اگر تم ہمارے سوالوں کے درست جواب دے دو
نہیں رہا کیا جا سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کون سے سوال"...... گامو نے بے اختیار چونک کر کہا۔

"پاشا اور بسنتو کو کس کے کہنے پر قتل کیا گیا ہے"...... صدیقی
کہا تو گامو بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... گامو کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ اب اس
ح غور سے صدیقی اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے نعمانی کو دیکھ رہا
جیسے وہ انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"جو سوال کر رہا ہوں اس کا جواب دو ورنہ پھر زخموں اور مرچوں
ی کارروائی شروع ہو جائے گی اور تم آسانی سے تصور کر سکتے ہو کہ
ی صورت میں تمہارا کیا حشر ہو گا"...... صدیقی نے انتہائی سرد لہجے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کہا۔

"بسنتو کو چیف باس کے حکم پر پاشا نے ہلاک کیا اور چیف
کے حکم پر میں نے پاشا کو ہلاک کر دیا"....... گامو نے ایک لمبا
لیتے ہوئے کہا۔

"کس چیف باس کے حکم پر"....... صدیقی نے غراتے ہوئے

"کس چیف باس۔ ایک ہی تو چیف باس ہے۔ نواب بہا
گامو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اصل چیف باس نواب بہادر نہیں ہے
زگابی ہیں پھر تم نے یہ بات کیوں کی بولو"....... صدیقی نے کہا
کے چہرے پر اور زیادہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو۔ تو تم یہ سب جانتے ہو۔ مگر۔ مگر مادام ہی نواب بہادر
ہیں اور ان کا یہی حکم ہے کہ انہیں مادام کی بجائے چیف باس
جائے اور نواب بہادر کا ہی نام لیا جائے"....... گامو نے جواب

"تمہیں چیف باس نے کیسے حکم دیا تھا"....... صدیقی نے
بڑی ذہانت سے گامو سے سوالات کر کے اپنے مطلب کی
اگلوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیسے حکم دیا تھا۔ فون پر دیا تھا اور کیسے دیتا"....... گا
جواب دیا۔

"کیا تم اس کی آواز پہچانتے ہو"....... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں اچھی طرح پہچانتا ہوں"....... گا

ب دیا۔

"جب تم نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی تو تم نے چیف باس کو
دی تھی"....... صدیقی نے کہا۔

ہاں۔ میں نے فوراً اطلاع دے دی تھی"....... گامو نے جواب

کیا تم نے فون پر اطلاع دی تھی یا مخصوص ٹرانسمیٹر استعمال کیا
.... صدیقی نے پوچھا۔

فون پر اطلاع دی تھی"....... گامو نے جواب دیا۔

کن نمبروں پر"....... صدیقی نے پوچھا تو گامو نے نمبر بتا دیئے۔

تمہیں معلوم ہے کہ مادام زگابی کہاں رہتی ہے"....... صدیقی
ھا۔

مجھے کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے"....... گامو نے جواب دیا

لیکن ان نمبروں سے تو معلوم کیا جا سکتا ہے"....... صدیقی نے

یہ نمبر ایکس چینج میں ہی نہیں ہیں۔ میں نے خود کوشش کی تھی۔
ناکامی ہوئی"....... گامو نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب بعد میں بات ہو گی"....... صدیقی نے کہا اور
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے نعمانی کو بھی ساتھ آنے کا
کیا اور پھر وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر کمرے میں آ گئے۔

یہ تو کہہ رہا ہے کہ ایکس چینج میں نمبر ہی نہیں ہیں"....... نعمانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے انہوں نے رقم وغیرہ دے کر مین ایکس چینج کوئی چکر چلا رکھا ہو لیکن پہلے یہ نمبر چیک تو کر لیں ہو سکتا ہے کہ نے غلط بیانی کی ہو"...... صدیقی نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے فو رسیور اٹھایا اور گامو کے بتائے ہوئے نمبر تیزی سے ڈائل کرنے شر کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مم۔ مم۔ میں سالسبری ہوٹل سے بول رہا ہوں میرا نام صا علی ہے۔ میں استاد گامو کا نائب ہوں۔ استاد گامو کو ابھی تھوڑی د مسلح افراد نے زبردستی اغوا کر لیا ہے"...... صدیقی نے لہجہ ا بدل کر کہا۔

"تمہیں اس فون نمبر کا کیسے علم ہوا"...... دوسری طرف انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"استاد گامو نے بتایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ کسی بھی لمحے ایمرجنسی ہو تو میں چیف باس کو اطلاع دے سکوں"...... صدیق کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیق اسے بتایا کہ کس طرح چار افراد ہوٹل میں آئے انہوں نے کاؤنٹر تھپڑ مارا۔ پھر فائرنگ کر کے مسلح افراد کو ختم کیا۔ اس دوران گامو شور سن کر جب دفتر سے باہر آیا تو کس طرح انہوں نے اسے

ش کیا اور پھر اٹھا کر لے گئے اور کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ صدیقی نے ی کارروائی کی پوری تفصیل بتا دی۔

"تم نے اس کار کو تلاش کیا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا

"جی ہاں آدمی بھیجے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تلاش جاری رکھو اور پھر مجھے اطلاع دو"...... دوسری طرف سے یا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صدیقی نے رسیور کریڈل ھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے گامو نے غلط بیانی نہیں کی"...... نعمانی نے

"ہاں لیکن اب اس نمبر کو کیسے ٹریس کیا جائے۔ ایکس چینج فون نے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا"...... صدیقی نے سوچنے کے سے انداز کہا۔

"عمران صاحب والا طریقہ استعمال کرو اس کے ہیڈ کو ڈپٹی ڈائریکٹر ں انٹیلی جنس بن کر فون کرو"...... نعمانی نے کہا تو صدیقی نے ت میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل یئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز ی دی۔

"چیف آپریشنل مینجر سنٹرل ایکس چینج کا نمبر دو"...... صدیقی نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی نمبر دے دیا گیا۔ صدیقی نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"سیکرٹری چیف آپریشنل مینیجر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس ظہیر الدین بابر بول رہا ہوں چیف سے بات کراؤ"...... صدیقی نے لہجے کو مزید بھاری کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو میں چیف آپریشنل مینیجر تاج احمد بول رہا ہوں"...... لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"جی صاحب فرمایئے کیا حکم ہے"...... تاج احمد نے کہا۔

"ایک نمبر ہمیں ایک مجرم تنظیم کی طرف سے ملا ہے۔ لیکن آپ کی ایکس چینج میں یہ نمبر موجود ہی نہیں ہے جب کہ اس پر بات بھی ہو رہی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر یہ سپیشل سیکورٹی نمبر ہو گا۔ کون سا نمبر جناب"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا تو صدیقی نے بتا دیا۔

"یس سر یہ سپیشل سیکورٹی سیلڈ نمبر ہے جناب"...... مینیجر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ نمبر کہاں نصب ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"سوری سر اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ صرف صدر مملکت کے تحریری حکم پر اس بارے میں تحریری طور پر انہیں جواب دیا جا سکتا ہے اور بس"...... مینیجر نے جواب دیا۔

"آپ کو معلوم ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں جناب ہم میں سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ سیلڈ نمبر ہیں اور سیل بغیر تحریری حکم کے نہیں کھولی جا سکتی اور سیل بھی محکمے کا ڈائریکٹر جنرل ہی کھول سکتا ہے میں تو ویسے بھی نہیں کھول سکتا جناب"...... مینیجر نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ"...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لو چھٹی ہو گئی اب کر لو مزید کارروائی"...... صدیقی نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجرم تنظیم ایسے نمبر کھلے عام استعمال کر رہی ہو"...... نعمانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"رقم دے کر کیا کچھ نہیں کیا جا سکتا ہر جگہ کالی بھیڑیں تو بہرحال موجود ہی ہوتی ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اب سپریم سٹار کو ہی تکلیف دی جائے اور تو کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے عمران صاحب کو وہ کیا کر لیں گے کیا وہ صدر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سے حکم دلا سکتے ہیں" ...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"نہیں سپریم سٹار سے میرا مطلب چیف ایکسٹو تھا" ...... نعمانی نے جواب دیا۔

"ارے نہیں وہ ان چکروں میں نہیں پڑا کرتا۔ البتہ عمران صاحب سے بات واقعی ہو سکتی ہے۔ ان کا ذہن ایسے معاملات میں کسی کمپیوٹر کی طرح ہی کام کرتا ہے" ...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان میں صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں وہ تو کافی دیر کے گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک واپسی نہیں ہوئی" ...... سلیمان نے جواب دیا تو صدیقی نے او کے کہتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف میں صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب ہیں یہاں"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"جی ہاں ہیں میں بات کراتا ہوں" ...... دوسری طرف سے جوزف

کہا تو صدیقی نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔

"ہیلو علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیف آف فور سٹارز بول رہا ہوں" ...... صدیقی نے جان بوجھ کر کہا تو ساتھ کھڑا ہوا نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے یہ ایک نیا چیف وجود میں آگیا۔ ایک تو ہمارے ملک میں چیف کی پیداوار آبادی سے بھی زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ اتنے بچے پیدا نہیں ہوتے جتنے چیف بن جاتے ہیں۔ ویسے یہ بات دوسری ہے کہ چیف بننے والے صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ چیف کہتے کسے ہیں" ...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"چیف کسی بھی تنظیم کا سربراہ ہوتا ہے اور کون ہوتا ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل درست جواب ہے۔ لیکن اس جواب کے تحت کم از کم تم چیف نہیں ہو سکتے۔ البتہ تم فرسٹ سٹار تو ہو سکتے ہو۔ مگر چیف نہیں ہو سکتے" ...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں نے سوچا تھا چلو چیف کہلا کر خوش تو ہو لیا کروں گا لیکن آپ بھلا اتنا موقع دینے والے کہاں۔ بہرحال آپ کو تو چیف کہا جا سکتا ہے" ...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ارے نہیں بس مجھ غریب پر یہی ظلم نہ کرنا۔ باقی جو مرضی ہو بنادو میں خوشی سے بن جاؤں گا لیکن چیف نہیں" ...... عمران کے لہجے میں خوف کی جھلک نمایاں تھی۔

"ارے وہ کیوں" ...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"چیف کو مفت خوروں کو تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ چیک دینا پڑتے ہیں اور اسے جواب میں ملتا کیا ہے۔ صرف یہی کہ وہ اپنے ماتحتوں کو ڈانٹ سکے اور بس۔ جہاں تک ڈانٹ کا تعلق ہے وہاں تک تو میرے بس میں ہے لیکن یہ تنخواہیں اور چیک یہ میرے بس میں نہیں ہیں۔ اس لئے اگر ڈانٹنے والا چیف بنا سکتے ہو تو بے شک بنا لو۔" عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلیے آپ یہی بن جائیے" ...... صدیقی نے کہا۔

"یعنی چیف کی بجائے ڈانٹیف بن جاؤں" ...... دوسری طرف سے عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جو مرضی آئے بن جائیے۔ ہماری طرف سے کھلی آفر ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"خواہ مخواہ بن جاؤں سپر سٹار بننے کی کوشش کی تھی تو تم نے صاف جواب دے دیا کہ جناب اپنی اوقات میں رہیں اور اب کہہ رہے ہو کہ جو جی چاہے بن جاؤں مطلب ہے پہلے منہ سے جواب ملا تھا اب جوتیوں سے ملے گا" ...... عمران نے کہا۔

"غلطی ہو گئی تھی عمران صاحب معافی چاہتا ہوں۔ واقعی آپ سپر سٹار ہیں۔ اگر کہیں تو لکھوا کر اور فریم کرا کر آپ کے فلیٹ پر لگا دوں" ...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کہیں فور سٹارز نے خود تو منشیات کا دھندہ شروع نہیں کر دیا کہ اب میری خاطر اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے لئے بھی تیار ہو گئے ہو" ...... عمران نے کہا۔

"بڑی رقم کیا مطلب۔ اس میں کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔ چند روپے" ...... صدیقی نے کہا۔

"اچھا تو مطلب ہے چند روپے ہیں تمہارے پاس۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے سپر سٹار بننے کے بعد امیر ہو جانے کا سکوپ بنتا ہے" ...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب یہ باتیں بعد میں کر لیں گے۔ فی الحال ایک اہم مسئلہ درپیش ہے" ...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر ساری بات سنا ڈالی۔

"یہ تو واقعی تم نے انتہائی اہم بات دریافت کر لی ہے۔ اس کے ذریعے تو اس مادام کو ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ او کے تم ایسا کرو کہ رانا ہاؤس آ جاؤ۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ تمہارے آنے تک اس بارے میں معلومات حاصل کر لوں" ...... عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں" ...... صدیقی نے کہا اور رسیور رکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا۔

"اس گاموکا خاتمہ کرنا ہوگا اور ہمیں میک اپ بھی تبدیل کرنا گا اور گاڑی بھی"۔۔۔ صدیقی نے رسیور رکھ کر پاس کھڑے نعمانی کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے پہلوان نما آدمی نے رسیور اٹھا لیا۔

"بادشاہ ہوٹل"۔۔۔۔۔۔ پہلوان نما آدمی نے بڑے کرخت سے لہجے میں کہا۔

"نواب بہادر بول رہا ہوں راجہ سے بات کراؤ"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

"اوہ ج۔ ج جناب آپ۔ آپ۔ م۔ میں بات کراتا ہوں"۔ پہلوان نما آدمی کی ایک لحاظ سے گھگھی سی بندھ گئی تھی۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔

"راجہ۔ راجہ۔ ادھر آؤ راجہ"۔۔۔۔۔۔ پہلوان نما آدمی اس طرح گلا پھاڑ کر چیخ رہا تھا جیسے اس پر اچانک کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"کیا ہوا۔ کیوں گلا پھاڑ رہے ہو"۔۔۔۔۔۔ ہوٹل کی ایک میز پر دو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ادھر آؤ جلدی فوراً"...... پہلوان نما آدمی نے اسی طرح چیخ کر کہا اور نوجوان منہ بناتا ہوا تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے آخر"...... راجہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نواب بہادر صاحب کا فون ہے خود بات کر رہے ہیں"...... کاؤنٹر مین نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا تو راجہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ج۔ جی۔ جی صاحب راجہ بول رہا ہوں صاحب"...... راجہ کا لہجہ اس قدر مؤدبانہ تھا کہ جیسے وہ سلام کے لئے فون کے اندر گھسنے کے لئے بھی تیار ہو۔

"سنو تم ہماری تنظیم میں بڑا عہدہ اور لاکھوں روپے فوری طور پر حاصل کرنا چاہتے ہو یا نہیں"...... دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"م۔ م۔ میں تو جناب آپ کا نوکر ہوں۔ حکم دیجئے جناب"...... راجہ نے انتہائی فدویانہ سے لہجے میں کہا۔

"تو نوٹ کرو ستار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک۔ جس قدر آدمی مہیا ہو سکیں لے کر جبراً اس کوٹھی میں گھس جاؤ اور جو نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو اور اگر بموں اور میزائلوں کا بندوبست کر سکو تو فوری طور پر پوری کوٹھی کو بموں سے اڑا دو۔ لیکن زیادہ سے زیادہ دس

کے اندر۔ بولو کام کر سکتے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

جی بالکل جناب میرے آدمی تو ایسے کاموں کے لئے ہر وقت تیار ہیں جناب"...... راجہ نے خوش ہو کر کہا۔

تو جاؤ۔ میں نصف گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا جاؤ"۔ دوسری ف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ راجہ نے بجلی تی تیزی سے رسیور کریڈل پر پٹخا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح مین ٹ کی طرف دوڑا جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔ تھوڑی د وہ ایک کار میں بیٹھا ستار کالونی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس ار میں چار افراد تھے جبکہ اس کے پیچھے ایک اور کار بھی تھی جس میں چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

تیز چلاؤ جس قدر تیز ہو سکے چلاؤ"...... راجہ نے انتہائی غصیلے لہجے ساتھ بیٹھے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے کار فتار آخری حد تک بڑھا دی۔ عقبی کار کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی اور جیسے سڑک پر طوفان سا آجاتا ہے اس طرح دونوں کاریں چیختی چلاتی ڑاتی ہوئیں دوسری کاروں کو کاٹتی ہوئی دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ نے والے واقعی مہارت کا ثبوت دے رہے تھے ورنہ جس رفتار اور انداز سے کاریں دوڑ رہی تھیں ان کا ایکسیڈنٹ ہو جانا سو فیصد نی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کاریں ایک متوسط درجے کی کالونی میں داخل ئیں تو راجہ کے کہنے پر رفتار آہستہ کر دی گئی۔

کوٹھی نمبر ایک سو ایک دوسری لائن میں ہو گی"...... راجہ نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔ اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر کا
دی۔

"بس روک دو یہاں روک دو" ...... اچانک راجہ نے چیخ
کہا اور ڈرائیور نے بریک پیڈل پر اپنے جسم کا پورا دباؤ ڈال دیا۔ کا
ٹائر زور دار چیخ مارتے ہوئے سڑک پر جم گئے۔ ایسی ہی چیخ عقبی کا
سنائی دی اور پھر راجہ بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے
دوڑتا ہوا سڑک پار کر کے ذرا سی آگے موجود ایک کوٹھی کے گیٹ
طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی کاروں سے نکل کر اس کے
دوڑتے ہوئے آنے لگے۔ ان سب کے کاندھوں سے جدید ساخت
میزائل گنیں لٹکی ہوئی تھیں اور ان کے جسموں پر پولیس یونی
تھیں جب کہ راجہ نے سیاہ پتلون اور سیاہ جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

"یہی ہے۔ پھیل جاؤ اور فائرنگ کر دو۔ اڑا دو اس کو
کو" ...... گیٹ پر پہنچ کر راجہ نے ایک نظر ستون پر لکھے ہوئے کو
کے نمبروں پر ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے پیچھے واپس مڑ
سڑک کراس کر کے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چار ساتھی
سے سائیڈ گلی میں دوڑتے ہوئے چلے گئے جب کہ باقی تین واپس
کراس کر کے کوٹھی کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے
کے ہاتھوں میں موجود میزائل گنوں نے کوٹھی پر میزائل اگلنے شرو
دیئے اور چند لمحوں بعد انتہائی خوفناک دھماکوں سے پورا علاقہ
اٹھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کوٹھی کے پرخچے اڑ گئے اور ہر طرف دھواں

کے شعلے پھیلتے چلے گئے۔ چیخ و پکار کی آوازیں ہر طرف سے سنائی
ینے لگیں۔ کالونی کے لوگ دیوانہ وار اپنی اپنی کوٹھیوں سے باہر نکلنے
لگے۔ راجہ کار کے ساتھ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد گلی
یں جانے والے ساتھی دھوئیں کے اندر سے دوڑتے ہوئے نمودار
ہوئے۔ اسی لمحے سامنے کے رخ پر میزائل فائر کرنے والے تین ساتھی
بھی تیزی سے مڑے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے ہی سب دونوں کاروں
میں سما گئے۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں ایک جھٹکے سے آگے بڑھیں
اور ہوا کی سی رفتار سے دوڑتی چلی گئیں۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ کالونی
ی حدود سے باہر نکل آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں گنجان آباد
قے میں واقع بادشاہ ہوٹل کے سامنے پہنچ کر رک گئیں۔

"تم اڈے پر جاؤ" ...... راجہ نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور
اریں ایک بار پھر آگے کی طرف بڑھیں اور پھر ساتھ ہی ایک تنگ سی
لی میں مڑ کر غائب ہو گئیں۔ راجہ نے چہرے پر چڑھایا ہوا ماسک
یک جھٹکے سے اتارا اور اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال کر وہ ہوٹل کی
طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل میں گہما گہمی اس طرح تھی جس طرح وہ چھوڑ کر
گیا تھا۔

"کیا ہوا راجہ" ...... کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے ہوئے پہلوان نما آدمی
نے اسے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"کام ہو گیا فون تو نہیں آیا تھا" ...... راجہ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں" ...... اس آدمی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راجہ کچھ کہ
فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ پہلوان نما آدمی نے رسیور اٹھایا اور بادشا
ہوٹل کہہ کر باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد اس نے
رسیور رکھ دیا ۔

"افضل خان کا فون تھا وہ مال کے بارے میں پوچھ رہا تھا میں نے
اسے بتا دیا ہے کہ مال پہنچ گیا ہے" ...... پہلوان نما آدمی نے رسیو
رکھ کر راجہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اور راجہ نے اثبات میں سر ہلا
دیا ۔

"ایک پیگ دو وہسکی کا" ...... راجہ نے کہا اور پہلوان نما آدمی
نے کاؤنٹر کے نچلے حصے سے ایک بڑا سا پیگ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا پھر
نیچے ہاتھ کر کے اس نے ایک بوتل نکالی اس کا ڈھکن کھول کر اس نے
شراب سے پیگ بھرا اور بوتل بند کر کے واپس کاؤنٹر کے نیچے رکھ دی ۔
راجہ نے پیگ اٹھایا اور اسے منہ سے لگا کر اس طرح پینے لگا جیسے سادہ
پانی پی رہا ہو ۔ چند لمحوں بعد اس نے خالی پیگ واپس میز پر رکھ دیا ۔
اس کے چہرے پر اس پیگ کے پیتے ہی تیز سرخی نمایاں ہو گئی تھی ۔

"کوئی بڑا عہدہ ملے تو مجھے یاد رکھنا راجہ" ...... پہلوان نما آدمی نے
خوشامدانہ لہجے میں کہا ۔

"راجہ یاروں کا یار ہے ڈمپو ۔ فکر مت کرو" ...... راجہ نے کہا اور
پہلوان نما آدمی نے بے اختیار دانت نکال دیئے ۔ چند لمحوں بعد فون کی
گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کاؤنٹر مین نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا ۔

"بادشاہ ہوٹل" ...... ڈمپو نے پہلے کی طرح کرخت لہجے میں کہا ۔

"نواب بہادر بول رہا ہوں ۔ راجہ واپس آ گیا ہے یا نہیں" ۔
ری طرف سے کہا گیا ۔

"جی جناب ابھی آیا ہے جناب ۔ بات کیجئے جناب" ...... ڈمپو نے
ئی خوشامدانہ لہجے میں کہا اور رسیور جلدی سے راجہ کی طرف بڑھا دیا

"راجہ بول رہا ہوں جناب" ...... راجہ کا لہجہ بھی بے حد فدویانہ

"کیا رپورٹ ہے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے جناب پوری کوٹھی کو میزائل بموں
ے اڑا دیا گیا ہے ۔ اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی ہے" ...... راجہ نے
ے فخریہ لہجے میں کہا ۔

"کتنی لاشیں ملی ہیں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"جناب ہم تو حکم کی تعمیل کر کے فوراً واپس آ گئے تھے اب اگر آپ
یں تو میں آدمی بھیج کر معلوم کراؤں" ...... راجہ نے کہا ۔

"ہاں معلوم کراؤ میں ایک گھنٹے بعد پھر فون کروں گا" ...... دوسری
ف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور راجہ نے
سیور رکھا اور ایک طرف کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو ہاتھ کے
رے سے اپنی طرف بلایا ۔

"جی صاحب ۔ اس نوجوان نے تیزی سے قریب آکر مؤدبانہ لہجے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کہا۔

"موٹر سائیکل لے کر ستار کالونی جاؤ۔ اس کی دوسری لائن
ایک کوٹھی نمبر ایک سو ایک کو ابھی ہم نے بموں سے اڑایا ہے۔
تک وہاں پولیس وغیرہ لازماً پہنچ گئی ہو گی۔ تم نے فوری طور پر
سے معلوم کرنا ہے کہ ملبے میں سے کتنی لاشیں ملی ہیں۔ معلومات
اور درست ہونی چاہئیں۔ لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے معلو
حاصل کر کے واپس آؤ"...... راجہ نے کہا۔

"اچھا صاحب"...... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر
گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"جب یہ واپس آئے تو مجھے سپیشل روم سے بلوا لینا"......
نے ڈمپو سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری
طرف بڑھ گیا۔ تقریباً پون گھنٹے بعد وہی نوجوان جسے راجہ نے بھیجا
واپس کاؤنٹر پر آ گیا۔

"باس کہاں ہے"...... اس نوجوان نے ڈمپو سے کہا تو
چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... ڈمپو نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"پانچ افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ جب کہ دو بچے اور ایک
شدید زخمی ہیں انہیں ہسپتال بھجوایا گیا ہے"...... اس نوجوان

"ٹھیک ہے جاؤ"...... ڈمپو نے کہا اور پھر ایک ویٹر
مخاطب ہو گیا۔

راجہ سپیشل روم میں ہو گا۔ اسے کہہ دو کہ رپورٹ آ گئی ہے"۔
نے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا اسی راہداری کی طرف بڑھ گیا
پہلے راجہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد راجہ تیزی سے کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

ہاں کیا رپورٹ ہے"...... راجہ نے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی بڑے
بی بھرے لہجے میں ڈمپو سے مخاطب ہو کر کہا۔

پانچ افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ جب کہ دو بچے اور ایک عورت
زخمی ہیں۔ انہیں ہسپتال بھجوایا گیا ہے"...... ڈمپو نے جواب

زخمی ہوئے ہیں۔ حیرت ہے۔ بڑی ڈھیٹ ہڈی تھے وہ"۔ راجہ
ا سامنہ بناتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد نواب بہادر کی کال

جناب رپورٹ مل گئی ہے۔ آٹھ افراد کی لاشیں ملی ہیں ملبے
...... راجہ نے زخمیوں کو بھی لاشوں میں تبدیل کرتے ہوئے

گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہاری کارکردگی اچھی رہی ہے۔ ہم جلد
تمہیں اعلیٰ عہدہ بھی دیں گے اور لمبی رقم بھی یہ ہمارا وعدہ
...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ راجہ نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

بڑے تیز ہو راجہ۔ زخمیوں کو خود ہی لاشوں میں بدل دیا"۔ ڈمپو
ذنت نکالتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ اگر زخمی تھے بھی سہی تو ہسپتال پہنچنے تک بہر حال لاشوں
تبدیل ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے کیا ضرورت تھی زخمیوں کے
کی"...... راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈمپو بے اختیار ہنس
راجہ بھی مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"یعنی سیکرٹری خارجہ صاحب کو پی۔ اے یعنی پاکیشیا ایئر لائن پر باہر بھجوانا آپ کی ذمہ داری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ بڑے دنوں بعد فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کریں اب تو کئی کئی روز رقم اکٹھی کرنی پڑتی ہے تب جا کر ایک فون کال کے لئے رقم اکٹھی ہوتی ہے۔ تمہیں تو علم ہی نہیں ہوگا کہ ایک کال کرنے کے لئے اب ایک کنال زمین یا ایک مکان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فروخت کرنا پڑتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ اب واقعی یہی صورت ہے۔ بہرحال میں آپ کی بات تو کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے"...... سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ شفقت تھی۔

"ایک فون نمبر نوٹ کیجئے۔ یہ سپیشل سیلڈ نمبرز میں سے ہے۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایسے نمبروں کی لسٹ موجود ہوتی ہے وہاں سے معلوم کریں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا بتاؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے وہ نمبر دوہرا دیا جو صدیقی نے اسے بتایا تھا۔

"کہاں سے بول رہے ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"رانا ہاؤس سے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کا دل تو بہت چاہا تھا کہ سر سلطان سے کچھ دیر تک چونچیں لڑائے لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ صدیقی اور اس کے ساتھی آنے ہی والے ہوں گے اس لئے وہ ان کے آنے سے پہلے یہ کام مکمل کر لینا چاہتا تھا۔ اسے

معلوم تھا کہ سر سلطان زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر اس بارے معلومات حاصل کر لیں گے چنانچہ وہی ہوا دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رانا تہور علی صندوقی ہاؤس"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"صندوقی ہاؤس سے مجھے یوں لگتا ہے جیسے یہاں صندوق بنائے جاتے ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"صندوق تابوت کو بھی کہا جاتا ہے جناب۔ اگر آپ حکم دیں تو ...وا کر بھجوا دوں پیشگی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"ارے ارے مجھے تو فی الحال معاف رکھو غلطی ہو گئی۔ مجھے خیال نہ رہا تھا کہ یہ کچھ بھی بن سکتا ہے۔ بہرحال جو نمبر تم نے بتایا ہے وہ ابھی کہیں نصب نہیں ہوا ہے۔ ریزرو میں ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"حالانکہ نمبر کام کر رہا ہے اور اس پر کوئی نواب بہادر صاحب جواب بھی دیتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نواب بہادر اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ ایک منٹ مجھے یاد کرنے دو یہ نام میں نے کہاں سنا تھا"...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں - ہاں یاد آگیا - صدر صاحب نے ایک محفل میں
صاحب سے تعارف کرایا تھا - ان کے کہنے کے مطابق وہ ان کے
کے عزیز تھے"........ سر سلطان نے کہا -

"عورت تھے یا مرد"........ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

"عورت - کیا مطلب - کیا یہ نام عورت کا بھی ہو سکتا ہے - وہ
تھے - خاصی پختہ عمر کے - مگر تمہیں یہ عورت کا خیال کہاں سے آ
گیا"........ سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی -

"جہاں تک میری معلومات ہیں - وہ نواب بہادر وفات پا چکے
اور آج کل ان کی بیوہ جو افریقی قومیت کی بتائی جاتی ہے - وہ اس نام
بطور نواب بہادر استعمال کر رہی ہے - آواز تو مردانہ ہی ہوتی ہے
یہ بھی بتا دوں کہ یہ نواب بہادر صاحب جو بھی ہیں - پاکیشیا
منشیات کے ایک بہت وسیع اور بڑے نیٹ ورک کے باس ہیں
عمران نے کہا -

"اوہ - اوہ تو یہ بات ہے - ہو سکتا ہے وہ وفات پا گئے ہوں -
عرصے پہلے کی بات ہے - اصل میں نواب بہادر نام ہی ایسا ہے
میری یادداشت میں موجود رہا تھا - لیکن کیا واقعی یہ نام منشیات کے
سلسلے میں استعمال ہو رہا ہے"........ سر سلطان نے کہا -

"ہاں اور کیا آپ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ نواب بہادر صاحب کی
بیوہ کہاں رہتی ہے - اس کے بارے میں تفصیلات"........ عمران نے
کہا -

"ہاں صدر صاحب کے سابق پرسنل سیکرٹری آجکل وزارت دفاع میں
ہیں - میں ان سے بات کرتا ہوں - وہ صدر صاحب کے عزیزوں
بارے میں کافی کچھ جانتے ہیں"........ دوسری طرف سے کہا گیا -

"اوکے میں انتظار کر رہا ہوں"........ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا

"صدر صاحب تو یقیناً ایسے نہیں ہیں کہ اس قسم کا نمبر اپنے کسی
عزیز کو خاموشی سے دے دیں - یہ کام یقیناً ان کا نام لے کر ایکس چینج
سے کرایا گیا ہو گا"........ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا - پھر کچھ دیر بعد
ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا -

"رانا ہاؤس"........ عمران نے کہا -

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے - نواب بہادر صاحب واقعی
وفات پا چکے ہیں اور ان کی بیوی افریقن ہی تھی جو ان کی وفات کے بعد
واپس افریقہ چلی گئی تھی - البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ نواب بہادر کا چھوٹا
بھائی نواب رضا یہاں دارالحکومت کے قریب ایک قصبے رضا آباد میں
رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نواب رضا نے نواب بہادر کی
ساری جائیداد اس کی افریقن بیوی سے خرید لی تھی اور اب یہ ساری
جائیداد اس نواب رضا کے ہی قبضے میں ہے"........ سر سلطان نے کہا -

"آپ ایسا کریں - سیکرٹری وزارت مواصلات کو فون کر کے کہہ
دیں کہ وہ ڈائریکٹر سپیشل فونز کو سیکرٹ سروس کے چیف کا تعارف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرا دے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا میں کہہ دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا اور اس ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوا سنائی دی۔

"ڈائریکٹر سپیشل فونز کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسر طرف سے نمبر دے دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبایا اور انکوائری آپر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی اے ٹو ڈائریکٹر سپیشل فونز"...... رابطہ قائم ہوتے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے میں کہا گیا۔

"ہیلو سر میں الطاف بول رہا ہوں ڈائریکٹر سپیشل فونز سر"...... لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"پریذیڈنٹ سپیشل سیلڈ نمبرز کے انچارج تم ہی ہو"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب سے اس سیٹ پر کام کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک سال سے جناب"...... الطاف کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پہلے تمہاری جگہ جو صاحب تھے وہ کہاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جناب۔ پھر دو ماہ تک سیٹ خالی رہی۔ میں اس وقت سنٹرل ایکس چینج میں تھا پھر میرا تبادلہ اس سیٹ پر کر دیا گیا"...... الطاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو سپیشل نمبر"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے صدیقی کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر نوٹ کر لیا ہے"...... الطاف نے کہا۔

"یہ نمبر پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف سے ابھی جاری نہیں ہوا ریزرو میں ہے۔ لیکن نمبر کام کر رہا ہے۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر یہ نمبر تو واقعی کام کر رہا ہے اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے تحریری آرڈرز سے جاری ہوا ہے۔ سابقہ ڈائریکٹر صاحب کے دور میں ہی جاری کیا گیا تھا۔ اس کی باقاعدہ فائل موجود ہے"...... الطاف نے کہا۔

"اس کی لوکیشن بتاؤ لیکن خیال رکھنا کوئی غلطی نہیں ہونی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہئے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ صرف چند منٹ دیجئے سر میں فائل نکلواتا ہوں سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹ تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد ڈائریکٹر الطاف کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر"...... اس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"...... عمران نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر یہ نمبر دارالحکومت کے مضافات میں ایک علاقہ ہے رضا آباد۔ وہاں کے سٹیلائٹ ہاؤس میں نصب ہے اور صدر مملکت صاحب کے تحریری احکامات پر نصب کیا گیا ہے۔ ان کا سرکاری لیٹر فائل میں موجود ہے"...... ڈائریکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سٹیلائٹ ہاؤس کی کیا تفصیل ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر یہی الفاظ درج ہیں اور مزید کوئی تفصیل نہیں دی گئی"۔ ڈائریکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"۔ عمران نے کہا۔

"نو سر میں سمجھتا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"سٹیلائٹ ہاؤس"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ابھی وہ کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ صدیقی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا

ور پھر تھوڑی دیر بعد صدیقی اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔ ہوں نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن ظاہر ہے عمران کی نظروں سے ھپ نہ سکتے تھے۔

"جوزف نے پہچان لیا تھا تمہیں اس حلیے میں"...... عمران نے کراتے ہوئے کہا۔

"اس کی نظریں تو آپ سے بھی زیادہ تیز ہیں"...... صدیقی نے ب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب ہمیں اس لئے دیر ہو گئی ہے کہ وہاں ایک واقعہ گیا ہے۔ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ اس کے ذمہ دار افراد سے ب برابر کر کے یہاں آؤں لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ آپ انتظار کر ہے ہوں گے"...... صدیقی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران نک پڑا۔

"کیا ہوا تھا"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"سٹار کالونی میں جس کوٹھی کو ہم نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔ یہ ٹھی ہم نے ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے خریدی تھی۔ اس کوٹھی کا لک ایک ریٹائر پروفیسر اللہ بخش تھا۔ اس کی رہائش گاہ ہماری کوٹھی ے ساتھ والی کوٹھی میں تھی۔ اس کوٹھی میں فون نہ تھا جب کہ ہمیں ن چاہئے تھا۔ چنانچہ پروفیسر صاحب نے اپنا فون ہمیں دے دیا۔ کہ کوٹھی فروخت ہو سکے کیونکہ ہم نے انہیں معقول قیمت آفر کر دی ی۔ لیکن آج ان کی کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ پروفیسر ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے تین لڑکے دو بہوئیں اور دو بچے ہلاک ہو گئے ہیں ۔ایک عورت دو بچے شدید زخمی تھے وہ بھی ہسپتال جاتے جاتے ختم ہو ہیں "...... صدیقی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

" تمہارا مطلب ہے کہ یہ حملہ اصل میں تمہاری کوٹھی پر ہونا لیکن ہو گیا ہے ساتھ والی کوٹھی پر "...... عمران نے کہا ۔

" یہ حملہ ہم پر ہی ہوا ہے ۔اصل میں ہم نے اپنے فون پر اس نوا بہادر کو کال کر کے اس سے بات کی تھی تاکہ کنفرم ہو جائے کہ ا استاد گامو نے درست نمبر بتایا ہے یا نہیں ۔وہاں یقیناً کوئی ن مشین موجود ہو گی جس سے انہوں نے فون نمبر ٹریس کر لیا ہو گا اور ایکس چینج سے معلوم کیا ہو گا کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے ۔اب وہاں پروفیسر کی کوٹھی کا نمبر ہی درج تھا چنانچہ اس نمبر پر حملہ کر دیا گیا صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" تم نے درست تجزیہ کیا ہے ۔لیکن اس قدر جلد کس نے حملہ کیا ہو گا "...... عمران نے کہا ۔

" دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی میں باہر آیا تو میں نے دو کاروں ک آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اس میں پولیس یونیفارم پہنے افراد موجود تھے البتہ ایک آدمی عام لباس میں تھا ۔پھر پوچھ گچھ پر پتہ چل گیا ہے کہ یہ آدمی بادشاہ ہوٹل کا مشہور غنڈہ راجہ ہے ۔یہ بادشاہ ہوٹل راسکو آبادی میں ہے ۔وہاں کا ایک چوکیدار اسے جانتا تھا ۔وہ اس ہوٹل میں چوکیداری کرتا رہا ہے "...... صدیقی نے کہا ۔

" ایک تو معلوم نہیں کہ اس قدر ہوٹل کہاں سے سامنے آ رہے ں ۔اس کیس میں تو اس قدر ہوٹل سامنے آئے ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے جیسے پورے دارالحکومت میں ایسے ہوٹلوں کا جال پھیلا ہوا ہے "۔ ران نے کہا ۔

" ایسے ہوٹل ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔دراصل یہ سارا قصور ی پولیس اور اعلیٰ حکام کا ہے ۔وہ رشوتیں لے کر آنکھیں بند کر ہیں اور ان کا دھندہ چلتا رہتا ہے اور جب سے منشیات کا سلسلہ ع ہوا ہے ۔اب تو ہر وہ آدمی جس کا معمولی سا تعلق بھی جرائم سے ۔کسی نہ کسی انداز میں منشیات کے اس دھندے میں ملوث ہو چکا "...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تمہاری بات درست ہے اور تمہارے ساتھ شامل ہو کر واقعی مجھے ساس ہو رہا ہے کہ تم لوگوں نے فور سٹار کا گروپ بنا کر واقعی جہاد ا ہے ۔بہرحال میں نے تمہارے بتائے ہوئے نمبر کو ٹریس کر لیا ہے "...... عمران نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار نک پڑے ۔

" ٹریس کر لیا ہے کیسے "...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا ۔

" معاملہ چونکہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا تھا ۔اس لئے میں نے سر سلطان ہ درخواست کی کہ وہ اس بارے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کر ے مجھے بتائیں انہوں نے ازراہ مہربانی معلومات حاصل کیں لیکن ں سے پتہ چلا کہ یہ نمبر تو ابھی جاری بھی نہیں ہوا ریزرو میں موجود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے ۔جب کہ تم خود جانتے ہو کہ یہ نمبر کام کر رہا ہے ۔جب اور کو
چارہ نہ رہا تو میں نے چیف کو فون کیا اور انہیں تمہاری سلا
کارکردگی کی ایسی رپورٹ دی کہ چیف صاحب عش عش کر اٹھے
میں نے انہیں بتایا کہ اگر اس نمبر کے بارے میں معلومات نہ ملیں
پھر فور سٹار ناکام ہو جائیں گے اور فور سٹار کی ناکامی اس نواب بہادر
کامیابی اور نواب بہادر کی کامیابی کا مطلب پاکیشیا کے سینکڑو
ہزاروں بے گناہ خاندانوں کی تباہی ہے ۔پہلے تو انہوں نے یکسر
کر دیا ۔لیکن تم جانتے ہو کہ جب میں کوئی فیصلہ کر لوں تو پھر چیف
میرے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے ۔چنانچہ میں نے آخر کار انہیں منوا
اس پر انہوں نے کہا کہ سیکرٹری وزارت مواصلات کو کہہ دیتے ہیں
وہ ڈائریکٹر سپیشل فونز کو کہہ دے ۔چنانچہ ابھی تمہارے آنے سے
میں نے چیف کے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے ڈائریکٹر صاحب
فون کیا اور خوب رعب ڈالا ۔بہرحال معلوم ہو گیا کہ یہ نمبر رضا
میں کسی سٹیلائٹ ہاؤس میں نصب ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ سٹیلائٹ ہاؤس اس قصبے میں کہاں ہو گا ۔وہاں تو
خیال ہے اس برج محل کے علاوہ کوئی پختہ عمارت ہی نہ
ہے"...... چوہان نے کہا کیونکہ وہ عمران کے ساتھ گیا تھا۔

"ہو سکتا ہے اس برج محل کو ہی سٹیلائٹ ہاؤس کا فرضی نام د
دیا گیا ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا ہے تو پھر یہ نواب بہادر یہ افریقی عورت یہ ا

ں سے آ گئی ۔ وہاں کا تو ہم نے ایک ایک چپہ چیک کر لیا
...... چوہان نے جواب دیا۔

"اگر نواب بہادر کی افریقی بیوی قصبے میں آئی ہو گی تو لامحالہ وہاں
ے لوگ اسے اچھی طرح پہچانتے ہوں گے اور نواب رضا اور اس کی
ٹی کو بھی اس کا علم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر فون کر کے نواب رضا یا اس کی بیٹی سے کیوں نہ پوچھ لیا
ئے"...... چوہان نے کہا

"نہیں ہمیں وہاں خود جانا ہو گا ۔یہ عقدہ فون پر حل نہیں ہو
کتا"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ پھر پرنس کے روپ میں جائیں گے"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں نواب بہادر کے ذریعے
ب رضا کو معلومات مل چکی ہیں اور ہاں یہ بات تو میرے ذہن سے
اتر گئی تھی کہ نواب بہادر نے ارباب کو فون کرتے ہوئے کہا تھا
نواب رضا نے نواب بہادر کو پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں
لومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا ۔اس کا مطلب ہے کہ نواب
ضا اس نواب بہادر کو اچھی طرح جانتا ہے ۔او کے اٹھو ۔اب نواب
ضا کو بتانا پڑے گا کہ نواب بہادر کہاں ہے"۔عمران نے کرسی سے
ٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی اور اس کے ساتھی بھی کرسیوں سے اٹھ
ڑے ہوئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھی ہو
ایک سمارٹ سی افریقی خاتون نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کون ہے"...... اس کے منہ سے کرخت سی آواز نکلی۔

"جوادہوں مادام"...... کمرے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... اس افریقی عورت نے جواب دیتے ہوئے کہا
دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس
کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

"مادام سپیشل سپلائی کے لئے آپ نے کہا تھا کیا وہ فورسٹارز ختم
گئے ہیں"...... نوجوان نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا
ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اس عورت کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"ہاں ان فورسٹارز کا تو خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب صرف وہ علی عمران
گیا ہے۔ وہ ان مقامی افراد کے بس کا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے سو

. اس کے لئے کسی بین الاقوامی تنظیم کو یہاں بلواؤں"......
عورت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ تو واقعی خوشخبری ہے مادام کہ فورسٹار گروپ ختم ہو گیا ہے"۔
ن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

بس اتفاق سے یہ کام ہو گیا ہے۔ بسنتو اور پاشا دونوں کو میں نے
ئے ہلاک کرا دیا تھا تاکہ ان کے ذریعے وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔
وہ لوگ استاد گامو کو اغوا کر کے لے گئے اور شاید یہ استاد گامو
خصوصی نمبر سے واقف تھا۔ اس لئے یہ نمبر انہیں بتا دیا۔
نے میرے خصوصی نمبر پر مجھے استاد گامو کا نائب بن کر فون کیا
مجھ گئی کہ وہ نمبر کنفرم کر رہے ہیں۔ کیونکہ استاد گامو کے اغوا کی
مجھے پہلے ہی مل چکی تھی اور جو نام انہوں نے لیا تھا اس نام کا
ادمی ہوٹل میں سرے سے تھا ہی نہیں۔ میں نے اس نمبر کو ٹریس
۔ یہ نمبر ستار کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک کا تھا۔ اس کا
ب تھا کہ فورسٹارز کا اڈہ وہی تھا۔ میں نے بادشاہ ہوٹل کے راجہ
کر اس کوٹھی کو ہی بموں سے اڑوا دیا اور وہاں سے آٹھ لاشیں ملی
۔ میں نے اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ دو عورتیں دو
کے علاوہ چار مرد ہلاک ہوئے ہیں۔ اس طرح یہ کنفرم ہو گیا کہ
روں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ اب
ل سپلائی پر کام کیا جا سکتا ہے"...... مادام نے تفصیل بتاتے
کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لیکن مادام وہاں عورتوں اور بچوں کا کیا کام ہو سکتا ہے
نے حیران ہو کر کہا۔
"ہو سکتا ہے ان میں سے دو شادی شدہ ہوں یا ایک شادی شد
بہرحال اب ان کا خاتمہ ہو گیا ہے"........ مادام نے جواب دیا۔
"یس مادام"........ جواد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس
نے فائل کھولی اور اس میں لگے ہوئے کاغذات کو چیک کرنا شر
دیا۔ کافی دیر تک وہ انہیں دیکھتی رہی پھر اس نے میز پر رکھے
قلمدان میں سے ایک قلم اٹھایا اور فائل کے اوپر کراس کا نشان لگا
فائل جواد کو واپس کر دی۔
"کام شروع کرا دو اور سنو باقی کام بھی معمول کے مطابق شرو
جانا چاہئے۔ جو جو لوگ ختم ہو گئے ہیں ان کی جگہ نئے آدمیوں کو
اور بادشاہ ہوٹل کے راجہ کو سپیشل گروپ کا انچارج بنا دو
پچاس لاکھ روپے بھی بطور تحفہ بھجوا دو۔ اس نے واقعی کام کیا
افریقی عورت نے کہا۔
"یس مادام حکم کی تعمیل ہو گی"........ جواد نے جواب دیا۔
"میں اب دارالحکومت جا رہی ہوں۔ میں نے وہاں سے
علاقوں میں جانا ہے۔ تاکہ وہاں کوئی بڑا سودا کیا جا سکے"......
عورت نے کہا۔
"یس باس"........ جواد نے کہا اور سلام کر کے واپس مڑا
قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ افریقی عورت نے میز پر رکھا

اٹھایا اور اس کا ایک اور نمبر پریس کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔
ب اس کمرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔
"اس علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ کے لئے خصوصی
انتظامات کرانے پڑیں گے۔ یہ شخص بے حد عیار اور چالاک ہے"۔
رت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس
ں سے ایک چھوٹا سا فکس فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن
ر دیا۔
"ہیلو ہیلو نواب بہادر کالنگ اوور"........ اس بار مادام نے مردانہ
واز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"شہباز خان بول رہا ہوں اوور"........ چند لمحوں بعد ایک بھاری
واز سنائی دی۔
"شہباز خان میں نے سپیشل سپلائی کا آرڈر دے دیا ہے۔ تم مال
تیار رکھنا اوور"........ عورت نے کہا۔ لیکن آواز اور لہجہ مردانہ ہی تھا۔
"کیا راستہ صاف ہو گیا ہے اوور"........ دوسری طرف سے پوچھا
گیا۔
"ہاں اسی لئے تو آرڈر دیا ہے اوور"........ عورت نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں مال کی تیاری کا حکم دے دیتا ہوں اوور"۔
دوسری طرف سے کہا گیا اور عورت نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر
آف کیا اور اسے دوبارہ میز کی دراز میں رکھ کر وہ کرسی سے اٹھنے ہی لگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ اس نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس نواب بہادر بول رہا ہوں" .... عورت نے کہا۔

"رؤف بول رہا ہوں جناب سپیشل فونز آفس سے" .... دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی تو عورت بے اختیار چونک پڑی۔

"تم ۔ کیسے فون کیا ہے" .... عورت نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"آپ کے سپیشل فون کی انکوائری کی گئی ہے جناب" ۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ کیسے ممکن ہے کس نے کی ہے
انکوائری" ۔ عورت نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے میرا معاوضہ ملنا چاہئے جناب میں اپنی نوکری اور زندگی کو داؤ
پر لگا کر آپ کو فون کر رہا ہوں ۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس فون
کے اجراء میں مرحوم ڈائریکٹر کے ساتھ ساتھ میں بھی شامل تھا" ۔ رؤف
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مل جائے گا معاوضہ میرا وعدہ لیکن سب کچھ تفصیل سے بتا دو" ۔
عورت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب مجھے معلوم ہے کہ آپ جو وعدہ کرتے ہیں وہ پورا
کرتے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ڈائریکٹر سپیشل فونز کا خصوصی
اسسٹنٹ ہوں اور ان کے پاس ہی بیٹھتا ہوں ۔ تھوڑی دیر پہلے

سیکرٹری مواصلات صاحب کا فون آیا ۔ انہوں نے ڈائریکٹر صاحب سے
کہا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ان سے کسی سپیشل فون کے
بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کے سوالوں کے درست جواب
دیئے جائیں ۔ انہوں نے ڈائریکٹر صاحب کو بتایا کہ چیف آف سیکرٹ
سروس اس قدر با اختیار ہیں کہ وہ اگر چاہیں تو صرف اپنے حکم سے
سیکرٹری مواصلات کو بھی ڈسمس کر سکتے ہیں ۔ حتیٰ کہ صدر صاحب
بھی ان کے اختیارات کے سامنے بے بس ہیں ۔ اس لئے ان سے نہ ہی
کوئی بات چھپائی جائے اور نہ غلط بات کی جائے ۔ ڈائریکٹر صاحب بے
حد پریشان ہوئے انہوں نے اپنے پی اے کو کہہ دیا کہ چیف آف
سیکرٹ سروس کا جیسے ہی فون آئے وہ فوراً ان سے بات کرا دے ۔
چنانچہ پھر چیف آف سیکرٹ سروس کا فون آگیا ۔ میں نے خاص طور پر
توجہ سے یہ کال سنی کیونکہ مجھے بھی ان کی کال سے دلچسپی پیدا ہو گئی
تھی ۔ انہوں نے آپ کے فون نمبر کے بارے میں معلومات حاصل
کیں کہ یہ فون نمبر کس نے اور کیوں جاری کیا ہے اور یہ کہاں نصب
ہے ۔ ڈائریکٹر صاحب نے انہیں بتایا کہ سابقہ ڈائریکٹر صاحب کے دور
میں اسے صدر صاحب کے تحریری حکم پر جاری کیا گیا ہے اور پھر انہوں
نے سپیشل فائل نکلوا کر انہیں بتایا کہ یہ فون رضا آباد کے سٹیلائٹ
ہاؤس میں نصب ہے" .... رؤف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر" .... عورت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا جناب ۔ ظاہر ہے اب اس کی انکوائری کی جائے گی اور آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو جانتے ہیں کہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے اس نمبر کو جاری نہیں کیا گیا تھا یہ تو سابقہ ڈائریکٹر صاحب نے آپ کے کہنے پر اپنے طور پر جاری کیا تھا اور پریذیڈنٹ ہاؤس کا جعلی پیڈ، حکم نامہ، دستخط اور مہر استعمال کی گئی تھی اور یہ بات انکوائری میں ثابت ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ سٹیلائٹ ہاؤس پر چھاپہ مارا جائے یا اس سپیشل فون لائن کو چیک کرایا جائے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں"۔ رؤف نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ ایک کام کرو۔ سپیشل ایکس چینج میں فوری طور پر ردوبدل کر کے اس نمبر کو رضا آباد کی بجائے کسی اور جگہ شو کر دو۔ اس کا معاوضہ الگ ملے گا"۔ عورت نے کہا۔

"لیکن اس طرح آپ کا نمبر بند ہو جائے گا"........ رؤف نے جواب دیا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ میں اب اسے استعمال نہیں کروں گی"۔ عورت نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب جیسے آپ کا حکم۔ لیکن سٹیلائٹ ٹاؤن کے بارے میں تو انہیں علم ہو گیا ہے"........ رؤف نے کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس نام کی کوئی بلڈنگ رضا آباد میں موجود نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب لائن چیک ہو تو یہ لائن رضا آباد کی بجائے کہیں اور جا نکلے اور بس"........ عورت نے

کہا۔

"ٹھیک ہے سر میں سمجھ گیا ہوں آپ کے حکم کی تعمیل کر دی جائے گی"........ رؤف نے کہا۔

"کتنی دیر میں کام ہو جائے گا"........ عورت نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں جناب"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ تم ایسا کرو کام مکمل کر کے راسٹن ہوٹل میں کاؤنٹر پر جا کر اپنا نام بتاؤ کاؤنٹر مین تمہیں میرے آدمی ففسلو کے پاس پہنچا دے گا۔ ففسلو تمہیں فوری طور پر دس لاکھ روپے ادا کر دے گا"........ عورت نے کہا۔

"بے حد شکریہ سر۔ آپ واقعی بے حد فیاض ہیں سر"........ اس بار رؤف کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی اور عورت نے او کے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ففسلو بول رہا ہوں"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"نواب بہادر بول رہا ہوں ففسلو"........ عورت نے اسی طرح مردانہ آواز میں کہا۔

"اوہ یس سر آپ حکم فرمایئے باس"........ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک آدمی جس کا نام رؤف ہے اور وہ محکمہ فون میں افسر ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاؤنٹر پر آکر اپنا نام لے گا۔ کاؤنٹر مین سے کہہ دو کہ وہ اسے فوراً تم تک پہنچا دے۔ اس آدمی کو فوری طور پر ہلاک کر کے اس کی لاش کسی گٹر میں ڈلوا دینا"۔ ...... عورت نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس حکم کی فوری تعمیل ہو گی"۔ ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عورت نے رسیور رکھا اور میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس کے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"۔ ...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جواد کو فوراً میرے پاس بھیجو"۔ ...... عورت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس اب کھل کر میرے خلاف کام کر رہی ہے۔ ویری بیڈ"۔ ...... عورت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"۔ ...... عورت نے مردانہ آواز میں پوچھا۔

"جواد ہوں مادام"۔ ...... دروازے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"کم ان"۔ ...... عورت نے اس بار نسوانی آواز میں کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جواد اندر داخل ہوا۔

"یس مادام"۔ ...... اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جواد مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہمارا سپیشل نمبر ٹریس کر لیا گیا ہے اور یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کر رہی ہے۔ وہاں فائل میں سٹیلائٹ ٹاؤن کا ذکر ہے جو یہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن وہ لوگ فون

لی لائنوں کے ذریعے یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ میں نے فون بدل کر اس کا لنک رضا آباد سے کہیں اور کرا دیا ہے لیکن لائنیں بہرحال موجود ہیں۔ تم فوری طور پر چند افراد کو ساتھ لے کر ان لائنوں کو کاٹ کر ختم کر دو۔ رضا آباد کے بیرونی پول سے لائن کو کاٹ کر وہاں کسی دوسری لائن سے اس طرح جوڑ دینا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے"۔ ...... عورت نے جواد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام حکم کی تعمیل ہو گی"۔ ...... جواد نے جواب دیا۔

"یہ کام فوری ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ نہ صرف سپیشل سپلائی ابھی پینڈنگ کر دو بلکہ اس عمارت میں موجود ہر آدمی کو طویل رخصت پر بھیج دو اور اسے اس طرح کیموفلاج کر دو کہ یہاں سے کسی کو کوئی کلیو نہ مل سکے۔ میں اب فوری طور پر ملک سے باہر جا رہی ہوں اور جب تک سیکرٹ سروس کا یہ معاملہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا میں واپس نہیں آؤں گی"۔ ...... عورت نے کہا۔

"یس مادام"۔ ...... جواد نے جواب دیا۔

"حاضر اکاؤنٹ میں موجود تمام رقم نکال کر اس میں سے نصف تم رکھ لو اور باقی نصف باقی تمام عملے میں تقسیم کر دو لیکن یہ سارے کام زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹوں میں مکمل ہو جانے چاہئیں"۔ عورت نے کہا۔

"بالکل ہو جائیں گے مادام"۔ ...... جواد نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ حاضر اکاؤنٹ میں اس قدر بھاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رقم موجود ہے کہ اس کا نصف اسے ملنے کا مطلب تھا کہ وہ کروڑوں ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کے چہرے سے بے پناہ مسرت ظاہر ہونے لگ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور اب ہماری اور تمہاری بات چیت سپیشل فریکونسی پر ہوا کرے گی۔ تمام نیٹ ورک کو انڈر گراؤنڈ کر دو"۔ عورت نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام آخر کب تک۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو بہرحال موجود ہی رہے گی"...... جواد نے کہا۔

"فکر مت کرو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ وبال جلد ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ ساری شرارت اس علی عمران کی ہے اور میں نے اس کے خاتمے کا اب حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ میں ایک بین الاقوامی تنظیم کو اس کام پر لگا دوں گی اور پھر یہ عمران دوسرا سانس نہ لے سکے گا"۔ عورت نے جواب دیا۔

"یس مادام"...... جواد نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے رضا آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا عقبی سیٹ پر چوہان خاور اور نعمانی سمٹے ہوئے سے اور پھنس کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کار میں ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز سنائی دے رہی تھی اور عمران آنکھیں بند کیے اس موسیقی پر اس طرح جھوم رہا تھا جیسے سانپ بین کی حرکت پر جھومتا ہے۔

"یہ موسیقی آپ کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی متاثر کر رہی ہے عمران صاحب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موسیقی۔ کیا مطلب۔ یہ موسیقی کہاں سے آ گئی"...... عمران نے آنکھیں کھول کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آواز یہ موسیقی نہیں ہے تو اور کیا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اچھا تو اسے بھی موسیقی کہتے ہیں۔ حیرت ہے"...... عمران نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔

"آپ اسے کیا کہتے ہیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو سمجھ رہا تھا کہ ہانکا ہو رہا ہے اور میں خوش ہو رہا تھا کہ تم کوئی بڑا شیر ہاتھ لگ جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہانکا۔ آپ کا مطلب ہے افریقہ کے جنگلوں میں شیر کے شکار کے لئے جو ڈھول بجائے جاتے ہیں اسے ہی ہانکا کہا جاتا ہے ناں"۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں اور تم اسے موسیقی کہہ رہے ہو۔ کمال ہے۔ اگر آج جوزف دی گریٹ ساتھ ہوتا تو تمہاری اس بات پر مرنے مارنے بلکہ صرف مارنے پر تیار ہو جاتا"...... عمران نے کہا اور صدیقی ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں آج کل کی پاپولر میوزک واقعی شیر کے شکار کے ہانکے جیسی ہی ہے۔ بس مسلسل ڈرم بج رہے ہیں۔ سیٹیاں۔ چیخیں۔ شور شرابا اور کچھ بھی نہیں"۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

"جو کچھ معاشرہ نوجوان نسل کو دے رہا ہے۔ اس کے مطابق ہی موسیقی بھی ہوتی ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ معاشرے نے کب کہا ہے کہ اس قسم کی بے ہنگم موسیقی سنی جائے"...... خاور نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی معاشرے کی ہی عکاسی ہے خاور۔ پہلے زمانے میں سادگی ہوتی تھی سچائی ہوتی تھی۔ کام کا دباؤ نہ ہوتا تھا۔ تفکرات اور

...نیاں نہ ہوتی تھیں۔ اس لئے لوگ اعصابی طور پر مطمئن ہوتے ...۔ دھیمے انداز میں زندگی بسر ہوتی تھی۔ اس لئے دھیمی موسیقی ہی ...ئی جاتی تھی۔ آج کل کیا ہو رہا ہے۔ کس قدر ذہنی اور اعصابی دباؤ ...ہر شخص پر۔ کس قدر تیز رفتار زندگی ہو گئی ہے۔ کس قدر شور شرابا ...ہر طرف۔ ایسے ماحول میں ظاہر ہے موسیقی بھی تو اسی طرح کی ہی ...دی جائے گی...... صدیقی نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"واہ اسے کہتے ہیں فلسفہ...... عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں ...۔

"کیا میں نے غلط کہا ہے عمران صاحب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم فور سٹار کے فرسٹ سٹار ہو۔ اس لئے میں تمہیں غلط کہنے کی تو ...ات نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ آگ سے جلے ہوئے کا ...علاج آگ نہیں ہوا کرتی۔ موسیقی دراصل انسان آسودگی کے لئے سنتا ...ہے۔ مطلب ہے اپنے اعصاب اور ذہن کو آسودہ کرنے کی غرض سے۔ ...اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دھیمے دور میں پرشور موسیقی ہونی چاہئے ...تھی اور پرشور دور میں دھیمی موسیقی۔ اب یہ تو کوئی علاج نہیں ہے کہ ...جب ہر طرف کاروں کے ہارن بج رہے ہوں اور تم اس شور سے ذہنی ...اور اعصابی طور پر تنگ آ چکے ہو تو تم بھی ساتھ ہی ان سب سے زیادہ ...ہارن بجانا شروع کر دو"...... عمران نے کہا۔ اور کار میں قہقہے گونج ...اٹھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"زہر کا علاج زہر سے ہی ہوتا ہے۔ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے صاحب"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے جہاں اندھیرا ہو۔ وہاں روشنی کی بجائے اندھیرا کر دیا جائے تو روشنی ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"بالکل ہو جائے گی۔ آپ نے ایک مشہور شاعر کا شعر نہیں سنا جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ رات جب شدت ظلمت سے اٹھتی ہے تو لوگ اس وقت ماتم کو سحر کہتے ہیں۔ اس میں یہی فل بیان کیا گیا ہے کہ جب ظلمت اپنی پوری شدت پر آتی ہے تو روشنی جاتی ہے"...... صدیقی بھی آج پوری طرح بحث پر آمادہ ہو گیا تھا۔

"اور ایک اور شاعر کا شعر بھی ہے۔ جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ نشہ بڑھتا ہے جب شرابیں شرابوں میں ملتی ہیں"...... اس با چوہان نے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ فور سٹار کہیں کوئی ادبی تنظیم تو نہیں ہے۔ طرف سے اشعار پڑھے جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب اب آپ برج محل ہی جا رہے ہیں نواب رضا کے پاس"......چوہان نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں وہاں کسی سٹیلائٹ ہاؤس کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہاں ایسی کوئی عمارت موجود ہو"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے خاور بول اٹھا۔

وہاں ایسی کوئی عمارت نہیں ہے۔ جوزف کو جب میں نے پہلی ں قصبے میں بھیجا تھا تو میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ رضا آباد رے میں مکمل تفصیل معلوم کر کے آئے اور اس کی رپورٹ کے ق رضا آباد میں پختہ عمارت ہی ایک ہے یہی برج محل باقی قصبہ کچے عام سے مکانوں پر مشتمل ہے۔ البتہ رضا آباد سے کچھ دور ایک یم قلعے کے کھنڈرات ہیں جہاں سیاح بکثرت جاتے رہتے ہیں۔ میں ایک بار وہاں جا چکا ہوں۔ چونکہ وہاں محکمہ آثار قدیمہ کا دفتر بھی اور سیاح بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں تو ہیڈ کوارٹر ں ہو سکتا۔ البتہ کسی جھونپڑی یا کچے مکان کا نام سٹیلائٹ ہاؤس ہو یں کہہ نہیں سکتا"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ئے کہا۔

"تو پھر آپ اس نواب رضا سے نواب بہادر کے بارے میں لومات حاصل کریں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے نواب رضا بہرحال اس بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہوگا"۔ ان نے جواب دیا۔

"لیکن پہلے آپ پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں وہاں گئے تھے اور عمران کے روپ میں۔ نواب رضا بہرحال اس بارے میں بات تو ے گا۔ جب کہ بقول آپ کے اس نے اس سلسلے میں نواب بہادر کہہ کر آپ کے بارے میں معلومات بھی حاصل کی ہیں"۔ صدیقی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کہا۔

"وہ میرا ہمشکل ہو گا۔ میں تو علی عمران ہوں۔ سر عبدالر
اکلوتا بیٹا اور جہاں تک خاور اور چوہان کا تعلق ہے جو پہلے میرے
گئے تھے تو اب وہ دونوں میک اپ میں ہیں۔ اس لئے مسئلہ
ختم"...... عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھو
دیر بعد ان کی کار رضا آباد جانے والی سڑک پر مڑ گئی اور پھر تقریباً
گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد انہیں دور سے برج محل کے برج نظر آ
لگ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار برج محل کے جہازی سائز
کھلے گیٹ میں سے اندر داخل ہو گئی۔ پورچ میں دو بڑی کاریں
تھیں۔ صدیقی نے کار ان کے ساتھ ہی پورچ میں روکی اور پھر وہ سب
نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے نواب صاحب کا منیجر اعظم برآمدے میں نمو
ہوا۔

"پرنس۔ پرنس آپ۔ مم۔ مم۔ مگر"...... اعظم نے انتہ
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ کہیں تم میرے ہم شکل اور ہم نام کی بات تو نہیں کر
رہے مسٹر۔ جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تو آپ پرنس نہیں ہیں۔ یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ صرف آپ کی
شکل بلکہ آپ کا قدوقامت سب کچھ وہی ہے"...... منیجر نے یقین نہ
آنے والے لہجے میں کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ سب کچھ ایک جیسا ہے حتیٰ کہ نام بھی اور
سب سے بڑی ٹریجڈی یہ ہے کہ میں جہاں بھی جاتا ہوں وہ مجھ سے پہلے
وہاں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ بہرحال میرا نام علی عمران ہے اور میں سر
عبدالرحمن کا اکلوتا صاحبزادہ ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"سر عبدالرحمن"...... منیجر نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ نواب صاحب
انہیں اچھی طرح جانتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر تشریف لائیے میں نواب صاحب کو اطلاع کرتا ہوں"۔
منیجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف مڑ
گیا۔ چند لمحوں بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بار پھر اسی وسیع
وعریض اور نوابانہ ٹھاٹ باٹھ سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود
تھا۔ چونکہ صدیقی اور نعمانی پہلی بار آئے تھے اس لئے وہ دونوں حیرت
بھری نظروں سے اس ٹھاٹ باٹھ کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد
دروازہ کھلا اور نواب رضا کی اکلوتی بیٹی مس گلشن جہاں اندر داخل
ہوئی تو عمران اور اس کے ساتھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ وہی بہروپئے ہیں جو پرنس آف ڈھمپ بن کر آئے تھے"۔ گلشن
نے انتہائی خشمگیں لہجے میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے
چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار تھے۔

"میرا نام علی عمران ہے اور میں سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنرل سر عبدالرحمن کا لڑکا ہوں۔ جس پرنس کی بات آپ کر رہی ہیں وہ میرا ہم شکل بھی ہے اور میرا ہم نام بھی۔ آپ کے ان صاحب نے ہمیں یہاں بٹھا کر گیا ہے۔ یہی بات کی تھی اور میں نے بھی وضاحت کر دی تھی۔ اس نے شاید آپ تک یہ وضاحت نہیں پہنچائی"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں پتہ چل گیا کہ تمہارا اصل روپ ہمارے سامنے آگیا ہے تو تم اب یہ بہانہ بنا رہے ہو نانسنس۔ بہتر ہے کہ اس سے پہلے کہ تمہیں یہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے تم خود چلے جاؤ۔ میں تم جیسے بہروپئے کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنی حویلی میں برداشت نہیں کر سکتی"...... گلشن جہاں نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔

"یہ محترمہ تو بڑے غصے میں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"غصہ تو ظاہر ہے آنا ہی ہوا۔ وہ پرنس آف ڈھمپ صاحب جو اپنا جلوہ دکھا گئے ہیں اور جہاں پرنس جلوہ دکھا جائے وہاں ہم جیسے لوگوں کو کون پوچھتا ہے۔ حالانکہ اسی لئے میں نے ڈیڈی کا تعارف بھی کرایا تھا۔ لیکن صاحب پرنس آخر پرنس ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے منیجر اعظم اندر داخل ہوا۔

"مجھے افسوس ہے جناب نواب صاحب نے آپ سے ملنے سے انکار کر دیا ہے اور آپ کو یہاں ٹھہرنے کی بھی اجازت نہیں دی۔ اس لئے آپ جا سکتے ہیں"...... منیجر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ گو اس کا لہجہ

خلاق سے پر تھا لیکن اس کے اندر سختی کی لہر بہرحال موجود تھی۔

"آپ یہاں کیا ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں منیجر ہوں۔ میرا نام اعظم ہے"...... منیجر نے جواب دیا۔

"اور یہ محترمہ جو ابھی یہاں تشریف لائی تھی۔ ان کا کیا تعارف ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ نواب صاحب کی اکلوتی صاحبزادی مس گلشن جہاں ہیں"۔ منیجر نے جواب دیا۔

"انہیں ہم پر اتنا غصہ کیوں آرہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ صاحب یہاں مس گلشن جہاں کا رشتہ لے کر آئے تھے اور جہاں تک میں نے محسوس کیا ہے مس گلشن جہاں نے بھی یہ رشتہ پسند کیا تھا۔ لیکن"...... منیجر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا ہوا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بہرحال آپ تشریف لے جایئے ورنہ دوسری صورت میں مجھے مسلح محافظوں کو بلانا پڑے گا اور میں نہیں چاہتا کہ آپ جیسے معزز مہمانوں کی بے عزتی ہو"...... منیجر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے اس عزت افزائی کا بے حد شکریہ۔ نواب صاحب اور نواب زادی صاحبہ کو میری طرف سے سلام دے دیں اور انہیں کہہ دیں کہ جلد ہی دوبارہ ملاقات ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ساتھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار حویلی سے نکل کر واپس اسی طرف کو جا رہی تھی جس طرف دارالحکومت جانے والی سڑک تھی۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا عمران صاحب کہ آپ پہلے پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں جا چکے ہیں"...... سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔

"مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا۔ لیکن پھر کیا ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نے اس بے عزتی کو محسوس تک نہیں کیا حیرت ہے"۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے عزتی اور بے آبرو ہونے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ فی الحال بے عزتی ہوئی ہے۔ عشاق حضرات تو بے آبرو ہو کر بھی جب محبوب کے کوچے سے نکلتے ہیں تب بھی برا نہیں مناتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"لیکن اب کیا واقعی ہم نے واپس جانا ہے"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں ایک لمبا چکر کاٹ کر ہم نے ان ویران کھنڈرات میں جانا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب وہاں کیوں جا رہے ہیں"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"اس لئے کہ بقول تمہارے اس بے عزتی کے بعد آدمی کا ٹھکانہ کھنڈرات ہی ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے منہ چھپانے کے لئے"۔ عمران نے جواب دیا اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو آپ بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم بقول خود فور سٹارز کے چیف ہو۔ باقی تھری سٹار بھی تمہارے ساتھ موجود ہیں اور مجھے تم نے بہرحال ٹاپ سٹار یا سپر سٹار بنانے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے اب تم خود سوچو"...... عمران نے کہا۔

"بے عزتی تو آپ کی ہوئی ہے۔ آپ بے شک کھنڈرات میں جائیں لیکن آپ ہمیں کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تاکہ تمہیں عبرت حاصل ہو سکے"...... عمران نے کہا اور کار قہقہوں سے گونج اٹھی۔ کار جب مین روڈ پر پہنچی تو عمران نے کار کو دائیں طرف موڑنے کے لئے کہا اور صدیقی نے کار دائیں ہاتھ پر موڑ دی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک بائی روڈ کے کنارے پر پہنچ گئے جہاں محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے ایک بڑا بورڈ نصب تھا جس پر قلعے کے کھنڈرات کے بارے میں تفصیلات درج

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیں اور جب وہ اس قلعے کے کھنڈرات پر پہنچے تو صدیقی اور دوسرے ساتھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں غیر ملکی اور مقامی سیاحوں کی کافی تعداد موجود تھی اور وہاں ایک انتہائی جدید قسم کا ریستوران بھی موجود تھا۔ عمران کے کہنے پر صدیقی نے کار اس ریستوران کے قریب لے جا کر روک دی۔

"آؤ"...... عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور صدیقی اور باقی ساتھی بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ریستوران کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ریستوران کا ہال خاصا جدید اور صاف ستھرا تھا۔ وہاں مقامی اور غیر ملکی سیاحوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ البتہ چند میزیں خالی تھیں۔ ایک طرف آثار قدیمہ کی طرف سے اس قلعے کے بارے میں معلوماتی کتب اور پمفلٹس کا باقاعدہ سٹال لگایا گیا تھا۔ جب کہ دوسری طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ عمران ہال میں داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"منیجر صاحب سے ملنا ہے ہمیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دائیں ہاتھ پر ان کا دفتر ہے جناب تشریف لے جائیں وہ دفتر میں ہی ہیں"...... نوجوان نے اخلاق حسین بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کا شکریہ ادا کر کے دائیں ہاتھ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ منیجر کے دفتر کا دروازہ بند تھا۔ باہر اخلاق حسین منیجر کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان پلیز"...... اندر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران نے دروازے کو دھکیلا اور اسے کھول کر اندر داخل ہوا تو سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"اوہ اوہ عمران صاحب آپ"...... اس ادھیڑ عمر نے جلدی سے میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اخلاق حسین چاہے کھنڈرات میں کیوں نہ چھپ کر بیٹھ جائے اسے پسند کرنے والے پہنچ ہی جاتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر آدمی جس کا نام باہر موجود نیم پلیٹ کے مطابق اخلاق حسین تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ اخلاق حسین صاحب ہیں۔ کافی عرصہ پہلے جب میں یہاں آیا تھا تو ان کے اخلاق حسین نے مجھے واقعی اتنا متاثر کیا کہ میرا بھی دل چاہا تھا کہ اپنا نام اخلاق حسین رکھ لوں اور اخلاق حسین صاحب یہ میرے ساتھی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تعارف کرا دیا لیکن اس نے ساتھیوں کے نام نہ لیے تھے۔ اخلاق حسین نے بڑے مسرت بھرے انداز میں سب سے مصافحہ کیا۔

"پہلے آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... اخلاق حسین نے اپنی کرسی پر جا کر واپس بیٹھنے کی بجائے ان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جو آپ کا حسن اخلاق چاہے پلوا دیجئے"...... عمران نے کہا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اخلاق حسین ایک بار پھر ہنس دیا۔ اس نے اٹھ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر کسی کو جوس لانے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھا اور واپس آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب آپ کی یہی دلچسپ باتیں آدمی زندگی بھر نہیں بھلا سکتا۔ ویسے میں نے دارالحکومت جا کر آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اتفاق یہ کہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"آپ نے مجھے ہوٹلوں میں ہی تلاش کیا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ویسے آپ کا پتہ تو مجھے معلوم نہ تھا پچھلی ملاقات میں آپ کی دلچسپ باتوں پر بس میں ہنستا ہی رہا آپ کا پتہ پوچھنا تو بھول ہی گیا اور آپ نے بھی نہ بتایا تھا"...... اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"چلو اب جاتے ہوئے ضرور بتا کر جاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اخلاق حسین بے اختیار ہنس پڑا۔

"ضرور ضرور"...... اخلاق حسین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس سے بھرے گلاس موجود تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور پھر خاموشی سے باہر چلا گیا۔

"لیجئے۔ اس بار شاید آپ اپنے ساتھیوں کو قلعہ دکھانے لے آئے ہیں"...... اخلاق حسین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں اخلاق صاحب ہم تو صرف آپ سے ملنے آئے ہیں"...... عمران نے جوس کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو اخلاق حسین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھ سے ملنے۔ اوہ یہ تو آپ کی مہربانی ہے مگر"...... اخلاق حسین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں آپ حیران کیوں ہو رہے ہیں کیا آپ سے ملنے کے لئے آنا منع ہے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو اخلاق حسین بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا عمران صاحب۔ یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے نہ صرف مجھے یاد رکھا بلکہ یہاں آنے کی تکلیف بھی اٹھائی۔ میں تو اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ اس طرح اچانک ملاقات کی آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو بہرحال ہو گی"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"ہاں ایک وجہ بھی ہے اور وہ وجہ یہ ہے کہ میرے یہ ساتھی نواب بہادر سے ملنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو اخلاق حسین یکلخت چونک پڑا۔

"نواب بہادر سے۔ کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ کون نواب بہادر"...... اخلاق حسین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کتنے نواب بہادروں کو جانتے ہیں"...... عمران نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک نواب بہادر کو تو بہرحال جانتا تھا۔ وہ رضا آباد کے نواب رضا کے بڑے بھائی تھے۔ لیکن وہ تو فوت ہو چکے ہیں"۔ حسین نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور دوسرا"...... عمران نے کہا۔

"دوسرا۔ دوسرا تو۔ دوسرے تو کسی کو نہیں جانتا"...... اخلاق حسین نے اس بار قدرے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نواب بہادر کی بیگم کوئی افریقی خاتون تھی۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ان کا نام مادام زگابی تھا۔ لیکن وہ نواب بہادر صاحب کی وفات کے بعد ان کی تمام جائیداد نواب رضا کے پاس فروخت کر کے واپس افریقہ چلی گئی تھیں"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"لیکن جب نواب بہادر فوت ہوئے تھے تو رضا صاحب کے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ وہ تو یہاں آئے ہی اپنے حصے کی جائیداد فروخت کرنے تھے۔ پھر ان کے پاس اتنی رقم اچانک کہاں سے آ گئی کہ انہوں نے نواب بہادر کی جائیداد بھی خرید لی اور اپنی جائیداد بھی فروخت نہ کی"...... عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"اس بات کا تو مجھے علم نہیں ہے میں تو آپ کو وہ کچھ بتا رہا ہوں جو کچھ میں نے سنا ہے۔ لیکن آپ یہ سب باتیں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میرا ان سے کیا تعلق"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"حالانکہ گزشتہ ملاقات میں آپ نے خود بتایا تھا کہ آپ کے والد ب بہادر کے مختار کار رہے ہیں اور آپ کی پرورش بھی نواب بہادر ی کی تھی اور یہ ہوٹل بھی نواب بہادر نے ہی بنوایا تھا اور آپ کو اس ر بلکہ ایک لحاظ سے مالک بنا دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ بات درست ہے۔ میں اس ہوٹل کا منیجر ہی نہیں ہوں مالک بھی ہوں۔ لیکن میرا ان کی افریقی بیگم سے کوئی تعلق نہیں ...... اخلاق حسین نے اس بار قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

قی اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کر لیا تھا کہ اخلاق حسین کے ے میں پہلے جو گرمجوشی تھی وہ اب نہ رہی تھی بلکہ وہ اب قدرے دہری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"کیا وہ پاکیشیا واپس آ گئی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ تو ہمیشہ کے لئے چلی گئی ہیں"...... اخلاق حسین نے لب دیا۔

"لیکن میں ابھی ان سے مل کر آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو لاق حسین بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ کہاں ملے ہیں"...... اخلاق حسین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"برج محل میں"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر وہ واپس آ جاتیں تو مجھے فوراً اطلاع مل تی"...... اخلاق حسین نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مادام زگابی نام تھا ناں ان کا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں اور وہ بھا
سے"...... اخلاق حسین سے رہا نہ گیا تو وہ آخر کار پھٹ ہی پڑا۔ا
لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"اس لئے اخلاق صاحب کہ منشیات کے ایک وسیع نیٹ ورک
مادام زگابی اب نواب بہادر کے نام سے چلا رہی ہے ۔اس نے پور
ملک میں منشیات کی سپلائی کا وسیع جال پھیلا رکھا ہے ۔ ہزار
لاکھوں خاندان صرف اس کی اس سپلائی کی وجہ سے برباد ہوتے جا
ہیں"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا مطلب منشیات کا نیٹ ورک اور مادام زگابی ۔ نوا
بہادر کے نام سے ۔یہ آخر آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... اخلاق حس
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھئے اخلاق صاحب آپ واقعی ایک اچھے اداکار ہیں ۔لیکن تم
کی اداکاری کا اثر مجھ پر اس لئے نہیں ہو سکتا کہ کچھ نہ کچھ سدھ بدھ مج
بھی اداکاری میں حاصل ہے ۔آپ بااخلاق اور اچھے آدمی ہیں لیکن تم
بھی اس کاروبار میں ملوث ہیں ۔یہ درست ہے کہ آپ رقم کے لالچ م
اس چکر میں پھنس گئے ہوں گے لیکن اب بھی وقت ہے کہ آپ نوا
بہادر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ہمیں سب کچھ بتا دیں ہمارا وعدہ
آپ کو معافی دلا دی جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب مجھے آپ سے یہ توقع نہ تھی کہ آپ میرے ست

قسم کی باتیں کریں گے ۔ حالانکہ میں نے تو ہمیشہ صاف ستھرا
بار کیا ہے ۔میں منشیات اور اس کا کاروبار کرنے والے پر ہزار بار
ت بھیجتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ اب میں آپ کو مزید وقت
ں دے سکتا ۔آپ تشریف لے جا سکتے ہیں"...... اخلاق حسین نے
ئی سخت لہجے میں کہا اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ جو چار ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ان سے میں اب تمہارا تفصیلی
ف کرا دوں ۔میں نے تو کوشش کی تھی کہ تمہاری عزت بحال
ے لیکن تم واقعی اپنے آپ کو بڑا اداکار سمجھنے لگ گئے ہو ۔یہ فور سٹار
وپ ہے"...... عمران نے کہا تو اخلاق حسین بے اختیار چونک پڑا
ن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"فور سٹار ہوں یا فائیو سٹار ۔مجھے کسی سٹار سے کوئی تعلق نہیں
"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"او کے ۔اب فور سٹار کو اجازت ہے کہ وہ اخلاق صاحب سے اپنی
ضی کا اخلاق برآمد کر لیں"...... عمران نے کہا تو دوسرے لمحے صدیقی
ر اس کے ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"سنو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ بک دو ورنہ"...... صدیقی
نے غراتے ہوئے کہا لیکن اخلاق حسین تیزی سے دروازے کی طرف
ڑھنے ہی لگا تھا کہ خاور نے اسے بازو سے پکڑا اور دوسرے لمحے کمرہ
خلاق حسین کی کرب ناک چیخ سے گونج اٹھا ۔خاور نے اسے بازو سے
پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے اچھال کر دیوار سے دے مارا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بولو ورنہ"...... خاور نے اس کے نیچے گرتے ہی اچھل کر
کے سینے پر پیر کر زور دار ضرب لگاتے ہوئے کہا اور کمرہ اخلاق حسین
کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران بڑے مطمئن انداز میں
اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا اس سارے واقعہ سے قطعاً کوئی
نہ ہو۔

"بولو"...... خاور نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور کھڑا کر دیا
دوسرے لمحے اس کا دوسرا بازو گھوما اور اخلاق حسین کے منہ سے دانت
پھلجھڑیوں کی طرح باہر آگرے۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہنے
تھا۔

"بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں"...... اس نے ڈوبتے ہوئے
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ تکلیف
شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ اس کی گردن خاور کے ہاتھ
میں تھی اس لئے بے ہوش ہونے کی وجہ سے نیچے نہ گرا تھا بلکہ خاور
ہاتھ میں لٹکا ہوا تھا اور خاور نے ایک زور دار تھپڑ اور جڑ دیا اور اخلاق
حسین چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون اب
زیادہ تیزی سے نکلنے لگا تھا۔

"سنو تمہیں وعدہ معاف گواہ بنایا جا سکتا ہے اب بھی وقت ہے
سب کچھ بتا دو ورنہ فورسٹار تمہاری ساری ہڈیوں کو سٹار بنا کر رکھ دے
گا"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو میں سب کچھ بتاتا ہوں سب کچھ۔"

ق حسین نے کہا۔

"اسے پانی پلواؤ۔ یہ بنیادی طور پر اچھا آدمی ہے۔ اس لئے اسے
فی دی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو خاور نے اسے ایک
نے پر پھینک دیا۔ جب کہ چوہان تینوی سے ملحقہ غسل خانے کی طرف
گیا۔ اخلاق حسین صوفے پر بیٹھا مسلسل خون تھوک رہا تھا۔
ن واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ موجود تھا۔
نے جگ اخلاق حسین کے منہ سے لگا دیا۔ اخلاق حسین نے جگ
دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ چند لمحوں بعد اس
جگ ہٹا دیا۔

"اس کے ساتھ جاؤ تاکہ یہ کلی وغیرہ کر لے"...... عمران نے
ن سے کہا اور چوہان نے اخلاق حسین کو بازو سے پکڑا اور اسے
لے کر غسل خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کو کیسے"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں عمران
پوچھنا چاہا لیکن عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش
نے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد اخلاق حسین چوہان کے ہمراہ واپس آیا
س کے اوسان کافی حد تک بحال ہو چکے تھے۔

"دیکھو یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے اخلاق۔ اس کے بعد کوئی
فع نہ ملے گا"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتا دیتا ہوں"...... اخلاق حسین
کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے بتاؤ"........ عمران نے کہا۔

"اس ہوٹل کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔اس تہہ خانے سے
تک ایک سرنگ جاتی ہے۔قلعے کے نیچے تہہ خانوں کا جال پھیلا
ہے۔یہ قدیم زمانے سے بنا ہوا ہے۔لیکن اس کی دریافت کسی
نہیں کی۔آثار قدیمہ والوں نے بھی نہیں کی۔نواب بہادر نے ا
دریافت کیا تھا۔یہ ہوٹل بھی انہوں نے اس مقصد کے لئے تعم
تھا کیونکہ وہ منشیات کے دھندے میں ملوث تھے۔لیکن وہ ملکی
بجائے غیر ممالک کو منشیات سپلائی کرتے تھے۔پھر وہ ایک جھگڑ
کی وجہ سے قتل کر دیئے گئے۔ان کی افریقی بیگم مادام زگابی نے کا
سنبھال لیا۔مادام زگابی کی وجہ سے ہی نواب بہادر اس کاروبار
ملوث ہوئے تھے۔لیکن چونکہ نام نواب بہادر کا ہی چلتا تھا اس
مادام زگابی نے نواب بہادر بن کر ہی کاروبار کیا۔وہ مردانہ لہج
بات کرتی تھیں اور اپنے آپ کو بات کرتے ہوئے مرد ہی کہتی تھیں
ان کا یہی حکم تھا کہ انہیں مادام کی بجائے باس کہا جائے لیکن
بیرون ملک کاروبار پر بے حد سختیاں شروع ہو گئی تھیں۔اس لئے ا
نے ملکی سطح پر کاروبار شروع کر دیا اور وہ اس کاروبار میں
کامیاب رہیں۔بظاہر انہوں نے تمام جائیداد نواب رضا کو فروخت
دی تھی اور خود وہ افریقہ واپس چلی گئی تھیں لیکن وہ خفیہ طور پر وا
گئی تھی اور اس کا علم نواب رضا کو بھی نہ تھا۔پھر اچانک ایک گر
فور سٹار سامنے آگیا۔مادام نے اپنے گروپس سے فور سٹارز کو مروا

کوششیں شروع کر دیں اور پھر بقول مادام کے انہوں نے بادشاہ
ل کے راجہ کے ذریعے اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑوا دیا جس میں
ستار موجود تھے۔ان کی لاشیں بھی مل گئی تھیں۔لیکن پھر اچانک
یشیا سیکرٹ سروس سامنے آ گئی۔خاص طور پر اس کا کوئی فرد جو آپ
ہ نام تھا۔مادام نے اس کا بھی خاتمہ کرانے کی بے حد کوشش کی
ن ایسا نہ ہو سکا۔پھر مادام کو اطلاع مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ
وس کے چیف نے خاص نمبر کو ٹریس کر لیا ہے۔اس لئے انہوں نے
ی طور پر یہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا اور وہ بیرون ملک چلی گئیں
ل یہ ہے ساری بات"........ اخلاق حسین نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب مادام زگابی پاکیشیا میں موجود نہیں
.... عمران نے کہا۔

"نہیں وہ بیرون ملک جا چکی ہیں"۔اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"بیرون ملک ان کا پتہ"........ عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ وہ بتا کر گئی ہیں"........ اخلاق حسین نے
اب دیا۔

"اوکے۔اٹھو اور ہمیں اس ہیڈ کوارٹر کی ذرا زیارت کرا دو"۔
ران نے کہا۔

"لیکن ہیڈ کوارٹر تو مکمل طور پر کیموفلاج کر دیا گیا ہے۔اسے تو
وام ہی کھول سکتی ہیں"........ اخلاق حسین نے جواب دیا۔

"اوکے جیسے تمہاری مرضی۔اب مزید تمہیں کیا کہا جا سکتا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا
کر میز پر رکھا ہوا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ساتھ
ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔

"یس سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات
کرائیں"...... عمران نے کہا تو اخلاق حسین بے اختیار اچھل کر کھڑا
ہو گیا۔

"تم۔ تم۔ وہی علی عمران ہو۔ وہی۔ مم میں تو یہ سمجھا تھا کہ
کوئی اور ہے۔ تم۔ تم"...... اخلاق حسین نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا لیکن صدیقی نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔ اخلاق
حسین کی حالت واقعی غیر ہو رہی تھی۔

"یس سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فیاض بول رہا
ہوں"...... چند لمحوں بعد فیاض کی آواز سنائی دی۔

"وہ لمحہ کیسا ہو گا جب اخبارات سپرنٹنڈنٹ صاحب کی تعریف
سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی بڑی بڑی تصاویر
اخبارات میں چھپی ہوئی ہوں گی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سپرنٹنڈنٹ
صاحب کی تعریف میں قصیدے پڑھے جا رہے ہوں گے۔ ڈائریکٹر جنرل
صاحب اپنے سپرنٹنڈنٹ کی اعلیٰ ترین کارکردگی پر خوشی سے اچھل
رہے ہوں گے حتیٰ کہ صدر مملکت صاحب ایک بہت بڑی تقریب میں

سپرنٹنڈنٹ صاحب کو تمغہ حسن کارکردگی دے رہے ہوں گے۔ غیر
ملکی اخبار نویس انٹرویو لے رہے ہوں گے۔ بڑے بڑے ماہر غیر ملکی
ویڈیو میں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے فوٹو کھینچ رہے ہوں گے۔ ذرا سوچو
تو سہی وہ لمحہ کیسا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم۔ عمران۔ تم۔ یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ کاش ایسا ہو
جائے کاش"...... فیاض کی آواز سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ عمران کی تقریر
سن کر اس کی حالت خیالی مسرت کی وجہ سے غیر ہوتی جا رہی ہے۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ اگر پورے پاکیشیا میں پھیلے ہوئے منشیات
کے نیٹ ورک کا سربراہ پکڑا جائے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہو جائے۔
اس کے سارے کارندے قابو میں آ جائیں اور اس کے بڑے بڑے سٹور
سامنے آ جائیں۔ پورا نیٹ ورک ہی پکڑا جائے اور پکڑنے والا
سپرنٹنڈنٹ فیاض ہو۔ تو بتاؤ کیوں نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو منشیات کا نیٹ ورک اوہ اوہ خدایا۔ کہاں
ہے۔ جلدی بتاؤ۔ جلدی"...... فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن"...... عمران نے کہا اور رک گیا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ تم میرے کتنے اچھے دوست ہو۔ بھائی ہو۔
برادر ہو۔ جگر ہو۔ میری جان ہو۔ پلیز دیکھو جلدی بتاؤ کوئی لیکن ویکن
جیسے منحوس لفظ نہ بولو پلیز"...... فیاض نے انتہائی منت بھرے لہجے
میں کہا۔

"سوچ لو۔ ورنہ یہ معلومات براہ راست ڈائریکٹر جنرل تک بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچائی جا سکتی ہیں اور نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کے چیئرمین تک بھی
تمہیں معلوم ہے کہ وہ ایسے کیسز میں سرکاری طور پر بھاری انعام
بھی دیتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم انعامات کی فکر مت کرو۔ تم جو کہو گے اور جس طرح کہو گے
ویسا ہی ہو گا۔ بس تم بتا دو"...... فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"وعدہ۔ سوچ کر وعدہ کرنا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر کوئی مجھ سے
اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو معاملات الٹ بھی جایا کرتے ہیں"۔ عمران
نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وعدہ پورا ہو گا۔ جو تم کہو گے وہی ہو گا۔ جیسے تم کہو
گے ویسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے فیاض نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ہاں ایک کام اور بھی کرنا ہو گا۔ ایک صاحب جن کی وجہ سے
سارا ہیڈ کوارٹر سامنے آئے گا۔ انہیں تم نے وعدہ معاف گواہ بنانا ہے
انہیں سزا نہیں ہونی چاہئے"...... عمران نے اخلاق حسین کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا اور اخلاق حسین کے چہرے پر اطمینان کی لہریں
نمایاں طور پر دوڑنے لگیں۔

"بالکل کروں گا۔ بالکل سزا نہیں ہو گی"...... فیاض کی حالت
اس وقت ایسی تھی کہ اس سے جو کچھ بھی کہا جاتا وہ بغیر سوچے سمجھے مان
سکتا تھا۔

"اوکے۔ پھر اپنی فورس سمیت رضا آباد کے پاس جو قدیم قلعہ ہے

وہاں آ جاؤ۔ وہاں ساتھ ہی ایک ریستوران ہے۔ ایک ہی ریستوران
ہے۔ وہاں ہم موجود ہیں۔ آ جاؤ فوراً"...... عمران نے کہا۔

"کتنی فورس لے آنی ہو گی"...... فیاض نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"جتنی تم چاہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور
رکھ دیا۔

"دیکھو اخلاق حسین میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب آگے
کام تم نے کرنا ہے۔ اگر تم ہیڈ کوارٹر تک سپرنٹنڈنٹ فیاض کو لے
جاؤ گے تو وعدہ معاف گواہ بن کر تمہاری جان چھوٹ جائے گی ورنہ
دوسری صورت میں فیاض نے درندہ بن جانا ہے اور تم نے تھرڈ ڈگری
کے الفاظ تو سنے ہوں گے۔ فیاض تھرڈ ڈگری نہیں فورتھ ففتھ ڈگری
تک چلا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ۔ آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو گا"...... اخلاق حسین نے
جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب وہ نواب بہادر۔ سادام زگابی اس کا کیا ہو گا۔
اصل تو وہی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک کام پورا ہو جائے تو پھر دوسرا بھی کر لیں گے۔ اکٹھا بوجھ
اٹھانے کی کیا ضرورت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
صدیقی خاموش ہو گیا۔

"اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ جب سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب آئیں
تو انہیں یہاں دفتر میں بھجوا دیں"...... عمران نے اخلاق حسین سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مخاطب ہو کر کہا اور اخلاق حسین سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک بٹن دبا کر عمران کا پیغام دوسری طرف منتقل کر دیا۔

"آپ کو عمران صاحب میرے متعلق کیسے معلوم ہوا میں اب تک نہیں سمجھ سکا"...... اخلاق حسین نے کہا۔

"تمہارے متعلق مادام زگابی نے بتایا تھا مجھے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مادام کیسے بتا سکتی ہیں وہ تو ویسے بھی یہاں موجود نہیں ہیں"...... اخلاق حسین نے حیران ہو کر کہا۔

"فون پر تو بات ہو سکتی ہے"........ عمران نے کہا اور اخلاق حسین نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اپنی فل یونیفارم میں اندر داخل ہوا۔

"کہاں ہے۔ کہاں ہے وہ نیٹ ورک کہاں ہے"....... فیاض نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"دھیرج۔ دھیرج۔ ان سے ملو یہ اس ہوٹل کے مالک اور منیجر اخلاق حسین صاحب ہیں۔ وہی اخلاق حسین جن کے متعلق میں نے تمہیں کہا تھا کہ انہیں وعدہ معاف گواہ بنانا ہے کیونکہ یہ تمہیں اس خفیہ ہیڈ کوارٹر تک لے جائیں گے"........ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے کہاں ہے ہیڈ کوارٹر"........ فیاض نے

انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"جائیے اخلاق صاحب"........ عمران نے اخلاق حسین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن وہ تو کیمو فلاج ہے"....... اخلاق حسین نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیجئے ورنہ اس کی جگہ آپ کو قبر میں کیمو فلاج ہونا پڑے گا۔ آخری موقع ہے یہ آپ کے پاس"......... عمرن نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آیئے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں آیئے"........ اخلاق حسین نے آخر کار اس طرح کاندھے اچکاتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو۔

"جاؤ فیاض"........ عمران نے فیاض سے کہا۔

"تم ساتھ نہیں چلو گے"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ اس طرح تمہارے آدمیوں کو علم ہو جائے گا کہ یہ کارروائی میری ہے اور وہ ڈیڈی کو رپورٹ دے دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ تم یہاں بیٹھو"....... فیاض نے جلدی سے کہا اور پھر اخلاق حسین کے پیچھے چلتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا اس کے باہر جاتے ہی عمران نے اٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"........ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دی اور ایکسٹو کی آواز سن کر صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر"...... ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"یعنی آپ پر اتنی بڑی بڑی ڈگریوں کا بھی رعب نہیں پڑا جناب۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی ہوں اور ایسے آدمی کی آپ جیسے افسروں کو قدر کرنی چاہئے جناب"...... عمران نے کہا۔

"میں وقت کی قدر کرنے کا قائل ہوں سمجھے۔ اس لئے انٹ شنٹ باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"جناب میں تو آپ کو مبارکباد دینا چاہتا تھا کہ آپ کے فور سٹار گروپ نے ایک بہت بڑا معرکہ مارا ہے اور آپ الٹا مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔ آخر وہ آپ کے ماتحت ہیں۔ ان کی کامیابی آپ کی کامیابی ہے۔ اس لئے جناب آپ کو تو مٹھائی کھلانی چاہئے۔ انعام واکرام دینا چاہئے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"انعام واکرام انہیں مل جائے گا جنہوں نے معرکہ مارا ہے تم اپنی بات کرو"...... ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر مبارکباد تو جناب میں دے رہا ہوں وہ تو نہیں دے رہے اس لئے انعام واکرام کا حق دار بھی میں ہوں"...... عمران نے

اس بار رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارا فور سٹارز سے کیا تعلق ہے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"جناب جناب میں سپر سٹار ہوں۔ بلکہ ٹاپ سٹار ہوں بلکہ سپریم سٹار ہوں جناب"...... عمران نے اس بار بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے سن لیا ہے اور کچھ"...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"جناب آپ نے کیا سنا ہے۔ آپ نے تو ابھی کچھ بھی نہیں سنا۔ نہ ٹھمری، نہ راگ ملہار، نہ دیپک راگ، نہ خیال، نہ کافی، نہ غزل، نہ گیت آپ نے آخر سنا ہی کیا ہے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"سوری میرے پاس وقت نہیں ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کمال ہے۔ اتنے بڑے بڑے راگوں کا نام لیا ہے۔ لیکن"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آخر آپ نے چیف کو فون ہی کیوں کیا تھا"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ چلو اس پر رعب تو پڑے گا کہ فور سٹار بلکہ سپر سٹار نے معرکہ مارا ہے۔ لیکن اس نے تو لفٹ ہی نہیں کرائی چلو ٹھیک ہے اب میں بھی اسے لفٹ نہیں کراؤں گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور تیزی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے اتنے بڑے افسر کو تو کم از کم لسٹ سے خارج نہ کرو داخل کر لو انہیں۔ بڑے اچھے افسر ہیں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"....... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار ایک تو جب بھی فون کرو۔ تم داخلہ خارجہ کا رجسٹر لے کر بیٹھے ہوتے ہو اور داخلہ کا کیا صرف خارجہ کا رجسٹر۔ بس ادھر تم نے رسیور اٹھایا۔ ادھر سیکرٹری صاحب خارجہ۔ بھلے آدمی کبھی تو داخلے والا رجسٹر بھی کھول کر دیکھ لیا کرو"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"جی بہتر ابھی رجسٹر کھول دیتا ہوں"....... پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"ارے پھر تو واقعی جمہوری دور آگیا ہے کہ اب سلطان فرمانے کی بجائے بولنے لگے ہیں"....... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"میں بے حد مصروف ہوں عمران"....... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یہ لفظ مصروف مصرف سے بنا ہے یا مصری سے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران پلیز ایک انتہائی اہم ترین میٹنگ ہے۔ پلیز"....... سر سلطان نے حقیقتاً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ پھر تو واقعی آپ مصروف ہوں گے۔ کیونکہ آج کل سرکاری افسروں کی سب سے بڑی مصروفیت ہی یہی میٹنگز ہوتی ہیں۔ بیٹھے چائے پیتے رہے۔ الفاظ کے قلابے ملاتے رہے اور میٹنگ ہوتی رہی۔ ایک میٹنگ میں ظاہر ہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دوسرے روز پھر میٹنگ اور تیسرے روز پھر میٹنگ اور اگر کوئی بیچارہ کام کی بات کرنا چاہے تو میٹنگ میں مصروفیت"....... عمران بھلا کہاں آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔

"اگر تمہیں واقعی میری مصروفیت کا احساس نہیں ہے تو میں رسیور رکھ رہا ہوں"....... دوسری طرف سے دھمکی آمیز لہجے میں کہا گیا

"بالکل رکھ دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن کان سمیت رکھیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے"....... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"ارے ارے۔ رک جایئے۔ ورنہ پھر آپ کا وہ خارجہ داخلہ والا درمیان میں ٹپک پڑے گا۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ایک گروپ بنایا ہے۔ جس کا نام فور سٹار ہے اور میں نے طے یہ کیا ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب سیکرٹ سروس کے پاس کام نہ ہو اور مجھے چیک نہ مل رہا ہو تو م
سماج دشمن عناصر کے خلاف کام کروں۔ تاکہ خدمت خلق ہو سکے۔
لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آغا سلیمان پاشا صاحب خدمت خلق کو صرف
تنخواہوں کے بل کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا
اس کام کے نتیجے میں جو انعامات واکرامات سرکاری طور پر ملتے ہیں ان
ہی اکتفا کر لیا جائے۔ لیکن اب پرابلم یہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے
لوگوں کے چہروں سے نقاب اٹھتے ہیں اور بڑے لوگوں کے چہروں سے
نقاب اٹھانے کے لئے سرکاری اختیارات کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں
نے جناب ایکسٹو صاحب کو فون کیا لیکن انہوں نے لفٹ ہی نہیں
کرائی کیونکہ وہ تو خود نقاب پوش ہیں۔ ظاہر ہے وہ کیوں چاہیں گے کہ
کسی کا نقاب اٹھے۔ انہیں خطرہ ہو گا کہ کل کو میں ان کا نقاب اٹھا کر
انہی سے ہی انعام واکرام کا تقاضا شروع نہ کر دوں گا۔ اس لئے میں نے
سوچا کہ آپ سے بات کی جائے لیکن آپ کی میٹنگ بہرحال زیادہ اہم
ہے تو بتایئے میں اب کیا کروں"...... عمران نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔

"اوہ تمہارا مطلب ہے کہ تم کسی بڑے مجرم تک پہنچ گئے ہو"۔ سر
سلطان کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔

"بڑے چھوٹے کا فیصلہ تو آپ کر سکتے ہیں۔ میں تو آپ کو صرف
اتنا بتا سکتا ہوں کہ جس مجرم کا پورے ملک میں منشیات کا نیٹ ورک
پھیلا ہوا ہو۔ جس کا باقاعدہ ہیڈ کوارٹر ہو اور وہ منشیات کے زہر سے

نی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہو۔ لاکھوں خاندان تباہ ہو رہے ہوں۔
س کا پورا نیٹ ورک پکڑا جائے تو وہ کیسا مجرم ہو گا۔ بڑا ہو گا یا
۔ عمران نے کہا۔

"بڑا بلکہ بہت ہی بڑا مجرم ہو گا"...... سر سلطان نے فوراً ہی جواب

آپ کا بے حد شکریہ۔ چلو کل کو آپ کی گواہی دلوا کر میں کوئی بڑا
ب انعام میں لے لوں گا۔ لیکن اگر وہ مجرم صاحب سیاسی حیثیت
بہت بڑے ہوں۔ صدر مملکت کے دور کے عزیز ہوں۔ ان کا بڑا
ہو اور بیچارے فور سٹارز کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو تو پھر کیا کیا
ئے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ میں تمہارا مسئلہ سمجھ گیا ہوں لیکن بحیثیت سیکرٹری
رجہ میں ذاتی طور پر تو تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ تم بتاؤ میں کیا کر
تا ہوں"...... سر سلطان نے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ صرف اتنی مہربانی کریں کہ فور سٹار کی سرپرستی قبول کر لیں
کہ اگر فور سٹار کو کبھی رقم کی ضرورت پڑے تو وہ آپ کے پراویڈنٹ
نڈ سے جو اب تک یقیناً لاکھوں میں پہنچ چکا ہو گا استفادہ کر سکے"۔
ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے تو بہتر ہے کہ تم اپنے ڈیڈی کو سرپرست بنا لو۔ ان کا
بینک بیلنس تو کروڑوں میں ہو گا"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے سرپرستی کے بعد ان کا بینک بیلنس کروڑوں کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بجائے اربوں میں ہو جائے"...... عمران نے فوراً ہی کہا تو
طرف سے سر سلطان نے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
"اگر تم کہو تو صدر مملکت سے درخواست کر کے تمہارے
گروپ کو کسی سرکاری ایجنسی سے وابستہ کرا دوں"...... سر س
نے ایک حل نکالتے ہوئے کہا۔
"لیکن یہ فور کے فور سٹار پہلے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے وا
ہیں۔ اس لئے انہیں کسی اور ایجنسی سے اول تو وابستہ ہی نہیں کیا
سکتا اور اگر کر بھی دیا جائے تو پھر یہ ڈبل تنخواہیں لینا شروع کر دیں۔
اور پھر ان کی کارکردگی کی بجائے ان کا بینک بیلنس بڑھنا شروع
جائے گا"...... عمران نے کہا۔
"اوہ تو یہ بات ہے۔ پھر تم وابستہ ہو جاؤ"...... سر سلطان نے کہا
"میں تو یک در گیر کا قائل ہوں۔ دوسرے لفظوں میں ایک
دروازے سے وابستہ رہنا چاہتا ہوں اور وہ میں پہلے ہی ہوں۔ اماں
کے ساتھ وابستہ"...... عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں
کرتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تم بتاؤ کیا کروں"...... سر سلطان نے زچ ہو جانے کے
انداز میں کہا۔
"آپ ایک کام تو کر سکتے ہیں کہ ان فور سٹارز والوں سے ایک
تنخواہ میں دوہرا کام لے لیں"...... عمران نے کہا۔
"ایک ہی تنخواہ میں دوہرا کام۔ کیا مطلب"...... سر سلطان نے

ہو کر پوچھا۔
مجھے معلوم ہے کہ چیف صاحب اگر کسی کا دل سے احترام کرتے
تو وہ آپ ہیں۔ آپ کی بات وہ نہیں ٹالتے۔ میں نے خود کئی بار
متعلق آپ سے سفارش کرائی ہے اور ہر بار آپ کو انہوں نے
احترام دیا ہے۔ جو کام فور سٹارز کر رہا ہے۔ یہ ملک وقوم کی
ت بھی ہے اور نیکی کا کام بھی ہے۔ اس لئے اگر آپ چیف صاحب
ضامند کر لیں کہ وہ فور سٹارز کو باقاعدہ سیکرٹ سروس کے ساتھ
ری طور پر اٹیچ کر لیں تو وہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح انہیں سرکاری
ت حاصل ہو جائے گی۔ میں نے ان سے البتہ وعدہ لے لیا ہے کہ
نعام اکرام سرکاری طور پر ان کو ملے گا وہ مجھے دے دیا کریں
...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"لیکن اس طرح سیکرٹ سروس کی کارکردگی پر بھی تو اثر پڑ سکتا
...... سر سلطان نے کہا۔
"کام تو یہ سیکرٹ سروس کا ہی کریں گے۔ فور سٹارز تو صرف
ازی طور پر سیکرٹ سروس سے اٹیچ ہونگے اور آپ جانتے ہیں کہ
ازی طور پر کام اس وقت کیا جاتا ہے جب اصل کام سے آدمی فارغ
ا ہے"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں اگر وہ مان جاتے ہیں تو مجھے خوشی
ی۔ لیکن تمہاری کیا پوزیشن ہوگی"...... سر سلطان نے کہا۔
"وہی جو کانٹوں میں پھول کی ہوتی ہے۔ پھولوں میں گلاب کی ہوتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ جنگل میں شیر کی ہوتی ہے۔ باراتیوں میں دولہا کی ہے"....... عمران کی زبان چل پڑی۔

"چمگادڑوں میں الو کی ہوتی ہے"....... سر سلطان نے ترکی بہ جواب دیا۔

"اب میں اتنا خود غرض بھی نہیں کہ ساری حیثیتیں اپنے پاس رکھ لوں"....... عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور سر سلطان بے ہنس پڑے۔

"او کے تم کہاں سے بول رہے ہو۔ میں تمہارے چیف سے بات کرتا ہوں پھر جو جواب دے گا میں تمہیں بتا دوں گا"....... سر سلطان نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ کی بات وہ نہیں ٹالیں گے۔ اس لئے خود انہیں دس منٹ بعد فون کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور واپس صوفے بیٹھ گیا۔

"آخر آپ ہمیں سرکاری سرپرستی میں لانے کے لئے اتنے بے چین کیوں ہیں۔ اصل مسئلہ کیا ہے"....... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا

"میں نے محسوس کیا ہے کہ فور سٹارز کے مشنز کے دوران بعض ایسے مواقع آجاتے ہیں کہ اگر سرکاری سرپرستی حاصل نہ ہو تو تم لوگ قانون کے شکنجے میں بھی پھنس سکتے ہو۔ مثال کے طور پر تم بدمعاش

ساتھ لڑے۔ ان میں سے ظاہر ہے لوگ ہلاک بھی ہوئے ہوں گے۔ بحیثیت فور سٹار تمہیں کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے کہ تم کسی کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا بدمعاش یا سمگلر یا دہشت گرد کیوں نہ ہو۔ ہلاک نہیں کر سکتے۔ تمہارے خلاف قانونی کارروائی بھی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح کسی بڑے آدمی یا افسر کی گرفتاری ہے۔ تمہیں براہ راست اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ تم کسی کو اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاؤ اور اس پر تشدد کرو یا کسی کو گرفتار کرو۔ اس لئے سرکاری سرپرستی اس کام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ بے شمار قانونی الجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں اور تم چیف کو تو جانتے ہو۔ جہاں قانون کی بات آئے گی وہاں وہ اپنے خلاف بھی کارروائی کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اس لئے ایسا کرنا ضروری تھا"....... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات تو درست ہے۔ لیکن اس طرح کیا ہم پابند نہیں ہو جائیں گے کہ باقاعدہ ہر بات کا جواب دیں۔ ہر بات میں اجازت حاصل کریں"....... صدیقی نے کہا۔

"ایک بار تمہارا چیف رضا مند ہو جائے میں اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکال لوں گا۔ مسئلہ صرف اس کے ماننے کا ہے۔ ویسے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ سر سلطان کی سفارش وہ رد نہیں کرے گا کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ سر سلطان کی بے حد عزت کرتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے کہا۔

"مجھے ابھی سر سلطان نے فون کیا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ تم انہیں قائل کر لیا ہے کہ فور سٹارز کو سیکرٹ سروس کے ساتھ بطور گروپ اٹیچ کر لیا جائے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"پھر آپ نے کیا جواب دیا ہے انہیں جناب"...... عمران نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اگر عمران نے مجھے قانونی طور پر قائل کر لیا تو میں آپ کی بات رد نہ کروں گا"...... ایکسٹو نے جواب دیا تو عمران کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تو پھر آپ قائل ہو جایئے"...... عمران نے کہا۔

"پہلے تو تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ سیکرٹ سروس کے ارکان کو اس بات کی تو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ فرصت کے دنوں میں پرائیویٹ طور پر سماج دشمن عناصر کے خلاف کام کریں لیکن انہیں بطور گروپ علیحدہ سیکرٹ سروس کے ساتھ کیسے اٹیچ کیا جا سکتا ہے۔ وہ تو پہلے ہی سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں"...... ایکسٹو نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب لیکن آپ جانتے ہیں کہ سماج دشمن عناصر میں بڑے بڑے نام موجود ہیں ان کے خلاف کام اگر پرائیویٹ طور پر کیا گیا تو بے شمار قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا

متال رہے گا اور ایسی صورت میں بھی آپ کو ہی تکلیف پہنچے گی۔ اس ے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے اگر آپ اسے قبول کریں تو"۔ مران نے کہا۔

"کیسی تجویز کھل کر بات کرو"...... ایکسٹو نے کہا۔

"آپ سیکرٹ سروس کو پاکیشیا کے اندر سپیشل سٹار فورس کا وپ دے دیں۔ قانونی طور پر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس طرح بعض اوقات سیکرٹ سروس کو ملک کے اندر سیکرٹ سروس کا ہی کام کرتے وئے اپنی شناخت کا جو مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اس سے بھی نجات مل ائے گی۔ سٹار فورس نام کی وجہ سے فور سٹارز بھی نام چل جائے گا۔ ٹار فورس کو اختیارات وہی سیکرٹ سروس والے ہی حاصل ہوں گے س طرح سٹار فورس سماج دشمن عناصر کے خلاف کام بھی آسانی سے ور بے دھڑک کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"بات تو تمہاری درست ہے۔ قانون میں اس کی گنجائش تو ہے۔ ین پھر تو پوری سیکرٹ سروس کو اس میں شامل کرنا ہو گا"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"تو کر دیں اس میں کیا ہرج ہے۔ سرکاری شناختی کارڈ ہی دینے وں گے انہیں اور ساتھ ہی سنٹرل انٹیلی جنس، پولیس اور اعلیٰ حکام و ایک سرکلر ہی بھیجنا ہو گا۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس صورت میں ان کی تنخواہوں اور اخراجات کا مسئلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سامنے آجائے گا"...... ایکسٹو نے کہا۔

"آپ مالی طور پر اسے رضاکارانہ حد تک رکھ دیں۔ اختیارات کی حد تک سرکاری"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن پھر ان کے گریڈ ان کے افسر وغیرہ۔ ان سب کا کیا ہوگا"
ایکسٹو واقعی ہر بات کو قانونی انداز میں سوچ رہا تھا۔

"سٹار فورس کا مطلب ہی یہی ہے کہ سب سٹار ہیں۔ چمکتے ہوئے سٹار"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں صدر مملکت سے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کرا دوں گا۔ اوکے۔ اور کچھ"...... ایکسٹو نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرے متعلق بھی تو کچھ سوچیں۔ وہ آغا سلیمان پاشا کی تنخواہیں وہ......" عمران نے کہنا شروع کیا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

"پتہ نہیں اس ذات شریف کو مجھ سے کیا چڑ ہے کہ جہاں میری بات ہوئی اور یہ صاحب گول"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ گھبرائیں نہیں ہم سب سٹار فورس یونین بنائیں گے اور آپ کو اس کا بلامقابلہ تاحیات صدر منتخب کر لیں گے۔ پریذیڈنٹ سٹار فورس یونین"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ ویری گڈ۔ بس اتنا اختیار دے دینا کہ یونین کا جو

چندہ اکٹھا ہو یا جو عطیات وصول ہوں ان کا خرچ کرنا صدر کی صوابدید پر ہو گا۔ بس یہی لفظ صوابدید ہی آج کل کھل جا سم سم بنا ہوا ہے۔ جو چاہے کرتے رہو۔ کوئی پوچھ ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی نے پوچھا تو یہی جواب کہ یہ تو میرے صوابدیدی اختیارات ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی اور سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے اسی لمحے دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض مع اخلاق حسین اندر داخل ہوا سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چہرہ مسرت کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ رہا تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا

"کیا ہوا۔ مل گیا ہیڈ کوارٹر"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تم۔ تم۔ میرے بھائی ہو۔ میرے برادر ہو۔ دوست ہو۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گا"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بے اختیار عمران سے لپٹتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ ارے۔ وہ میری پسلیاں۔ ارے"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض بے اختیار پیچھے ہٹ گیا۔

"اتنا بڑا نیٹ ورک۔ اوہ۔ اوہ عمران کیا بتاؤں۔ منشیات کی سمگلنگ کا اس قدر خوفناک حد تک وسیع نیٹ ورک۔ اوہ۔ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سینکڑوں ہزاروں جرائم پیشہ افراد اور سمگلر اس میں ملوث ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ اس ملک میں اس قدر وسیع پیمانے پر یہ دھندہ ہو رہا ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا"...... فیاض

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے کیا کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے ڈائریکٹر جنرل صاحب کو کال کیا ہے۔ انہوں نے جب ساری تفصیلات سنیں تو وہ بھی حیران رہ گئے۔ وہ ابھی پہنچ رہے ہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تم اب یہاں سے گول ہو جاؤ"...... فیاض نے کہا۔

"گول ہو جاؤں کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"مطلب ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ تمہارے ڈیڈی کو لامحالہ شک پڑ جائے گا کہ اس سارے سیٹ اپ میں تم نے میری امداد کی ہے"...... فیاض نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو ڈیڈی مجھے اتنا عقل مند نہیں سمجھتے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں پلیز عمران۔ دیکھو میری بات مان جاؤ۔ پلیز"۔ فیاض اپنی بات پر مصر رہا۔

"لیکن وہ تمہارا وعدہ"...... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم جو کہو گے وہی کروں گا۔ اس وقت تم جاؤ۔ پلیز"۔ فیاض واقعی منتوں پر ہی اتر آیا تھا۔

"او کے جیسے تمہاری مرضی لیکن یہ سوچ لینا کہ اگر تم نے وعدہ پورا نہ کیا تو پھر یہ سارا نیٹ ورک جان بچانے والی ادویات کے کاروبار میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے اور ایسی صورت میں تم جانتے ہو کہ تمہارا

کیا حشر ہو گا"...... عمران نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اوہ نہیں پلیز عمران میں نے کہہ دیا ہے کہ وعدہ پورا کروں گا چاہے مجھے اپنے آپ کو ہی کیوں نہ فروخت کرنا پڑے"۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور صدیقی اور اس کے ساتھی فیاض کی اس بوکھلاہٹ پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"آؤ بھئی ورنہ یہ فیاض صاحب ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز نواب رضا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... نواب رضا نے درشت لہجے میں کہا۔

"فرہاد بول رہا ہوں جناب فون آپریٹر"........ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے"...... نواب رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جناب"........ فرہاد نے کہا۔

"سر سلطان۔ اوہ۔ بات کراؤ"...... نواب رضا نے چونک کر کہا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"...... سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ نواب رضا بول رہا ہوں۔ کیسے ہو تم"....... نواب رضا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ سر سلطان سے ان کے بڑے

مراسم اور دیرینہ تعلقات تھے اس لئے ان دونوں کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔

"شکر ہے۔ بخیریت ہوں۔ تم سناؤ"....... دوسری طرف سے سر سلطان نے اسی طرح بے تکلف لہجے میں کہا۔

"الحمدللہ۔ تم نے وعدہ کیا تھا میرے گھر آؤ گے۔ لیکن پھر آئے ہی نہیں"...... نواب رضا نے کہا۔

"وعدہ تو مجھے یاد تھا لیکن جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم گھر آئے ہوئے مہمانوں کو گھر سے جبراً نکال دیتے ہو آنے کی ہمت ہی نہیں پڑی"..... سر سلطان نے کہا تو نواب رضا چونک پڑے۔

"مہمانوں کو گھر سے نکالنا یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"....... نواب رضا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہوا ہے۔ سر عبدالرحمن کا لڑکا علی عمران اپنے دوستوں کے ساتھ تمہاری حویلی آیا تو تم نے ملنے سے ہی انکار کر دیا اور تمہاری بیٹی نے انہیں گھر سے نکل جانے کا حکم دیا اور تمہارے مینجر نے کہا کہ اگر نہ گئے تو ملازموں سے دھکے دے کر انہیں نکلوا دیا جائے گا۔ حالانکہ تم سر عبدالرحمن کو جانتے ہو کہ وہ کیسے باعزت آدمی ہیں اور ان کا بیٹا علی عمران تو ہیرا ہے ہیرا"........ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ تو تم اس علی عمران کی بات کر رہے ہو۔ وہ درست آدمی نہیں ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ پہلے وہ میری حویلی میں پرنس آف ڈھمپ بن کر آیا۔ اس نے میری بیٹی گلشن جہاں کے رشتے کی بات کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرکاری کاغذات دکھائے ۔ میں اور میری بیٹی اس سے بے حد متا
ہوئے ۔ لیکن ظاہر ہے میں صرف اس کے کہنے پر تو رشتہ نہ کر سکتا تھا۔
چنانچہ میں نے تحقیقات کرائیں تو پتہ چلا کہ یہ سب فراڈ ہے ۔ ڈھمپ
نام کی کوئی ریاست نہیں ہے ۔ میں بے حد پریشان اور شرمندہ ہوا۔
پھر وہ اچانک علی عمران بن کر آدھمکا اس نے کہا کہ وہ اس پرنس کا ہم
شکل ہے ۔ اس پر مجھے غصہ آگیا میں نے اس سے ملنے سے ہی انکار کر دیا
اور میری بیٹی کو تو اس پر مجھ سے بھی زیادہ غصہ تھا اس نے جا کر کھری
کھری سنا دیں"...... نواب رضا نے کہا۔

"اس سے کیا ہوا ۔ وہ نوجوان ہے اور نوجوان ایسے مذاق کرتے ہی
رہتے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن ۔ میں ایسے مذاق پسند نہیں کرتا"...... نواب رضا نے کہا۔

"تمہاری مذاق کرنے کی اب عمر بھی نہیں رہی نواب رضا ۔ تم
اپنی بیٹی کا سناؤ"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ اسے بھی یہ مذاق پسند نہیں آیا تھا"...... نواب
رضا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو مذاق پسند نہ آیا تھا ۔ نہ آئے ۔ رشتہ تو پسند آیا ہو گا اعلیٰ
خاندان ۔ اعلیٰ کردار کا حامل نوجوان ۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ"......
سلطان نے کہا تو نواب رضا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... نواب رضا نے کہا۔

"میں نے اس لئے فون کیا ہے نواب رضا کہ علی عمران لاکھوں

نہیں بلکہ کروڑوں میں ایک ہے ۔ اس سے رشتے کے لئے نجانے کتنے
بڑے بڑے خاندان راہ دیکھ رہے ہیں لیکن عمران نے ہر بار انکار کر دیا
اب اسے رشتہ پسند آیا ہے تو تم حماقت کر رہے ہو"...... سر سلطان
نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ عمران کا گلشن جہاں سے رشتہ......" نواب
رضا نے کہا۔

"ہاں اسی کی بات کر رہا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اگر تم کہہ رہے ہو کہ یہ رشتہ اچھا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں
ہے ۔ لیکن مسئلہ گلشن جہاں کا ہے کہ وہ بھی اسے پسند کرے تو"۔
نواب رضا نے کہا۔

"تم گلشن بیٹی سے میری بات کراؤ"...... سر سلطان نے کہا۔

"اچھا"...... نواب رضا نے کہا اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک
بٹن دبا دیا ۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"گلشن جہاں کو بلاؤ"...... نواب رضا نے کہا اور نوجوان خاموشی
سے واپس چلا گیا۔

"کیا عمران نے تم سے خود بات کی ہے"...... نواب رضا نے کہا۔

"ہاں اور میں حیران ہوں کیونکہ وہ تو اس معاملے میں کسی کو پٹھے
پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتا ۔ اب خود تلقین کر رہا ہے"...... سر سلطان
نے جواب دیا۔

"کیا سر عبدالرحمن بھی اس پر رضامند ہیں"...... نواب رضا نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پوچھا۔

"ان کی بات چھوڑو۔ ان کی باگیں عمران کی اماں بی کے ہاتھ میں ہیں اور بھابھی میری بات کبھی نہیں ٹالا کرتیں۔ پھر تمہارا خاندان بھی ان سے کم نہیں ہے۔ اس لئے اگر تم ہاں کر دو تو ان سے میں خود بات کر لوں گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر گلشن جہاں مان جاتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... نواب رضا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور گلشن جہاں اندر داخل ہوئی۔

"جی ڈیڈی"...... گلشن جہاں نے اندر داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹی تمہارے انکل سر سلطان تم سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ نواب رضا نے گلشن جہاں سے کہا۔

"مجھ سے۔ اچھا"...... گلشن جہاں نے چونک کر کہا اور رسیور نواب رضا کے ہاتھ سے لے لیا۔

"گلشن بول رہی ہوں انکل فرمایئے"...... گلشن جہاں نے رسیور لے کر کہا۔

"بیٹی تم نے علی عمران کو جب کہ وہ تمہارے گھر مہمان بن کر آیا تھا۔ بے عزت کر کے نکال دیا۔ مجھے اس پر بے حد افسوس ہوا ہے وہ میرا بھتیجا ہے اور مجھے بے حد پیارا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن انکل اس نے"۔ گلشن جہاں نے چونک کر کہنا شروع کیا۔

"قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ نواب صاحب نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ لیکن وہ تو ایک دلچسپ مذاق تھا اور بس۔ اور نوجوان ایسے مذاق کرتے ہی رہتے ہیں"...... سر سلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جی مذاق تو واقعی دلچسپ تھا۔ لیکن اس کے اس مذاق سے مجھے اور ڈیڈی دونوں کو بے حد دلی تکلیف پہنچی تھی"...... گلشن جہاں نے کہا۔

"اس کے لئے وہ تم سے معافی مانگ لے گا اور میں اس کے ساتھ آؤں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم پھر اسے دھکے دے کر باہر نہ نکال دو"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ نہیں انکل یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ گلشن جہاں نے جواب دیا

"او۔ کے بس تم سے یہی بات کرنی تھی۔ رسیور اپنے ڈیڈی کو دے دو"...... سر سلطان نے کہا اور گلشن جہاں نے رسیور نواب رضا کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے کئی رنگ آ رہے تھے۔

"ہیلو"...... نواب رضا نے کہا۔

"میں نے گلشن سے بات کر لی ہے۔ میں عمران کے ساتھ آ رہا ہوں تم اس دوران گلشن سے بات کر لو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ طے ہی ہو جائے"...... سر سلطان نے کہا۔

"کب آ رہے ہو"...... نواب رضا نے کہا۔

"شاید آج ہی آ جاؤں۔ بہرحال آنے سے پہلے تمہیں فون کر دوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے فکر ہو کر آؤ تمہارا خوش دلی سے استقبال ہو گا"...... نواب رضا نے کہا۔

"شکریہ خدا حافظ"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا

نواب رضا نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"بیٹی سر سلطان اس عمران کا تمہارے لئے رشتہ لے کر آ رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ اعلیٰ خاندان کا فرد ہے۔ اعلیٰ کردار کا مالک ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ لیکن میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اگر یہ رشتہ گلشن جہاں کو پسند ہو گا تو ہو گا ورنہ نہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارا اس رشتے کے بارے میں کیا خیال ہے"...... نواب رضا نے گلشن جہاں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈی اگر آپ اور انکل سلطان مطمئن ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... گلشن جہاں نے سر نیچے کرتے ہوئے کہا تو نواب رضا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم نے بزرگوں پر اعتماد کیا ہے۔ یہ تمہاری مہربانی ہے۔ ویسے سر سلطان کہہ رہے ہیں کہ عمران یہاں آ کر باقاعدہ تم سے معافی بھی مانگے گا"...... نواب رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب انکل سلطان نے کہہ دیا ہے کہ یہ سب مذاق تھا تو ٹھیک ہے"...... گلشن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ارباب اور اس کی بیوی لیلیٰ الپائن کلب میں رہائش ترک کر کے دارالحکومت کی سب سے خوبصورت جدید اور امراً کے لئے مخصوص ذیشان کالونی کی ایک وسیع اور انتہائی خوبصورت کوٹھی میں شفٹ ہو گئے تھے۔ ایکریمیا سے مستقل طور پر واپسی کے بعد وہ اس لئے الپائن کلب میں رہ رہے تھے کہ لیلیٰ کو کوئی رہائشی کالونی ہی پسند نہ آ رہی تھی پھر خدا خدا کر کے لیلیٰ کو ذیشان کالونی بھی پسند آ گئی اور ساتھ ہی نو تعمیر شدہ کوٹھی بھی۔ چنانچہ ارباب نے فوراً ہی کوٹھی خرید لی اور پھر وہ اس کوٹھی میں شفٹ ہو گئے۔ ملازم فراہم کرنے والے ایک ادارے کے ذریعے انہوں نے چار قابل اعتماد ملازم بھی رکھ لئے تھے اور انہیں یہاں آئے ہوئے ابھی دو روز ہی گزرے تھے۔ اس وقت وہ کوٹھی کے سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہاں کون آسکتا ہے ابھی تو ہم نے کسی کو یہاں شفٹنگ کا بتایا ہی نہیں"...... ارباب نے چونک کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کوئی ہمسایہ ہو۔ جو خیر سگالی کے اظہار کے لئے ملنے آیا ہو"...... لیلیٰ نے جواب دیا۔

"ایسی کالونیوں کے لوگ اپنے علاوہ دوسروں کو کوئی حیثیت نہیں دیا کرتے۔ یہاں سب یہی سمجھتے ہیں کہ بس وہ ہی وہ ہیں اس لئے کیسی خیر سگالی اور کیسی ہمسائیگی"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

"جناب کوئی علی عمران صاحب تشریف لائے ہیں"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران اور یہاں۔ کمال ہے اسے یہاں کا پتہ کیسے معلوم ہو گیا۔ بہرحال پھاٹک کھولو"...... ارباب نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"آؤ لیلیٰ۔ اس کوٹھی میں پہلا مہمان آیا ہے۔ اس لئے اس کا استقبال پورچ میں کیا جانا چاہئے"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے لیلیٰ سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کی بے تکی باتوں پر ہنسنا نہ شروع کر دینا۔ زہر لگتے ہو مجھے جب تم اس کی باتوں پر اپنے میلے اور گندے دانت نکال دیتے ہو"...... لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو ابھی میرے دانت میلے اور گندے ہیں۔ صبح دوپہر شام

تین بار تو انہیں مجھ سے منجواتی ہو۔ پھر بھی اگر یہ میلے اور گندے ہیں تو پھر انہیں نکلوا کر نقلی بتیسی لگوا لیتا ہوں"...... ارباب نے پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں کس نسل کے دانت ہیں تمہارے۔ صاف ہی نہیں ہوتے۔ بہرحال نقلی سے تو بہتر ہیں۔ نقلی دانت دیکھ کر تو مجھے ہاتھی کے دانت یاد آجاتے ہیں وہی کھانے اور دکھانے والے علیحدہ علیحدہ دانت"...... لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو ظاہر ہے۔ تمہارے دانت ہی ہو سکتے ہیں"۔ ارباب نے اس کے موٹاپے پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارے دانت مچھر کے دانت ہوں گے خون پینے والے"۔ لیلیٰ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی تحقیق کرنی پڑے گی کہ مچھر کے دانت ہوتے بھی ہیں یا نہیں۔ سنا ہے کہ وہ تو اپنی سونڈ نما سوئی سے خون پیتا ہے اور سونڈ تو بہرحال سونڈ ہوتی ہے۔ بڑی اور موٹی ہو یا چھوٹی اور سوئی جیسی"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے تو تم بڑی باتیں کرتے ہو۔ اس عمران کے سامنے پتہ نہیں تمہاری ذہانت کو کیا ہو جاتا ہے"...... لیلیٰ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ بس یہی فرق ہے"...... ارباب نے جواب دیا اور اس بار لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔ وہ دونوں پورچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں پہنچ چکے تھے ۔ ملازم نے جا کر پھاٹک کھولا اور دوسرے لمحے ایک بڑی لیکن جدید ترین ماڈل کی انتہائی قیمتی کار اندر داخل ہوئی تو دونوں چونک کر کار کو دیکھنے لگے ۔

اس قدر جدید ماڈل اور اس قدر قیمتی کار ۔ کیا یہ واقعی عمران ہی ہے یا ملازم نے گیٹ فون سنتے ہوئے نام غلط سنا ہے "...... لیلیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ لیکن دوسرے لمحے کار پورچ میں آ کر رک گئی اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک دیو ہیکل حبشی باہر نکلا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا عقبی دروازہ کھولا تو عمران تھری پیس سوٹ میں ملبوس نیچے اترا ۔ اسی لمحے کار کی سائیڈ سیٹ سے پہلے جیسا ایک اور دیو ہیکل حبشی نیچے اترا ۔ ان دونوں حبشیوں کے جسموں پر خاکی رنگ کی یونیفارم تھی ۔ بیلٹ کے ساتھ دونوں پہلوؤں میں ہولسٹر تھے جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے نظر آ رہے تھے ۔

" اوہ اوہ اس قدر وجاہت ۔ حیرت ہے ۔ یہ شخص تو جادوگر ہے "...... لیلیٰ نے بے اختیار ہو کر کہا ۔

" ارے ارے خیال رکھنا کہیں ارادہ نہ بدل دینا ۔ ورنہ مجھے مجنوں بننا پڑے گا "...... ارباب نے کہا تو لیلیٰ مسکرا دی اور پھر وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے عمران کی طرف بڑھ گئے ۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ "...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی وہ لیلیٰ کے سامنے ادب سے جھکا اور پھر ارباب کی طرف اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا ۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ تمام بلائیں دور " ۔ ربیبہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا ۔

" کمال ہے بلا اس قدر خوبصورت بھی ہوتی ہے " محمد میہ نے ارباب کے ساتھ کھڑی ہوئی لیلیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اسی کی وجہ سے تو بلائیں دور کی دعا مانگ رہا تھا ۔ پتہ ہے اس نے تمہیں دیکھتے ہی کہا کہ اس قدر وجاہت اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں مجھے مجنوں بن کر صحراؤں کی خاک نہ چھاننی پڑے "...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" صحراؤں میں خاک ہوتی ہی نہیں ہے ۔ اس لئے بے فکر رہو تمہیں چھاننے کی بھی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی ۔ ان سے ملو یہ میرے ساتھی سیکرٹری اور باڈی گارڈز ہیں جوزف اور جوانا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" عمران صاحب اس سوٹ میں آپ کی وجاہت پر خود مجھے رشک آ رہا ہے ۔ بیچاری لیلیٰ کا بھی کیا قصور ہے "...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اب یہ وجاہت کس کام کی ۔ لیلیٰ تو اپنے سارے جملہ حقوق پہلے سے ہی محفوظ کرا چکی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیلیٰ بھی بے اختیار ہنس پڑی اور پھر وہ سب اندر سٹنگ روم کی طرف بڑھ گئے ۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر عمران لیلیٰ اور ارباب تو کرسیوں پر بیٹھ گئے جب کہ جوزف اور جوانا دونوں عمران کے پیچھے اٹن شن کھڑے ہو گئے ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ارے تم بھی بیٹھ جاؤ۔یہاں میں پرنس آف ڈھمپ نہیں ہوں۔ صرف علی عمران ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف اور جوانا سے کہا اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے ساتھ ہی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"یہ ڈھمپ کونسی جگہ ہے"...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمپ کے بارے میں تو جانتی ہو گی تم"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہمپ اونچی جگہ کو کہتے ہیں"...... لیلیٰ نے جواب دیا۔

"تو یہ اس کی ہمسایہ ریاست ہے۔جب ہمپ سے کوئی ڈھلکتا ہے تو ڈھمپ پہنچ جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس پر مشروب کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھ دیا۔

"تمہاری یہ کوٹھی مجھے واقعی بے حد پسند آئی ہے۔میری طرف سے اس قدر خوبصورت کوٹھی کی مبارکباد قبول کرو۔حقیقتاً یہ خوبصورت کوٹھی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ عمران صاحب۔لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم نے یہ کوٹھی خرید لی ہے اور یہاں شفٹ ہو گئے ہیں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"الپائن کلب کی کار میں آپ یہاں شفٹ ہوئے ہیں اور کار تو ظاہر ہے کلب کا ڈرائیور ہی چلاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

رباب اور لیلیٰ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی سامنے کی بات تھی۔بہرحال بے حد شکریہ"...... لیلیٰ نے

"یہ جوانا وہی صاحب ہیں۔ماسٹر کلرز کے جوانا"...... ارباب نے انا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن اب یہ مجھے ماسٹر کہتا ہے البتہ خود کو اس نے کلر کہلانا وڑ دیا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور ارباب بے اختیار مسکرا دیا ران نے مشروب پی کر گلاس میز پر رکھا۔

"اب مبارکباد والا عمل آپ کو لوٹانا بھی ہو گا"...... عمران نے تو ارباب اور لیلیٰ چونک پڑے۔

"لوٹانا کیا مطلب"...... ارباب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مطلب ہے کہ آپ کو بھی اس عمل میں شریک ہونا ہو گا جو رے لئے مبارکباد کا باعث ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔اوہ ضرور تو کیا"...... ارباب نے چونک کر تجسس بھرے ے میں کہا۔

"دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر ایک قصبہ ہے رضا آباد۔اس کے ب صاحب کا نام بھی نواب رضا ہے۔ان کی ایک اکلوتی صاحبزادی مس گلشن جہاں۔وہاں جانا ہے تاکہ رشتے کی بات چیت ہو سکے"۔ ران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ضرور۔ضرور ہم بخوشی جائیں گے۔کب جانا ہے"۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ارباب اور لیلیٰ دونوں نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب سے دو گھنٹے بعد ۔ جوزف آکر آپ کو لے جائے گا۔ ایک مسئلہ درمیان میں پڑ گیا ہے ۔اس لئے میں اپنے انکل سیکرٹری وزا خارجہ سر سلطان کو ساتھ لے جارہا ہوں "...... عمران نے کہا۔

" کون سا مسئلہ "...... ارباب نے چونک کر پوچھا۔

" یہی ریاست ڈھمپ والا ۔ میں پہلے بطور پرنس آف ڈھمپ دکھاوے کے لئے گیا اور میں نے نواب صاحب اور ان کی صاحبزا خاصا رعب ڈال لیا ۔ میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ نواب صاحب گیا تحقیقات کرتے پھریں گے ۔ اس لئے کام چل جائے گا لیکن نواب صاحب نے باقاعدہ تحقیقات کر ڈالیں اور ظاہر ہے انہیں ڈھمپ مطلب اور اس کا محل وقوع بتانے والا کوئی نہ مل سکا۔اس لئے انہ نے اسے فراڈ سمجھا۔چنانچہ وہ اور ان کی صاحبزادی دونوں ہی ناراض گئے ۔ میں دوبارہ اصل روپ میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ گیا نواب صاحب نے تو ملنے سے انکار کر دیا اور ان کی صاحبزادی نے ا کھری سنائیں کہ پسینے آگئے اور ان کے منیجر صاحب نے دھکے مار کر دینے کی دھمکی بھی دے دی ۔ میں وہاں سے تو چلا آیا لیکن ظاہر ہے اتنے اچھے رشتے کو اتنی آسانی سے کہاں چھوڑنے والا تھا۔چنانچہ میں سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بات کی ۔ نواب رضا ان گہرے دوست ہیں ۔انہوں نے نواب رضا سے بات کی تو نواب نے مسئلہ گلشن جہاں پر چھوڑ دیا۔ سر سلطان نے گلشن جہاں سے با

ت تو اس نے بھی یہی بات کی ۔چنانچہ سر سلطان نے اسے منانے کے ئے کہہ دیا ہے کہ میں خود عمران کے ساتھ آرہا ہوں اور عمران تم سے معافی مانگے گا ۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ معافی اکیلے میں نہ مانگی جائے بلکہ ساری محفل کے سامنے ہی مانگی جائے ۔ تاکہ نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی کی انا کو مکمل تسکین مل سکے ۔ چنانچہ سر سلطان اپنے ساتھ چند آدمی لے کر جارہے ہیں ۔ میں نے سوچا کہ میرے ساتھ آپ دونوں چلیں ۔اس لئے آپ کے بارے میں الپائن کلب سے معلومات حاصل کیں اور پھر یہاں آگیا "...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ ضرور ۔ ہمیں بے حد مسرت ہوگی اور آپ کا بھی بے حد شکریہ عمران صاحب کہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا "...... ارباب نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا گلشن جہاں بے حد خوبصورت ہے "...... لیلیٰ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" خوبصورتی کا اپنا اپنا معیار ہوتا ہے ۔ جیسے اگر ارباب سے پوچھا جائے کہ خوبصورت کسے کہتے ہیں تو لامحالہ وہ لیلیٰ کا نام لے دے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کا فیصلہ تم خود کر لینا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کہوں گا تو میں وہی کچھ جو تم نے کہا ہے کیونکہ مجبوری بہرحال مجبوری ہوتی ہے "...... ارباب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا مطلب "...... لیلیٰ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ مجبوری ہے "...... ارباب نے کہا

اس بار لیلیٰ بے اختیار ہنس پڑی ۔ اسی لمحے عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ارے کیا ہوا۔ کیوں اٹھ کھڑے ہوئے آپ "...... لیلیٰ اور ارباب دونوں چونک کر کہا۔

"بس اجازت ۔ کافی کام کرنے ہیں ۔ جوزف آپ کو آ کر لے جائے گا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جوزف کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ۔ ہم خود پہنچ جائیں گے جہاں تم کہو "...... ارباب نے کہا۔

"او کے پھر البرٹ روڈ پر اوڈگا سینما کے سامنے ایک وسیع و عریض اور شاندار عمارت ہے ۔ رانا ہاؤس آپ وہاں آ جائیں ٹھیک دو گھنٹے بعد "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رانا ہاؤس "...... ارباب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں میرے ایک لارڈ دوست ہیں ۔ رانا تہور علی صندوقی ۔ بیرون ملک رہتے ہیں یہ ان کی رہائش گاہ تھی اور اب میرے پاس ہے ۔ جوزف اور جوانا وہیں رہتے ہیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ چند لمحوں بعد اس کی شاندار کار گیٹ سے باہر نکل گئی تو ارباب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس آدمی کی تو مجھے سمجھ نہیں آئی ۔ خود ایک تنگ سے فلیٹ میں

رہتا ہے اور جوزف اور جوانا کو کس بڑی عمارت میں رکھا ہوا ہے ۔ اس قدر شاندار اور قیمتی کار اس کے پاس ہے ۔ جوزف اور جوانا دونوں اس طرح مؤدب نظر آ رہے تھے جیسے اس کے زر خرید غلام ہوں ۔ کچھ عجیب پہلو دار شخصیت ہے اس کی "...... ارباب نے واپس سٹنگ روم کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے اس سارے معاملے کی ہی سمجھ نہیں آ رہی ۔ پہلی بات تو یہ کہ مجھے عمران معافی مانگنے والوں کی قبیل سے ہی نہیں لگتا ۔ دوسری بات یہ کہ معافی مانگنے کے لئے تو آدمی سوچتا ہے کہ کم سے کم افراد کے سامنے معافی مانگی جائے مگر عمران باقاعدہ محفل سجا کر معافی مانگنا چاہتا ہے "...... لیلیٰ نے جواب دیا۔

"اور خاص طور پر اس کا ہمارے پاس آنا اور ہمیں ساتھ لے جانا ۔ یہ بات بھی حلق سے نہیں اتر رہی مجھے تو اس کے پیچھے کوئی خاص چکر ہی نظر آ رہا ہے "...... ارباب نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ہے تو عجیب سی بات ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ اس نواب صاحب پر یہ رعب ڈالنا چاہتا ہو کہ ہم جیسے معزز آدمی بھی اس کے دوست ہیں "...... لیلیٰ نے جواب دیا اور ارباب بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرے ذہن میں اب ایک نیا خیال آ رہا ہے ۔ تم نے اخبارات میں پڑھ ہی لیا ہو گا کہ رضا آباد کے قریب قدیم قلعے کے نیچے سے منشیات کے کسی بہت بڑے ملکی نیٹ ورک کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہوا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور بے شمار جرائم پیشہ افراد پکڑے گئے ہیں ۔ لیکن مجھ تک معلومات پہنچی ہیں ۔ اس کے مطابق ہیڈ کوارٹر ٹریس تو بظاہر سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ نے کیا ہے لیکن عمران کو بھی اس ریڈ سے پہلے وہاں قلعے کے قریب واقع ریستوران میں دیکھا گیا ہے ۔ اس قلعے کے نیچے تہہ خانے ہیں اور اس ریستوران کے نیچے تہہ خانے میں سے ایک سرنگ ان قلعے کے نیچے ان تہہ خانوں تک بنائی گئی تھی ۔ گو وہاں سے ایک اور خفیہ راستہ بھی ملا ہے ۔ جو مخالف سمت میں جا کر کافی دور نکلتا ہے ۔ لیکن بہرحال اس ریستوران کا تعلق ان تہہ خانوں سے براہ راست ہے اور اس ہوٹل کا منیجر اور مالک اخلاق حسین وعدہ معاف گواہ بن گیا ہے ۔ اس نے یہ سارا ہیڈ کوارٹر ٹریس کرایا ہے "...... ارباب نے کہا تو لیلیٰ چونک پڑی ۔

"کیا مطلب تم کیا کہنا چاہتے ہو "...... لیلیٰ نے کہا ۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر کس کا تھا "..... ارباب نے کہا ۔

"نہیں ۔ کس کا تھا "...... لیلیٰ نے چونک کر پوچھا ۔

"نواب بہادر کا "...... ارباب نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار اچھل پڑی ۔

"اوہ ہو سکتا ہے کہ یہی نواب رضا ہی نواب بہادر ہو "...... لیلیٰ نے کہا ۔

"میرے مخبروں نے اس بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ۔ ان کے مطابق نواب رضا قطعی جرائم کی دنیا کا آدمی نہیں ہے ۔ نہ اس نے کبھی کسی جرم یا منشیات کے کاروبار میں کوئی حصہ لیا ہے اور نہ

ہی کسی منشیات میں ملوث آدمی کو اس کی رہائش گاہ پر یا رضا آباد کبھی آتے جاتے دیکھا گیا ہے ۔ اسی طرح اس کی بیٹی بھی سیدھی سادھی بہت ہی شریف اور معصوم لڑکی ہے ۔ البتہ اسے سیاحت کا شوق ضرور ہے اور وہ شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے اکثر جاتی رہتی ہے لیکن اس کے بارے میں کبھی کسی ایسی بات کا علم نہیں ہوا کہ وہ جرائم میں ملوث ہو اور نہ آج تک اسے کسی جرائم پیشہ آدمی سے ملتے یا گھٹیا درجے کے افراد کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا گیا ہے بلکہ وہ تو عام ہوٹلوں میں بھی نہیں جاتی ۔ بس سیاحت کرتی ہے یا برج محل میں رہتی ہے ۔ اس لئے یہ دونوں تو اس سیٹ اپ میں شامل نہیں ہیں "۔ ارباب نے جواب دیا ۔

"لیکن پھر عمران کیوں اس چکر میں ملوث ہو گیا ہے ۔ وہ فور سٹارز کے ساتھ مل کر نواب بہادر کے خلاف کام کر رہا تھا اور اب وہ نواب رضا کی بیٹی سے شادی کر رہا ہے اور خاص طور پر ہمیں اس دعوت میں بلانے کے لئے یہاں آیا ہے ۔ اس لئے کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی پراسراریت بہرحال موجود ہے "...... لیلیٰ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

"جو کچھ بھی ہوگا سامنے آ ہی جائے گا ۔ ابھی سے ہم کیوں فکر مند ہو جائیں "...... ارباب نے کہا اور لیلیٰ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جولیا اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم دراز ایک کتاب کے مطا
میں مصروف تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیا
چونک پڑی۔ اس نے کتاب ایک طرف رکھی اور اٹھ کر دروازے
طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے"....... اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر حسب عادت پوچھا۔

"اور کسی کی جرأت ہے کہ میرے علاوہ یہاں آئے"....... با
سے عمران کی آواز سنائی دی اور جولیا کے چہرے پر یکلخت مسرت کے رنگوں کی دھنک سی بکھر گئی۔ اس نے جلدی سے چٹخنی ہٹا کر دروا کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ عمران کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا نیا تھری پیس سوٹ تھا
اس سوٹ میں وہ واقعی بے حد وجیہہ اور باوقار لگ رہا تھا۔

"اوہ اس قدر خوبصورت سوٹ۔ کب سلوایا ہے"....... جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں پسند ہے تو تم لے لو۔ میں دوسرا سلوا لوں گا"....... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"نانسنس۔ کم از کم بات تو سوچ کر کیا کرو۔ اب یہ سوٹ میں پہنوں گی"....... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو سوچ کر بات کرے وہ نانسنس کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم نے بھی نانسنس کہنے کے بعد اپنی ہی بات پر خود بھی عمل نہیں کیا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہاری یہی باتیں تو دوسروں کو پاگل بنا دیتی ہیں۔ بہرحال آج کیسے آ ٹپکے ہو"....... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کے اس طرح اچانک آنے اور پھر اس کی وجاہت نے واقعی جولیا کے دل ودماغ پر مسرت کی آبشاریں بہا دی تھیں۔

"ایک خاص بات کرنے آیا ہوں اگر تم ٹھنڈے دل کے ساتھ سنو تو"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا بات ہے تم نے اس قدر سنجیدہ ہو کر بات کیوں کی ہے"۔ جولیا کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا تھا۔

"جولیا مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی سمجھ دار خاتون ہو۔ بس تھوڑی سی جذباتی ہو۔ لیکن اس میں بھی تمہارا قصور نہیں ہے اس لئے کہ جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاتون جذباتی نہ ہو وہ خاتون کہلانے کا حق ہی نہیں رکھتی"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ فضول تمہید مت باندھو۔ جو بات ہے کھل کر کرو میں کیا ہوں اور کیا نہیں ہوں یہ میں تم سے بہتر سمجھتی ہوں"...... جولیا نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسرت یکلخت نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔

"میں تمہیں دعوت دینے آیا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس بات کی دعوت"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"زندگی کے ایک رنگین موقع میں شرکت کی دعوت"۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ تم کھل کر بات کیوں نہیں کرتے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک قصبہ ہے رضا آباد۔ وہاں ایک نواب صاحب رہتے ہیں جو سر سلطان کے انتہائی گہرے دوست ہیں۔ ان کا نام ہے نواب رضا۔ ان کی اکلوتی بیٹی ہے گلشن جہاں۔ میں پہلے پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں وہاں بر دکھاوے کے لئے گیا تھا۔ دونوں بڑے متاثر ہوئے۔ لیکن اس نواب رضا نے تحقیقات کر ڈالی اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ڈھمپ فراڈ ہے تو وہ دونوں بگڑ گئے۔ میں دوبارہ عام روپ میں گیا تو نواب صاحب نے تو ملنے سے ہی انکار کر دیا۔ جبکہ

کہ اس گلشن جہاں نے مجھے کھری کھری سنائیں اور حویلی سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس کے منیجر اعظم نے تو دھکے مار کر نکال دینے کی بات بھی کر دی۔ میرے ساتھ فور سٹارز بھی تھے۔ چنانچہ بڑے بے آبرو ہو کر ان کی حویلی سے نکالے گئے اس پر مجھے غصہ آگیا۔ میں نے سر سلطان سے بات کی اور ان سے ضد کی کہ اب چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس گلشن جہاں سے شادی کر کے ہی رہوں گا۔ اگر اس نے میری بے عزتی کی ہے تو میں اس کا شوہر بن کر اسے دکھاؤں گا۔ چنانچہ سر سلطان نے نواب رضا سے بات کی۔ نواب رضا نے فیصلہ گلشن جہاں پر چھوڑ دیا۔ سر سلطان نے گلشن جہاں سے بات کی تو اس نے پرنس آف ڈھمپ والے فراڈ پر غصے کا اظہار کیا۔ اس پر سر سلطان نے کہہ دیا کہ عمران تم سے بھری محفل میں معافی مانگے گا۔ اس پر وہ تیار ہو گئی۔ اب سر سلطان نے مجھ سے کہا ہے کہ میں محفل کا بندوبست کر دوں اور اپنے دوستوں کو وہاں لے جاؤں اور سب کے سامنے گلشن جہاں سے معافی مانگوں۔ اس کے بعد اس محفل میں ہمارے رشتے کا اعلان بھی کر دیا جائے گا۔ اب تم خود جانتی ہو کہ میرے تو تم لوگوں کے علاوہ اور کوئی دوست ہی نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے سب کو فون کر کے رانا ہاؤس پہنچنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ سر سلطان بھی وہاں آ جائیں گے اور پھر ہم سب اکٹھے وہاں سے چل دیں گے۔ ایک اور دوست ارباب بھی ساتھ جا رہا ہے۔ اس کی بیوی لیلیٰ بھی ساتھ ہو گی۔ باقی کو تو میں نے فون کر دیا ہے۔ لیکن تمہیں لینے میں خود آیا ہوں"۔ عمران

نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور بغیر کچھ کہے تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف دوڑ گئی۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو رہی تھیں۔

"کوئی خوبصورت ساجوڑا پہن کر باہر آنا جولیا آخر تم دولہا کی طرف سے جا رہی ہو"....... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے جولیا نے ایک دھماکے سے ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کر دیا۔

"موہے پیا کی جائے گی بارات۔ آہا۔ موہے پیا کی جائے گی بارات"...... عمران نے میز پر انگلیوں سے طبلہ بجاتے ہوئے اونچی آواز میں اور لہک لہک کر گانا شروع کر دیا۔ لیکن کافی دیر تک دروازہ نہ کھلا اور نہ جولیا باہر آئی۔

"ارے محترمہ جلدی آجاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سارے باراتی اور لڑکی والے انتظار کرتے کرتے ہی سوکھ جائیں"....... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جولیا باہر آ گئی۔ اس نے لباس بدل لیا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں نہ صرف سرخ ہو رہی تھیں بلکہ سوجی ہوئی نظر آ رہی تھیں چہرے پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔

"ارے یہ کیا پھیکا پھیکا سا جوڑا پہن لیا ہے۔ کوئی خوبصورت سا لباس پہنو۔ تم نے بارات میں جانا ہے کسی جنازے میں تو شرکت نہیں کرنی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو جو میرا جی چاہے گا وہی پہنوں گی۔ چلو کہاں چلنا ہے"....... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"دیکھو جولیا میں تمہارے جذبات کو سمجھتا ہوں۔ لیکن تم خود دانا بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس گلشن جہاں نے میری بے عزتی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس سے بے عزتی کا بدلہ نہ اور کسی خاتون سے بدلہ صرف اسی طرح لیا جا سکتا ہے کہ اس کا ہر بن جایا جائے"...... عمران نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا کیونکہ یا کی آنکھوں کی سرخی اور سوجن بتا رہی تھی کہ وہ ڈریسنگ روم میں مسل روتی رہی ہے۔

میرے کوئی جذبات نہیں ہیں سمجھے اور آئندہ میرے سامنے بات کا لفظ بولے تو گولی مار دوں گی۔ باقی تم جو جی چاہے کرتے و۔ میں کون ہوتی ہوں تمہیں روکنے والی اور یہ بھی سن لو کہ میں ہرے ساتھ اس لئے جا رہی ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ مجھے ہری قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہے"....... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی بے حد سمجھدار خاتون ہو۔ ورنہ میں تو ڈر رہا تھا کہ تم بات میں آکر نجانے کتنا اودھم مچاؤ گی"....... عمران نے کرسی سے تے ہوئے کہا۔

"میں کیوں اودھم مچاؤں گی۔ میرا تم سے تعلق ہی کیا ہے"۔ جولیا بہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"آؤ"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی ف بڑھ گیا۔ جولیا ہونٹ بھینچے اس کے پیچھے چلتی ہوئی فلیٹ سے ر آئی۔ اس نے فلیٹ کو لاک کیا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے سڑک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر آئی جہاں عمران کی نئے ماڈل کی اور انتہائی قیمتی کار موجود تھی
عمران نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"نہیں میں عقبی سیٹ پر بیٹھوں گی"..... جولیا نے کہا اور سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ عمران نے دروازہ بند کیا گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"تم ناراض تو نہیں ہو جولیا۔ دیکھو....." عمران نے بات شروع

"شٹ اپ خاموش بیٹھو۔ میرے پاس تمہاری فضول باتیں کا وقت نہیں ہے"..... جولیا نے غصے سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں اور عمران نے اس طرح کندھے سکیڑے جیسے جولیا کی دھاڑ سے کا ہو۔

"تمہارے پرس میں ہر وقت تو ریوالور نہیں رہتا۔ پھر اب کیا ہے"..... اچانک عمران نے کہا۔ اس نے جولیا کے پرس کے مخصوص ابھار سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اس میں بھاری ریوالور موجود ہے۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے" جولیا نے اسی طرح پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں واقعی سب ممبرز موجود تھے۔ لیکن جولیا یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ سب ہی میک اپ میں تھے۔

"یہ۔ یہ تم سب میک اپ میں کیوں ہو"..... جولیا نے چونک کر

پوچھا۔

"عمران صاحب نے اپنے دو اجنبی میاں بیوی دوستوں کو بلایا ہوا ہے اور پھر سر سلطان بھی آنے والے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہمیں اصل شکلوں میں نہیں ہونا چاہئے۔ میری تجویز کی سب نے تائید کی ہے۔ اس لئے ہم سب نے یہیں میک اپ کیا ہے"..... صفدر نے کہا۔

"اوہ واقعی تم نے درست سوچا ہے۔ پھر میں بھی میک اپ کر لوں"..... جولیا نے کہا۔

"ہاں آپ بھی میک اپ کر لیں تو بہتر ہے"..... صفدر نے جواب دیا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس طرف کو چل پڑی جہاں میک اپ روم تھا۔ عمران جولیا کو وہاں چھوڑ کر نجانے کہاں چلا گیا تھا۔

"جولیا روتی رہی ہے"..... کیپٹن شکیل نے ساتھ کھڑے ہوئے نعمانی سے کہا۔

"ظاہر ہے۔ عمران صاحب نے جب اسے بتایا ہو گا کہ وہ شادی کے لئے جا رہا ہے تو اس نے تو رونا ہی تھا۔ مجھے تو سرے سے توقع ہی نہ تھی کہ جولیا ساتھ بھی جائے گی"..... نعمانی نے جواب دیا۔

"ویسے عمران صاحب نے کی تو زیادتی ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"زیادتی کیسی۔ سب کو علم تھا کہ عمران جولیا کو بے وقوف بنا رہا ہے۔ آخر ایک روز تو ایسا ہونا ہی تھا"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات تھے اور وہ واقعی خوب بن سنور کر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس نے میک اپ کر لیا تھا۔ گو اس میک اپ میں بھی وہ سوئس ہی تھی لیکن چہرے کے خدوخال خاصے بدل گئے تھے۔ اسی لمحے جوزف ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر مشروبات موجود تھے۔ اس نے خاموشی سے مشروبات کی بوتلیں باری باری سب کے ہاتھوں میں دے دیں۔

"عمران بتا رہا تھا کہ پہلے جب وہ اس نواب رضا کے پاس گیا تھا تو اس کے ساتھ فور سٹارز کے ممبر بھی تھے۔ کون کون ساتھ گیا تھا۔" جولیا نے صدیقی اور نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلی بار میں اور خاور ساتھ گئے تھے۔ دوسری بار ہمارے ساتھ صدیقی اور نعمانی بھی تھے"...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس گلشن جہاں کو دیکھا تھا"...... جولیا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں دونوں بار"...... چوہان نے جواب دیا۔

"کیسی ہے وہ"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"بس ویسی ہے جیسی نواب زادیاں ہوتی ہیں"...... چوہان نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس یہی تو اصل صفت ہے اس میں کہ وہ نواب زادی ہے۔ اسی لئے تو عمران صاحب اس پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ وہ خود بھی تو اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں نواب زادیوں کی کون سی کمی ہے اور بے شمار نواب زادیاں ہوں گی۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر عمران کو اس لڑکی میں ایسی کون سی چیز نظر آئی ہے کہ وہ اس حد تک چلا گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ عمران صرف اس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ مجھے چوہان نے بتایا ہے کہ دوسری بار اس لڑکی نے عمران کو وہ سنائی تھیں کہ جسے کوئی بھی شریف آدمی برداشت نہیں کر سکتا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن بے عزتی کا بدلہ لینے کا یہی طریقہ ہے کہ اس سے بھری محفل میں معافی مانگی جائے اور پھر اس سے شادی کی جائے"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ عمران اس سے معافی مانگے گا وہ اس قبیل کا آدمی ہی نہیں ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران نے اس لئے سب کو اکٹھا کیا ہے کہ گلشن جہاں اتنے آدمیوں کو دیکھ کر معافی کی بات چھوڑ دے اور شادی پر تیار ہو جائے"...... اچانک تنویر نے کہا۔

"بالکل۔ بالکل تنویر کی بات درست ہے"...... جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن مس جولیا کم از کم آپ کو تو اس محفل میں نہیں ہونا چاہئے تھا"...... تنویر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیوں ۔ وجہ ۔ کیوں نہیں ہونا چاہیئے تھا"...... جولیا تنویر پر برس پڑی۔

"مم ۔ مم ۔ میرا مطلب تھا کہ"...... تنویر جولیا کے اس سوال اس انداز پر بے اختیار بوکھلا سا گیا تھا۔

"تمہارا جو بھی مطلب ہو ۔ یہ بات سن لو کہ میرا عمران سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ نہ جذباتی ۔ نہ قلبی ۔ نہ ذہنی ۔ میں تو صرف اس لئے ساتھ جا رہی ہوں تاکہ کوئی اس وجہ سے کسی غلط فہمی میں نہ پڑ جائے"...... جولیا نے خشک لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا ۔ اسی لمحے کار پورچ میں آکر رکی اور اجنبی افراد کی باتوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے ۔ چند لمحوں بعد عمران کے ساتھ ایک نوجوان اور ایک موٹی اور چھوٹے قد کی خاتون اندر داخل ہوئی۔

"یہ میرے نئے دوست ہیں ارباب اور یہ ان کی اکلوتی نصف بہتر اور میری چھوٹی بہن لیلیٰ ارباب اور یہ میرے دوست ہیں ۔ یہ ہیں مس جولیانا فٹزواٹر"...... عمران نے سب کا تعارف اصل ناموں سے ہی کرا دیا تھا اور پھر جولیا اور لیلیٰ نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جب کہ ارباب نے باری باری سب سے مصافحہ کیا۔

"ارباب صاحب کا شغل کیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنی بیگم کے ناز نخرے اٹھانا اور جرائم کی دنیا میں معلومات کی

درآمد برآمد ۔ یہ بھی بتا دوں کہ ارباب کا یہی کاروبار پہلے ایکریمیا میں تھا اور وہاں یہ بے حد کامیاب تھے کہ اچانک لیلیٰ صاحبہ نے ان سے شادی کر کے انہیں اپنے کنٹرول میں کیا اور پھر انہیں نکیل ڈال کر واپس پاکیشیا لے آئیں ۔ پہلے یہ الپائن کلب میں رہ رہے تھے ۔ اب انہوں نے ذیشان کالونی میں ایک انتہائی خوبصورت اور دلکش کوٹھی خرید لی ہے اور ارباب صاحب یہ میرے سب دوست بے فکرے ہیں ۔ مس جولیا یہاں پاکیشیا سیاحت کے لئے آئی تھیں ۔ لیکن یہ ملک انہیں اس قدر پسند آیا کہ انہوں نے یہاں کی شہریت اختیار کر لی ۔ سوئٹزرلینڈ کی مختلف کمپنیوں میں ان کے حصے ہیں ۔ وہاں سے اتنی رقم انہیں یہاں بیٹھے بٹھائے موصول ہو جاتی ہے کہ محترمہ کا گزارہ ہو جاتا ہے ۔ باقی سب لوگ بھی بظاہر تو کوئی دھندہ نہیں کرتے لیکن رہتے ٹھاٹ سے ہیں ۔ بس کبھی غیر ممالک کا ٹور کر لیتے ہیں اور وہاں کے گیم کلب ان کی اصل شکار گاہیں ہیں"...... عمران نے مزید تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کیا کرتے ہیں"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مس جولیانا فٹزواٹر کی جھاڑیں کھاتا رہتا ہوں اور اپنے باورچی آغا سلیمان پاشا کی تنخواہوں کے بل کی ادائیگی کے لئے بھاگ دوڑ کرتا رہتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو سنا ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اور اگر آپ سب لوگ ناراض نہ ہوں تو میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں کہ آپ سب کا تعلق بھی یقیناً سیکرٹ سروس سے ہی ہو گا"۔ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ یہ اچھی "سیکرٹ" سروس ہے کہ تم نے ایک لمحے میں انہیں پہچان لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو میرا دعویٰ درست نکلا ناں۔ مجھے تو واقعی ان سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے"...... لیلیٰ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اتنا تو معلوم ہو گا مسز لیلیٰ ارباب کہ سیکرٹ سروس ملک کا ایسا ادارہ ہوتا ہے کہ جس میں کسی غیر ملکی کو کوئی جگہ نہیں دی جا سکتی جب کہ مس جولیانا فٹزواٹر سوئس ہیں"...... اچانک صفدر نے کہا تو لیلیٰ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ مگر۔ مگر"...... لیلیٰ واقعی بری طرح بوکھلا گئی تھی اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"لیکن مس جولیا اب تو پاکیشیائی شہری ہیں"...... ارباب نے اپنی بیوی کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے فور سٹارز کا نام تو سنا ہے اور تم اسے تلاش بھی کرتے رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیلیٰ اور ارباب دونوں ہی چونک پڑے۔

"ہاں۔ ہاں۔ تو کیا۔ مگر وہ تو سنا ہے چار افراد کا گروپ ہے جب کہ"...... ارباب نے حیران ہو کر کہا۔

"چار چار کے دو گروپ بھی تو ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو

ارباب اور لیلیٰ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔

"اچھا۔ لیکن۔ ان کے متعلق بھی یہی سننے میں آیا ہے کہ ان کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے"...... ارباب نے کہا۔

"اسی لئے لیلیٰ تمہیں ایکریمیا سے یہاں لے آئی ہے۔ اگر تمہارے مخبری کے دھندے کا یہی عالم ہے تو پھر واقعی تم ایکریمیا میں جوتیاں چٹخاتے ہی نظر آتے۔ یہ سب لوگ سٹار فورس کے ممبر ہیں۔ سیکرٹ سروس کے نہیں۔ سٹار فورس بھی سیکرٹ سروس کی طرح انتہائی بااختیار ہوتی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ سیکرٹ سروس بیرون ملک کام کرتی ہے جب کہ سٹار فورس اندرون ملک سٹار فورس تو جنرل نام ہے جب کہ اس میں کئی گروپ ہیں۔ جو کہلاتے فور سٹارز ہی ہیں لیکن ان کا دائرہ کار الگ الگ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے"...... ارباب نے جواب دیا۔

"لیکن ایک بات بتا دوں ارباب کہ اگر تم نے ان معلومات کو بھی کاروبار میں استعمال کیا تو پھر لیلیٰ بیچاری کو قوالیاں اور عرس ہی کرانے پڑیں گے باقی عمر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب آپ نے جس طرح ہم دونوں پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے سامنے کاروبار کوئی حیثیت نہیں رکھتا"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے...... تم لوگ گپیں ہانکو میں ذرا سر سلطان کو فون کر لوں تاکہ وہ آئے تو بارات کی روانگی کا انتظام کیا جاسکے"...... عمران نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ارباب صاحب آپ نے یہ مخبری کا دھندہ کب سے شروع کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"بڑے طویل عرصے سے۔ کیوں"...... ارباب نے چونک کر پوچھا۔

"معاف کیجئے گا کیا یہ دھندہ خود جرائم کے زمرے میں نہیں آتا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں ہم اس قسم کی مخبری نہیں کرتے جس سے ملک وقوم کو نقصان پہنچے باقی ہم خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ بدمعاشوں اور غنڈوں سے خواہ مخواہ لڑتے پھریں۔ یہ کام حکومت اور اس کی ایجنسیوں کا ہے کہ وہ ان کا خاتمہ کریں"...... ارباب نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سماج دشمن عناصر میں ہر وہ عنصر آجاتا ہے جو ایسے عناصر کی کسی بھی سطح پر امداد کرے"...... اچانک تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر ارباب اور ان کی مسز مہمان ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ایم سوری"...... تنویر نے شاید جولیا کی وجہ سے فوراً ہی معذرت کر لی تھی۔

"کوئی بات نہیں جناب ہم ایسی باتوں کے عادی ہیں۔ بہرحال آپ حضرات سے مل کر ہمیں بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ خاص طور پر آپ کی اس وسعت قلبی نے مجھے ذاتی طور پر بے حد متاثر کیا ہے"۔

ارباب نے کہا اور ساتھ ہی اس نے تنویر کی تعریف بھی کر دی تھی۔ ادھر جولیا اور لیلیٰ دونوں ان سے علیحدہ جا کر بیٹھ گئی تھیں اور ان کے درمیان خوب باتیں ہو رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی آمد ہو گئی۔ عمران نے سر سلطان کا تعارف بطور سیکرٹری وزارت خارجہ اور اپنے انکل کے کرایا اور لیلیٰ سمیت سب کا تعارف صرف اپنے دوست کہہ کر کرادیا۔

"تم نے تو باقاعدہ بارات کا انتظام کر لیا ہے عمران"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ موقعے روز روز تو نہیں آتے سر سلطان۔ آپ بھی تو بارات لے کر ہی گئے ہوں گے۔ یا اکیلے ہی جا پہنچے تھے"...... عمران نے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے آج ہی شادی کر کے محترمہ کو بھی ساتھ لے کر آؤ گے"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں محترمہ کچے دھاگے سے نہیں بلکہ پکے دھاگے سے بندھ کر آئیں گی"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سب سے چلنے کا کہہ دیا۔ جولیا خاموش کھڑی ہونٹ چبا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات ہی بتا رہے تھے کہ عمران اور سر سلطان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے اس کے دل پر زخم سے پڑتے چلے جا رہے ہیں۔

"کیا بات ہے جولیا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے"...... اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ کھڑی ہوئی لیلیٰ نے حیران ہو کر جولیا سے کہا تو جولیا چونک پڑی

"ہاں ٹھیک ہوں۔ آؤ"...... جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب چار کاروں پر سوار رانا ہاؤس سے نکلے اور رضا آباد کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سر سلطان نے البتہ روانگی سے پہلے رانا ہاؤس سے فون کر کے نواب صاحب سے بات کر لی تھی اور انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ عمران اپنے ساتھ چند دوستوں کو بھی لے کر آ رہا ہے تاکہ گلشن سے بھری محفل میں معافی مانگ سکے۔ سب سے آگے پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر سر سلطان اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ جوانا کے پاس تھی۔ سائیڈ سیٹ پر ارباب بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر جولیا اور لیلیٰ بیٹھی ہوئی تھیں۔ تیسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا۔ سائیڈ سیٹ پر چوہان اور عقبی سیٹ پر نعمانی اور خاور موجود تھے اور آخری چوتھی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ اس طرح واقعی ان کاروں نے بارات کا ہی سماں سا پیدا کر دیا تھا۔

"تم نے سارے لوگوں کو کیوں اکٹھا کر لیا ہے۔ کیا ضرورت تھی ان کی"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوائے دو کے باقی سب سٹار فورس کے رکن ہیں اور سٹار کا کام ہے چمکنا۔ جب کہ برج محل میں روشنی بڑی کم سی ہوتی ہے۔ پرانے

نے کے لیمپ جلائے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آٹھ سٹار ں پہنچ جائیں گے تو روشنی ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے یاد آیا میں نے تم سے بات بھی کرنی تھی۔ سٹار فورس کا سرکاری طور پر نوٹیفکیشن تو جاری ہو گیا ہے۔ بلکہ تمہارے کہنے پر صدر مملکت نے سٹار فورس کے ہر ممبر کو ریڈ اتھارٹی کارڈ بھی جاری کر دیا ہے۔ لیکن یہ لوگ کریں گے کیا۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں سیکرٹ سروس کی کارکردگی پر اثر نہ پڑ جائے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ صدیقی اور دوسرے ساتھیوں نے جو کثر باہر نہیں جایا کرتے۔ ملک و قوم کی خدمت کی خاطر یہ پلان بنایا کہ وہ ایک پرائیویٹ گروپ کے طور پر ملک کے اندر سماج دشمن عناصر کے خلاف کام کریں۔ وہ کام کرتے رہے مجھے اس کا علم نہ ہو سکا پھر اچانک مجھے اس کا علم ہوا۔ میرے پاس بھی ان دنوں کوئی کام نہ تھا اس لئے میں بھی شغل کے طور پر ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ لیکن پ یقین کریں کہ جب میں نے ان کے ساتھ شامل ہو کر کام شروع کیا تو میری آنکھیں محاورتاً نہیں حقیقتاً پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ہم لوگ ملک کی سلامتی اور اس کے تحفظ کی خاطر بیرون ملک کام کرتے رہتے ہیں لیکن یہاں اندرون ملک تو سماج دشمن عناصر نے پورے ملک کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ انٹیلی جنس صرف سیاسی اور عام سطحی کام کرتی ہے۔ جب کہ پولیس عام جرائم کے خلاف کام کرتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہتی ہے۔ باقی جو ایجنسیاں ہیں ان میں رشوت کی اس قدر دیا[illegible] چکی ہے کہ پورے ملک میں جرائم پیشہ لوگ دندناتے پھر رہے [illegible] منشیات کا سرطان پورے ملک کی رگوں میں پھیل چکا ہے۔ اس [illegible] علاوہ اور بے شمار جرائم ہیں۔ لوگوں کی جان ومال اور عزت یکسر [illegible] نہیں رہی۔ حشرات الارض کی طرح ہر جگہ جرائم پیشہ افراد [illegible] ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ ہمیں ملکی سطح پر [illegible] اسی طرح جدوجہد کرنی چاہیئے جس طرح ہم بیرون ملک کرتے [illegible] لیکن اس کے لئے قانونی تحفظ کا ہونا ضروری تھا کیونکہ اس جرائم [illegible] چکر میں اب بڑے بڑے نامی گرامی افراد بھی شامل ہو چکے ہیں اور [illegible] آدمی بھی ان پر ہاتھ نہیں ڈالتا اور پرائیویٹ گروپ یہ کام کر نہیں [illegible] سیکرٹ سروس بدستور کام کرتی رہے گی۔ جو لوگ یہاں رہیں گے [illegible] سٹار فورس کے طور پر کام کریں گے۔ ایک لحاظ سے یہ سیکنڈ کینگر[illegible] کام ہوگا"...... عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"تم درست کہہ رہے ہو۔ دراصل ہم لوگ جس سطح پر ہیں [illegible] تک اول تو کوئی شکایت ہی نہیں پہنچتی اور اگر پہنچ بھی جائے تو ہم [illegible] براہ راست کچھ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ہم متعلقہ محکمہ کے [illegible] کو اسے بھجوا کر دیتے ہیں۔ یہ تم نے اچھا کیا ہے۔ صدر مملکت [illegible] جب میں نے اس آئیڈیے پر بات کی تو انہوں نے بھی اسے بے حد [illegible] تھا"...... سر سلطان نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے اخبارات میں منشیات کے ملکی نیٹ ورک کے کچھ[illegible]

[illegible]نے کی تفصیلات تو پڑھی ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اور حقیقت یہ ہے کہ اس نیٹ ورک کی تفصیلات پڑھ کر [illegible] بے حد پریشان ہوا تھا کہ اس قدر وسیع منظم نیٹ ورک یہاں کام [illegible] رہا تھا"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"آپ نے یہ بھی پڑھا ہو گا کہ اس نیٹ ورک کا سرغنہ بیرون ملک [illegible] ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اوہ۔ کہیں یہ تمہاری کارروائی تو نہیں۔ اوہ واقعی ایسا ہی ہو [illegible]۔ تم نے فیاض کو آگے کر دیا ہو گا"...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے [illegible]ا۔

"یہ میرا نہیں۔ فور سٹارز کا کام ہے۔ لیکن چونکہ فور سٹارز سامنے [illegible]یں آ سکتے اس لئے چاندی فیاض کی ہو گئی"...... عمران نے [illegible]سکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات [illegible]ں سر ہلا دیا۔

"میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ اس نیٹ ورک کا سرغنہ نواب [illegible]ہادر کہلاتا ہے اور یہ ہیڈ کوارٹر بھی رضا آباد کے قریب قلعے کے نیچے [illegible]ے پکڑا گیا ہے۔ جب کہ نواب رضا کے بڑے بھائی کا نام بھی نواب [illegible]در ہی تھا لیکن وہ تو وفات پا گیا ہے اور اس کی بیوہ بھی واپس ایکریمیا [illegible]، گئی تھی۔ پھر یہ نواب بہادر کون ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"یہ نواب بہادر کوئی مرد نہیں ہے۔ ایک عورت ہے۔ لیکن وہ [illegible]دانہ آواز میں بولتی ہے اور مردانہ نام ہی استعمال کرتی ہے اس کا نام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مادام زگابی ہے اور نواب بہادر کی افریقی بیوی کا نام بھی مادام زگابی تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ تمہارا مطلب ہے کہ نواب بہادر کی بیوی نے واپس آکر یہ نیٹ ورک قائم کیا تھا"...... سرسلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ مادام زگابی ایکر میں وفات پا چکی ہے۔ اسے یرقان ہو گیا تھا اور وہ ایک بہت بڑے ہسپتال میں دو ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد مری ہے۔ یہ کوئی خاتون ہے۔ جس نے اپنا نام بھی مادام زگابی رکھ لیا ہے اور نواب بہادر کے نام سے یہ ہولناک اور مکروہ بزنس کرتی رہی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اسے پکڑا جانا چاہئے۔ اگر وہ نہ پکڑی گئی تو وہ دوسرا نیٹ ورک لے گی"...... سرسلطان نے کہا۔

"فیاض بیرون ملک کوشش کر رہا ہے اور میں اور فورسٹ اندرون ملک کوشش کر رہے ہیں۔ کب تک چھپے گی۔ جرم آخر جرم ہی ہوتا ہے۔ وہ تو ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ بیرون ملک نہیں گئی اندرون ملک کسی جگہ چھپی ہوئی ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"پہلے میرا خیال تھا لیکن اب یقین ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس کے خلاف ثبوت حاصل کرنا بے حد مشکل ہو رہا ہے۔ بہرحال

کوشش ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا اور سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ دو اجنبی چہرے نظر آئے ہیں مجھے۔ کیا نام بتایا تھا ارباب اور اس کی بیوی یہ کون ہیں۔ باقیوں کے متعلق تو تم نے خود بتایا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ اور میک اپ میں ہیں"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک سرسلطان نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"میں نے سوچا ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس کل کو سازش کرے اور اس بات سے مکر جائے کہ گلشن جہاں نے واقعی ہاں کر دی ہے۔ اس لئے کم از کم دو ایسے گواہ تو ہوں جو غیر جانبدار ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مطلب ہے تم بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے ہو گی تمہاری کوئی مصلحت"...... سرسلطان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ آپ سے اگر میں نے کچھ چھپانا ہوتا تو آپ کو ساتھ ہی کیوں لے جاتا۔ ویسے یہ واقعی گواہ ہی ہیں"۔ عمران نے کہا اور سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن کوئی جواب نہ دیا

برج محل میں سرسلطان عمران اور اس کے ساتھیوں کا بڑے شاندار انداز میں استقبال کیا گیا۔ استقبال کرنے والوں میں نواب ضیا اور گلشن جہاں خود پورچ میں موجود تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ برج محل کا دوسرا عملہ بھی تھا۔ گلشن جہاں نے سادہ سا لباس پہن رکھا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ انہیں ایک بڑے میں لا کر بٹھایا گیا۔

"سر سلطان آپ پلیز پہلے میری بات سن لیں"...... نواب رضا نے سر سلطان سے کہا اور پھر وہ دوسرے مہمانوں سے معذرت کر کے سر سلطان کو لے کر علیحدہ کمرے میں چلے گئے۔ سب کی نظریں گلشن جہاں پر جمی ہوئی تھیں۔ جب کہ جولیا تو اسے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اسے کچا ہی چبا جائے گی۔ لیکن گلشن جہاں ان کی نظروں کا کوئی نوٹس نہ لے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد سر سلطان واپس آ گئے۔ ان کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"عمران میرے ساتھ آؤ"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور عمران کو لے کر اسی کمرے میں چلے گئے جب کہ نواب رضا اب واپس آ کر گلشن جہاں کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔ ملازموں نے مہمانوں کو مشروبات سرو کرنے شروع کر دیئے تھے۔

"نواب رضا نے بتایا ہے کہ گلشن جہاں نے شادی کے لئے ہاں کر دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اب تمہاری طرف سے معافی وغیرہ مانگنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اس موقع کو باقاعدہ منگنی کا فنکشن بنا دیا جائے اور تم گلشن جہاں کو منگنی کی انگوٹھی پہنا دو۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ ہم انگوٹھی تو ساتھ نہیں لے آئے تو انہوں نے کہا ہے کہ انگوٹھی بازار سے منگوائی جا سکتی ہے۔ لیکن اب مسئلہ ہے بغیر تمہارے ڈیڈی اور تمہاری اماں بی کے مشورے سے اتنا

فنکشن میں اکیلے کیسے کر دوں"...... سر سلطان نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال صرف بات چیت ہو جائے تو کافی ہے۔ انگوٹھی کے لئے بر کوئی بڑا فنکشن کر لیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی نواب رضا کو یہی جواب دیا ہے۔ میں صرف تمہارا شورہ چاہتا تھا"...... سر سلطان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر دیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر واپس ہال میں پہنچ گئے۔ سر سلطان تو نواب رضا کے ساتھ بیٹھ گئے جب کہ عمران صفدر کے ساتھ وجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ملازموں نے اسے بھی مشروب لا کر دے دیا۔

"میرا خیال ہے میں تعارف کرا دوں"...... اچانک عمران نے ٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تعارف ہو گیا ہے۔ سر سلطان نے بتا دیا ہے کہ یہ آپ کے دوست ہیں اور ہمارے لئے اتنا ہی تعارف کافی ہے"...... نواب رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے دوستوں کی بات نہیں کر رہا تھا۔ آپ کا اور آپ کی صاحبزادی کے تعارف کی بات کر رہا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب میرا اور گلشن کا تعارف۔ کس قسم کا تعارف۔ اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب ہے موجودہ فنکشن کے بارے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تفصیلات کا ہے تو بہتر ہے کہ سر سلطان اس بارے میں بتا دیں"۔ نواب رضا نے کہا تو سر سلطان اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ایک منٹ سر سلطان۔ آپ تشریف رکھیں"...... اچانک عمران نے کہا تو سر سلطان نواب رضا اور گلشن جہاں کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی چونک کر عمران کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب"...... سر سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے مس گلشن جہاں کو اس بات کی وضاحت کرنی پڑے گی کہ ان کا کوئی تعلق منشیات کے اس مکروہ دھندے سے نہیں ہے جس نے ملک کے لاکھوں کروڑوں گھرانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے"۔ عمران نے کہا تو جیسے ہال میں کوئی بم گر پڑا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں یہ سب کہنے کی جرأت کیسے ہوئی"...... نواب رضا نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔ جب کہ گلشن جہاں کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خفت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"آپ خاموش بیٹھے رہیں نواب رضا۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا اس سارے نیٹ ورک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو آپ کے بڑے بھائی نواب بہادر کے نام پر یہاں چلایا جاتا رہا ہے۔ ورنہ اب تک آپ جیل بھی پہنچ چکے ہوتے۔ میں گلشن جہاں سے پوچھ رہا ہوں"...... عمران نے اس سے بھی زیادہ گرج دار لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا کیا تعلق۔ میں تو۔ میں نے تو کبھی منشیات کے

بارے میں سوچا تک نہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... گلشن جہاں نے انتہائی معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران کیا تم ہمیں یہاں اس طرح ذلیل کرنے کے لئے لے آئے ہو۔ گلشن جہاں ایک معصوم، شریف اور سیدھی سادھی لڑکی ہے اور تم اس پر اتنا بڑا الزام لگا رہے ہو"...... اچانک سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا کیا ثبوت ہے آپ کے پاس عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ کسی شریف اور معزز لڑکی پر اتنا بھیانک الزام نہیں لگا سکتے"۔ اچانک ارباب نے اٹھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ثبوت ابھی سامنے آ جائے گا۔ اس لئے میں تمہیں اور تمہاری بیوی کو ساتھ لے آیا ہوں تاکہ تمہارے سامنے پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ ہو جائے"...... عمران نے مڑ کر ارباب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ثبوت ہے"...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم گرین کارڈ کے چیف ہو۔ تمہارا کام مخبری ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جب تم سے پہلی بار نواب بہادر نے رابطہ قائم کیا تھا۔ تو تم نے اس بارے میں تفصیلی انکوائری کرائی تھی۔ میرا مطلب ہے نواب بہادر کے بارے میں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نے کرائی تھی انکوائری لیکن میری یہ انکوائری ناکام رہی تھی۔ میں نواب بہادر کی شخصیت تک نہ پہنچ سکا تھا"...... ارباب نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"لیکن تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ نواب بہادر کی شخصیت فرضی ہے۔اصل میں یہ کوئی عورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اتنا تو معلوم ہو گیا تھا۔مادام زگابی کا نام سامنے آیا تھا لیکن مادام زگابی تو ایکریمیا میں فوت ہو چکی ہے۔میں اس کے جنازے میں خود شامل تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا۔لیکن تمہیں ان سب باتوں کا کیسے علم ہو گیا ہے"...... ارباب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا منشیات کے سلسلے میں سب سے بڑا مخبر بوڑھا مارٹن تھا۔جو اب فوت ہو چکا ہے۔وہی تھا ناں تمہارا مخبر"...... عمران نے کہا۔

"ہاں میں نے اس کے ذمے یہ انکوائری لگائی تھی"......... ارباب نے مزید حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے مارٹن سے پوچھا تھا کہ اس نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی"...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ضرورت تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوزف کی طرف مڑا اور اس نے سر سے اشارہ کیا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر اس کرسی کے عقب میں پہنچا جس پر گلشن جہاں بیٹھی ہوئی تھی۔پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا جوزف اس طرح گلشن جہاں پر جھپٹ پڑا۔جیسے کوئی عقاب چڑیا پر جھپٹتا ہے اور دوسرے لمحے کمرہ گلشن جہاں کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

جوزف نے اسے گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھا کر نیچے قالین پر پٹخ دیا تھا اور گلشن جہاں نیچے گرنے کے بعد حرکت ہی نہ کر سکی وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"یہ۔یہ کیا ہے۔یہ یہ۔سر سلطان۔یہ کیا ہے۔یہ میری بیٹی۔یہ"...... نواب رضا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے رک رک کر کہا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار ہو کر نیچے قالین پر گرے اور پھر ان کے ہاتھ پیر ساکت ہو گئے وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

"عمران۔تم نے یہ کیا کر دیا ہے"...... سر سلطان نے بھی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہیں سر سلطان۔یہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے یا جو کچھ بھی ہو گا۔قانون کے مطابق ہو گا"........ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور سر سلطان ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے۔

"جوانا جاؤ اور اصل گلشن جہاں کو لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اصل گلشن جہاں"......... ارباب۔لیلیٰ۔جولیا اور سب لوگوں نے بے اختیار یک زبان ہو کر کہا۔ان سب کے چہروں پر شدید حیرت نمایاں تھی۔سر سلطان بھی حیرت سے منہ پھاڑے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"صفدر نواب رضا کو ہوش میں لے آؤ تا کہ انہیں ان کی معصوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹی سے ملوا دیا جائے"...... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر تیزی سے اٹھ کر فرش پر گرے ہوئے نواب رضا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر نواب رضا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد جب ان کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو وہ ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد نواب رضا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھے۔

"مم۔ مم۔ میری بیٹی"...... نواب رضا اٹھتے ہی بے تابانہ انداز میں قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی گلشن جہاں کی طرف لپکے۔

"یہ گلشن جہاں نہیں ہے نواب رضا۔ یہ نقلی گلشن جہاں ہے۔ آپ کی بیٹی اصل گلشن جہاں ابھی آ جائے گی۔ آپ اطمینان سے بیٹھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلشن جہاں کی طرف بڑھتے ہوئے نواب رضا ایک جھٹکے سے رکے اور ان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا مطلب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی تو میری بیٹی ہے"۔ نواب رضا نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نواب رضا اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اگر عمران اسے نقلی کہہ رہا ہے تو یہ نقلی ہی ہو گی۔ اس کا آدمی اصل گلشن جہاں کو لینے گیا ہوا ہے۔ وہ ابھی آ جائے گی"...... سر سلطان نے نواب رضا سے مخاطب ہو کر کہا اور نواب رضا حیرت سے بت بنے پہلے چند لمحوں تک تو قالین پر بے ہوش پڑی گلشن جہاں کو دیکھتے رہے پھر وہ آہستہ آہستہ مڑے اور اپنی

کرسی پر بیٹھ گئے۔

"جوزف گلشن جہاں کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دو اور اسے کرسی پر بٹھا کر ہوش میں لے آؤ۔ بہرحال یہ لڑکی ہے اور اس کا اس طرح یہاں پڑے رہنا مناسب نہیں ہے"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"ٹھہرو یہ کام میں کروں گی"...... یکلخت جولیا نے کرسی سے اٹھ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف کے ہاتھ سے ہتھکڑی لے کر پہلے گلشن جہاں کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی اور پھر اسے اٹھا کر اس نے کرسی پر ڈالا اور ایک ہاتھ اس کے سر اور دوسرا کندھے پر رکھ کر اس نے اس کے سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور پھر دونوں ہاتھ اس کے ناک اور منہ پر رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی گلشن جہاں کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی تھوڑی دیر بعد گلشن جہاں نے چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں اور اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دونوں بازو عقب میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ واپس کرسی پر گر گئی۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... گلشن جہاں نے یکلخت نواب رضا کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"خاموش بیٹھی رہو۔ ورنہ ایک لمحے میں تمہاری گردن بھی توڑی جا سکتی ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ہال کا دروازہ کھلا اور جوانا اندر داخل ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے کاندھے پر ایک عورت تھی جو بے ہوش تھی۔

"اسے کرسی پر بٹھاؤ اور ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے کاندھے پر لدی ہوئی لڑکی کو ایک خالی کرسی پر بٹھایا اور پھر اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ وہ واقعی گلشن جہاں ہی لگ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد جب گلشن جہاں کو ہوش آیا تو وہ بے اختیار چیختی ہوئی اٹھی اور جا کر نواب رضا سے لپٹ گئی۔

"ڈیڈی ڈیڈی"...... گلشن جہاں نے روتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم میری بچی۔ یہ سب کیا ہے۔ تم گلشن ہو تو یہ کون ہے"...... نواب رضا کے منہ سے حیرت کے مارے لفظ تک نہ نکل پا رہا تھا۔

"یہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کون ہے"...... گلشن جہاں نے تیزی سے مڑ کر پہلے سے کرسی پر بیٹھی ہوئی گلشن جہاں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو۔ تم نقلی گلشن جہاں ہو۔ ڈیڈی پلیز یہ سازش ہے۔ یہ لڑکی نجانے کون ہے جسے یہ گلشن بنا کر آپ کے سامنے لا رہے ہیں"...... کرسی پر بیٹھی ہوئی گلشن جہاں نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ڈیڈی یہ کوئی نقلی گلشن ہے۔ مجھے تو قلعہ کے اندر ایک کمرے میں قید کر دیا گیا تھا"...... بعد میں آنے والی گلشن جہاں نے کہا۔

"جوانا نقلی گلشن جہاں کی اصل شکل سامنے لے آؤ۔ تاکہ فیصلہ ہو سکے کہ کون اصل ہے اور کون نقل"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بہتر تو یہی ہے کہ جو نقلی گلشن جہاں ہے وہ خود ہی اعتراف کر لے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اصلی گلشن جہاں ہوں۔ تم جس طرح جی چاہے چیکنگ کر لو لیکن تمہاری سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی"...... پہلی گلشن جہاں نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ جب کہ بعد میں آنے والی خاموش بیٹھی ہونٹ چباتی رہی۔

"تمہاری مرضی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد جوانا واپس ہال میں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تولیہ تھا۔ وہ پہلے والی گلشن جہاں کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کا سر اور کاندھے قابو میں کرو جوزف"...... جوانا نے جوزف سے کہا اور جوزف نے ایک ہاتھ اس گلشن جہاں کے کاندھے پر اور دوسرا اس کے سر پر رکھ دیا۔

"تم جو چاہو کر لو لیکن تمہاری سازش کامیاب نہیں ہو سکتی"۔ پہلے والی گلشن جہاں نے چیختے ہوئے کہا۔ جوانا نے جیب سے محلول سے بھری ہوئی بوتل نکالی جس پر پرفیوم کی طرح کا سپرے بٹن لگا ہوا تھا اور پھر اس نے سپرے بٹن کی مدد سے بوتل میں موجود محلول کو پہلی والی گلشن جہاں کے چہرے پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ آدمی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ بوتل سپرے کرنے کے بعد اس نے بوتل کو جیب میں تولیے سے اس کا چہرہ رگڑنا شروع کر دیا۔ گلشن جہاں کے حلق سے تکلیف کے مارے چیخیں نکلنے لگیں۔ لیکن جوانا اپنے کام میں مصروف تھوڑی دیر بعد جب اس نے اس کے چہرے سے تولیہ ہٹایا تو ہال میں موجود ہر شخص بری طرح چیخ پڑا۔ کیونکہ اب وہاں ایک سیاہ فام لڑکی کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے خدوخال بھی بدل گئے تھے۔

"مادام زگابی"...... نواب رضا اور ارباب دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ باقی لوگ بھی حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جس کا چہرہ مکمل طور پر بدل گیا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... اس عورت نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جوانا اسے آئینہ دکھاؤ کیونکہ خواتین آئینہ دیکھ کر ہی اپنے حسن کی تصدیق کرتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا نے جیب سے ایک چھوٹا سا آئینہ نکال کر عورت کے چہرے کے سامنے کر دیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیسے ہو گیا۔ یہ تو کسی صورت بھی نہ ہو سکتا تھا"۔ پہلی بار اس عورت کے حلق سے انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں بتاتا ہوں یہ کس طرح ہوا۔ تم نے اپنے طور پر وہ میک اپ کیا تھا جسے کسی صورت بھی صاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نہ ایکوئیا سے نہ کسی گیس سے اور اس میک اپ میں یہ خاصیت موجود ہے کہ اس سے چہرے کے خدوخال بھی بدلے جا سکتے ہیں۔ لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں تھا کہ مجھے اس میک اپ کا علم تھا۔ یہ افریقہ کے ایک وچ ڈاکٹر زاگلی کی ایجاد ہے اور اسے اسی لئے زاگلی میک اپ کہا جاتا ہے۔ یہ افریقہ کی خاص جڑی بوٹیوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن مجھے اس کا توڑ معلوم ہے۔ کیونکہ اس وچ ڈاکٹر سے اسے دوسری جنگ عظیم میں جرمن کے ایک ماہر میک اپ مین نے حاصل کیا اور اسے جرمن کے جاسوسوں پر استعمال کیا۔ جو بے حد کامیاب رہا۔ جنگ کے بعد اس ماہر نے اس کے بارے میں ایک مضمون لکھا۔ اس طرح باقی دنیا کو بھی اس کے بارے میں علم ہو گیا۔ اس ماہر نے اس کا توڑ بھی نکالا تھا جو اس مضمون میں درج تھا اور اس میک اپ کی خاص نشانیاں بھی درج تھیں۔ چنانچہ میں نے جب تمہیں دیکھا تو میں پہچان گیا کہ تم نے یہ میک اپ کر رکھا ہے اور اب تم نے خود دیکھ لیا ہے کہ تمہارا میک اپ صاف ہو چکا ہے۔ حالانکہ تم سو فیصد پر اعتماد تھیں کہ تمہارا یہ میک اپ کسی صورت بھی صاف نہ ہو سکے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس لڑکی کے چہرے پر پہلی بار مایوسی اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا۔ یہ زگابی ہے۔ میری بھابھی"...... نواب رضا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ اس کی عمر تو دیکھ رہے ہیں۔ یہ آپ کی بیٹی کی عمر کی ہے۔ پھر یہ آپ کی بھابھی کیسے ہو سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں مگر اس کی شکل صورت تو بالکل زگابی جیسی ہے"۔ نواب رضانے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ زگابی کی چھوٹی حقیقی بہن ہے۔اس کا نام سافٹی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نواب رضا چونک پڑے۔

"سافٹی۔اوہ۔اوہ ہاں۔ہاں۔مادام زگابی سے ملنے شروع میں اس کی بہن آئی تھی مگر اس وقت وہ بہت چھوٹی تھی"...... نواب رضا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"لڑکیوں کے بڑھتے دیر نہیں لگتی نواب رضا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نواب رضا نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی بات سے سو فیصد متفق ہو۔

"لیکن اس لڑکی نے کیوں گلشن جہاں کا میک اپ کیا۔اس کا کیا جرم ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لڑکی سافٹی منشیات کے اس نیٹ ورک کی سربراہ ہے جسے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ٹریس کیا ہے۔وہ اسے بیرون ملک تلاش کر رہا ہے جب کہ یہ یہاں گلشن جہاں کے روپ میں موجود رہی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ویری بیڈ۔تو یہ ہے اس بھیانک اور وسیع نیٹ ورک کی سربراہ لیکن تمہیں اس کا کیسے علم ہوا"...... سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"فور سٹارز نے جب منشیات کے اس سب سے بڑے ملکی نیٹ

ک کے خلاف کام شروع کیا تو میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ یسے شواہد سامنے آئے جس سے نواب رضا اور گلشن جہاں دونوں شکوک نظر آتے تھے۔چنانچہ میں پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں یاں آکر ان سے ملا۔تاکہ ان سے بات چیت ہو سکے۔لیکن ان دونوں ے بات چیت کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان کا کوئی تعلق اس ندے سے نہیں ہے لیکن جب خصوصی نمبر ٹریس ہوا اور معلوم ہوا ۔یہ فون رضا آباد میں ہی نصب ہے اور اس عمارت کا نام سٹیلائٹ س بتایا گیا ہے تو میں ایک بار پھر یہاں آیا۔لیکن نواب رضا صاحب نے تو ملنے سے انکار کر دیا جب کہ محترمہ گلشن جہاں نے مجھے کھری ری سنا کر واپس بھیج دیا۔لیکن یہاں دوبارہ آنے کا مجھے ایک فائدہ ہو یا کہ ڈرائنگ روم میں قلعے کی ایک بڑی سی تصویر کا فریم موجود تھا۔ ن تصویر میں اس کے ساتھ بنے ہوئے ریستوران کی تصویر بھی موجود ی اور اس پر ریستوران کا بورڈ بھی نصب تھا جس پر سٹیلائٹ یستوران درج تھا۔جب کہ اب اس کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔اس رح میرے ذہن میں خیال آیا کہ وہ خصوصی فون یقیناً اس ہوٹل میں نصب ہو گا۔چنانچہ میں اس کے منیجر اور مالک اخلاق حسین سے ملا لاق حسین سے میں پہلے بھی مل چکا تھا۔لیکن اس وقت میرے ذہن ں یہ آئیڈیا موجود نہ تھا۔لیکن دوسری بار اس آئیڈیے کے تحت جب ں اخلاق حسین سے ملا تو اس سے چند باتیں کر کے مجھے احساس ہو کہ اخلاق حسین جو بظاہر ایک عام اور سیدھا سادھا آدمی لگتا ہے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا تعلق جرائم پیشہ افراد سے بہر حال ہے ۔چنانچہ اس پر جب سختی کی گئی اور اسے وعدہ معاف گواہ بنانے کا وعدہ کیا گیا تو وہ کھل گیا ۔اس طرح نواب بہادر کا ہیڈ کوارٹر ٹریس ہو گیا ۔مجھے یہ اطلاعات بہر حال مل چکی تھیں کہ نواب بہادر کے پردے میں کوئی سیاہ فام عورت ہے جو مردانہ آواز میں بات کرتی ہے اور اس کا نام مادام زگابی ہے ۔میں نے مادام زگابی کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ وہ ایکریمیا کے ایک ہسپتال میں فوت ہو چکی ہے ۔مجھے خیال آیا کہ ارباب جیسے لوگوں کی نفسیات ہوتی ہے کہ یہ جس پارٹی کا کام پہلی بار ہاتھ میں لیتے ہیں ۔اس کے بارے میں چھان بین ضرور کرتے ہیں اور نواب بہادر ارباب اور اس کی تنظیم کو میرے خلاف استعمال کر تارہا تھا چنانچہ میں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنی شروع کیں ۔ارباب ایکریمیا سے آکر الپائن کلب میں ٹھہرا تھا الپائن کلب کے ایک پرانے ویٹر نے مجھے بتایا کہ ارباب شروع شروع میں ایک بوڑھے مخبر مارٹن سے بہت ملتا رہتا تھا ۔بوڑھا مارٹن فوت ہو چکا تھا ۔لیکن میں نے اس کا گھر تلاش کر لیا اور پھر رقم خرچ کر کے اس کا پرانا سامان حاصل کیا جس میں ایک ڈائری بھی موجود تھی ۔اس ڈائری سے مجھے پتہ چلا کہ ارباب نے نواب بہادر کے بارے میں مارٹن سے معلومات حاصل کی تھیں اور مارٹن نے یہ معلومات قلعے کے انچارج جواد کو رقم دے کر حاصل کی تھیں چنانچہ میں نے اس جواد کو گھیرا اور پھر اس نے زبان کھول دی اس نے بتایا کہ مادام زگابی نے ایکریمیا میں اپنی بہن سافٹی سے مل کر

یہ پلان بنایا تھا کہ یہاں آکر وہ دونوں نواب بہادر کے نام سے منشیات کا دھندہ کریں گی ۔اس سلسلے میں انہوں نے تمام پلاننگ بھی کر لی تھی کہ اچانک مادام زگابی فوت ہو گئی ۔تو اس کی بہن سافٹی یہاں آ گئی اور اس نے جواد سے مل کر یہاں نیٹ ورک پر کام شروع کر دیا ۔اس کا نیٹ ورک انتہائی کامیاب جا رہا تھا کہ اچانک فور سٹارز میدان میں آگئے اور اس کے بعد وہ خصوصی نمبر بھی ٹریس کر لیا گیا جو نواب بہادر کے زمانے سے یہاں کام کر رہا تھا پھر پہلے تو سافٹی نے بیرون ملک جانے کا پلان بنا لیا ۔اسے بہر حال یہ معلوم تھا کہ میں اس سلسلے پر کام کر رہا ہوں اور یہ بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ میں بحیثیت پرنس آف ڈھمپ نواب رضا اور گلشن جہاں سے مل چکا ہوں اور میں نے رشتے کی بات کی تھی اور اس کے بعد جب میں دوبارہ یہاں آیا تو نواب صاحب نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا اور گلشن جہاں نے غصے میں آکر مجھے برج محل سے نکال دیا ہے تو اس نے اپنا پلان بدل دیا ۔اسے معلوم تھا کہ اس کا قدوقامت اور جسامت گلشن جہاں سے بہت ملتا ہے اور اس کے خیال کے مطابق میں چونکہ برج محل سے بے عزت ہو کر نکالا جا چکا ہوں اس لئے دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا ۔اور اس کے پاس راگلی میک اپ بھی تھا اور اس نے اس کی ٹریننگ بھی لے رکھی تھی ۔اس لئے اس نے اصل گلشن جہاں کو اغوا کر لیا اور اس کی جگہ خود گلشن جہاں بن کر یہاں پہنچ گئی تھی ۔جواد کو اس نے گلشن جہاں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا تھا ۔لیکن جواد نے گلشن جہاں کی نسبت ایک اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے گلشن جہاں کو قلعے کے اندر ہی ایک خفیہ کمرے میں محبوس رکھا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ سافٹی نے گلشن جہاں کی جگہ لے لی ہے۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے ویسے محل میں آکر سافٹی کو پکڑنے کی کوشش کی تو نواب صاحب کے محل کے مسلح محافظ مزاحمت کریں گے اور سافٹی کو فرار ہونے کا موقع مل جائے گا اور وہ اس میک اپ کی مدد سے کوئی اور روپ دھار لے گی۔ پھر اس کا پکڑا جانا ناممکن ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس ڈرامے کا آئیڈیا بنا لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ سر سلطان کے نواب صاحب سے انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ چنانچہ وہی ہوا سر سلطان نے نواب صاحب کو فون کیا اور پھر میں سب دوستوں کو ساتھ لے کر یہاں اس لئے آیا تا کہ سب کے سامنے سافٹی کی رونمائی اور گلشن جہاں کی واپسی ہو سکے اور اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ سافٹی بھی آپ کے سامنے ہے اور گلشن جہاں بھی۔ وہ جواد میرے آدمیوں کے قبضے میں ہے اور اس نے نہ صرف اعتراف جرم کر لیا ہے بلکہ ایسی دستاویزات اور فلمیں بھی اس نے مہیا کر دی ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سافٹی ہی مادام زگابی اور نواب بہادر بن کر منشیات کے اس بھیانک دھندے کو چلا رہی تھی اس لئے اب سافٹی اور جواد کو قانون کے حوالے کر دیا جائے گا اور فورسٹارز کا یہ مشن حتمی طور پر کامیاب ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ اوہ تم۔ تم۔ اس قدر ذہین نوجوان ہو۔ میں اپنی حماقت پر

شرمندہ ہوں کہ تم یہاں آئے اور میں نے تم سے ملنے سے انکار کر دیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں تمہیں سمجھ ہی نہ سکا تھا۔ تم واقعی پرنس ہو"۔ نواب رضا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" شکریہ یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ آپ نے اس طرح بھری محفل میں اعتراف کیا ہے۔ لیکن مس گلشن جہاں کا میرے بارے میں کیا خیال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گلشن جہاں کا چہرہ یکلخت شرم کے مارے سرخ پڑ گیا۔

" مم۔ مم میں شرمندہ ہوں"۔ گلشن جہاں نے رک رک کر کہا۔

" تو پھر اب میں دوبارہ اسی ٹاپک پر بات کروں جس پر تم نے مجھے روک دیا تھا"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نواب رضا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ بزرگ ہیں اور بزرگوں کے دل بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی بیٹی گلشن جہاں کی خواہش کا احترام کریں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... نواب رضا نے حیران ہو کر کہا اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ باقی سب افراد بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ جب کہ گلشن جہاں بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

" مجھے معلوم ہے کہ مس گلشن جہاں شمالی علاقوں میں رہنے والے ایک قبیلے کے نوجوان سردار حیات خان سے شادی کی خواہش مند ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردار حیات خان یونیورسٹی میں ان کا کلاس فیلو رہا ہے۔ پڑھا لکھا باکردار اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والا شریف نوجوان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مس گلشن جہاں شمالی علاقوں کی سیر کے لئے بار بار جایا کرتی تھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نواب رضا کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے۔ گلشن جہاں نے بے اختیار سرنیچے کر لیا جبکہ جولیا کے چہرے پر یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب مگر۔ مگر گلشن جہاں نے تو کبھی اس کا ذکر نہیں کیا"...... نواب رضا نے حیران ہو کر کہا۔

"جوزف اس سافٹی کو جا کر ٹائیگر کے حوالے کر دو اور اسے کہہ دو کہ وہ اسے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے سپرد کر دے اور ٹائیگر کے ساتھ سردار حیات خان موجود ہو گا۔ اسے ساتھ لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے کرسی پر بیٹھی ہوئی سافٹی کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور پھر اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا دروازے سے باہر لے گیا۔

"وہ۔ وہ۔ یہاں۔ یہاں"...... گلشن جہاں نے حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نے سوچا کہ یہ صرف ڈرامہ ہی نہ رہے۔ اس میں کچھ حقیقت کا رنگ بھی بھر دیا جائے۔ آپ چونکہ شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے بار بار جایا کرتی تھیں اور منشیات کی پیداوار بھی انہی شمالی علاقوں سے ہی منسوب ہے۔ اس لئے میں نے وہاں تحقیقات کرائی تھیں اور اس کے نتیجے میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ سردار حیات خان سے

ملتی تھیں اور پھر آپ دونوں اکٹھے ہی سیاحت کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ میں نے سردار حیات خان کو کال کر لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور گلشن جہاں نے ایک بار پھر شرما کر منہ نیچے کر لیا۔ اس کے چہرے پر بھی مسرت کی چمک ابھر آئی تھی۔

"آپ۔ آپ تو کمال کے آدمی ہیں عمران صاحب۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ اس قدر باصلاحیت ہوں گے"...... ارباب نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہارے لئے تو میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کر سکتا کیونکہ تم نے پہلے ہی اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے لیلیٰ کو نکاح کے بندھن میں باندھ لیا ہے۔ ہاں البتہ اگر کبھی تم نے لیلیٰ کو ناراض کیا تو پھر لیلیٰ کے حق میں صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ارباب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور لیلیٰ بھی ہنسنے لگی۔

"پھر تو آپ سے ڈرنا پڑے گا۔ آپ انتہائی خطرناک آدمی ہیں۔ اب مجھے یقین ہے کہ آپ جب بھی چاہیں لیلیٰ کے حق میں صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور میں بے چارہ ایک بار پھر"...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضرورت رشتہ کے اشتہار پڑھنے پر مجبور ہو جاؤں گا"...... عمران نے اس کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا اور ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوٹل شیرٹن کے سپیشل ہال میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ارکان موجود تھے ۔ وہ سب یہاں صدیقی کی طرف سے دی گئی خوبصورت دعوت میں اکٹھے ہوئے تھے ۔ صدیقی نے یہ دعوت فور سٹارز کی طرف سے نواب بہادر والے کیس کی کامیاب تکمیل کے سلسلے میں دی تھی ۔ عمران بھی ان کے درمیان موجود تھا اور وہ سب ڈنر کھانے کے بعد اب کافی پینے میں مصروف تھے ۔

" عمران صاحب آپ نے اپنی شادی والا ڈرامہ خوب کیا تھا ۔ ہم تو آخری لمحے تک یہی سمجھتے رہے تھے کہ اس بار آپ واقعی سنجیدہ ہیں "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" میں تو واقعی سنجیدہ تھا لیکن اب کیا کروں ۔ عین آخری لمحات میں وہ سردار حیات صاحب ٹپک پڑے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سپیشل ہال قہقہوں سے گونج اٹھا ۔

" تمہیں معلوم ہے کہ اگر ایسا ہو جاتا جیسا تم نے بتایا تھا تو میں نے کیا فیصلہ کیا تھا "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ہاں مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پرس میں ریوالور موجود تھا اور ظاہر ہے تم نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تم گلشن جہاں کا خاتمہ کر دو گی " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" گلشن جہاں کا نہیں بلکہ تمہارا ۔ اس معصوم لڑکی کا کیا قصور تھا میں نے واقعی فیصلہ کر لیا تھا کہ میں وہیں سب کے سامنے تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گی "...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اس قدر خوفناک فیصلہ ۔ لیکن ۔ لیکن تنویر بھی تو ہمارے ساتھ تھا اور بڑا بن ٹھن کر گیا تھا ۔ کیا میری جگہ اس کی قربانی قبول نہیں ہو سکتی تھی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے ۔

" میں نے ایک بار تو سوچا تھا کہ تمہاری اماں بی کو فون کر کے سب کچھ بتا دوں ۔ مجھے معلوم تھا کہ تم ان سے چھپ کر یہ سب کچھ کر رہے ہو اور اگر انہیں معلوم ہو جاتا تو وہ وہاں سب کے سامنے تمہاری کھوپڑی جوتیوں سے پلپلی کر دیتیں لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا کیونکہ اس طرح سر سلطان کو خفت ہوتی "...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" سر سلطان کی خفت کی تو خیر تمہیں اتنی پرواہ نہیں ہو سکتی البتہ تم اپنے سکوپ کی وجہ سے خاموش ہو گئے ہو گے "...... عمران نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جواب دیا اور ایک بار پھر ہال میں قہقہے گونج اٹھے۔

" ویسے عمران صاحب ہمیں چیف نے سٹار فورس میں تو شامل کر دیا ہے۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ فور سٹارز کو فور کی حد تک محدود کرنے کی بجائے اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ صدیقی نے اس کیس کے جو واقعات بتائے ہیں وہ واقعی بے حد دلچسپ ہیں "....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بالکل ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہی تجویز میں نے تمہارے چیف کو باضابطہ طور پر پیش بھی کی تھی "....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ پھر۔ چیف نے کیا جواب دیا "....... صفدر نے چونک کر پوچھا باقی ساتھی بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

" انہوں نے بڑے حقارت کے ساتھ میری تجویز مسترد کر دی "۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" حقارت کے ساتھ کیا مطلب "...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

" انہوں نے کہا کہ جب سیکرٹ سروس درست کام کر رہی ہے تو اسے توڑ کر سیکنڈ کلاس لوگوں کو کیوں بھرتی کیا جائے "....... عمران نے جواب دیا۔

" سیکنڈ کلاس لوگوں کی بھرتی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سیکرٹ سروس میں تو ہم ہیں ہی "....... صفدر نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم تو سٹارز بن جاتے اور سٹارز روشن ہوتے ہیں۔ جب کہ سیکرٹ کا مطلب خفیہ یعنی اندھیرا ہی لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں نے چیف کو بڑی سنجیدگی سے تجویز پیش کی تھی کہ سیکرٹ سروس کے سب ارکان کو سٹارز بنا کر نئی سیکرٹ سروس بھرتی کر لی جائے اور اس سلسلے میں میں نے باقاعدہ نام بھی تجویز کیے تھے۔ جوانا، جوزف، ٹائیگر اور توصیف وغیرہ وغیرہ لیکن چیف نے کہا کہ نہیں فور سٹارز بس فور سٹارز ہی رہیں گے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

" یہ تو واقعی چیف نے زیادتی کی ہے کہ جوزف، جوانا، ٹائیگر، اور توصیف کو سیکنڈ کلاس کہہ دیا ہے "....... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے اس پر بڑا پرزور احتجاج کیا تھا "....... عمران نے کہا۔

" اچھا پھر "....... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پھر چیف نے وضاحت کر دی اور مجھے خاموش ہونا پڑا "۔ عمران نے جواب دیا۔

" کیا وضاحت کی تھی "....... سب نے چونک کر پوچھا۔

" انہوں نے کہا کہ جب تھرڈ کلاس لوگ صحیح کام کر رہے ہوں تو پھر سیکنڈ کلاس کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں تنخواہیں بھی زیادہ دینا پڑیں گی "....... عمران نے جواب دیا اور سپیشل ہال ایک بار پھر بے اختیار اور زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" اگر ہم تھرڈ کلاس ہیں۔ جوزف اور جوانا سیکنڈ کلاس تو پھر فرسٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کلاس کون ہیں"...... اس بار نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے میرے اور آغا سلیمان پاشا کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو اس بار ہال کافی دیر تک قہقہوں سے گونجتا رہا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور اچھوتی کہانی

کوڈ واک

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا کی میزائل بنانے والی فیکٹری ـــــ جہاں صرف چیف ایکسٹو ہی داخل ہو سکتا تھا۔

میزائل فیکٹری جس کا اہم ترین فارمولا چوری ہو گیا اور انکوائری کے لئے ایکسٹو کو عمران اور جولیا کے ساتھ خود جانا پڑا ـــــ کیا ایکسٹو وہاں اپنے عہدے کی لاج رکھ سکا ـــــ یا؟

- وہ لمحہ جب عمران اور سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا کی یہ انتہائی اہم ترین دفاعی فیکٹری مکمل طور تباہ کر دی گئی اور عمران کا چہرہ پتھرا سا گیا۔
- وہ لمحہ جب پہلی بار عمران کو احساس ہوا کہ اس قدر قیمتی فیکٹریاں اور لیبارٹریاں جب تباہ ہوتی ہیں تو دلوں پر کیا گزرتی ہے۔
- فیکٹری کی تباہی کے ساتھ ساتھ میزائلوں کا اہم ترین فارمولا بھی چوری کر لیا گیا ـــــ لیکن عمران اور سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کلیو موجود نہ تھا۔
- وہ لمحہ جب عمران کو اطلاع ملی کہ صدر مملکت کو چوری شدہ فارمولا معاوضہ دے کر خریدنا پڑا ہے ـــــ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی اس حد تک بے بس ہو گئے تھے؟

کوڈ واک فارمولے کا ضروری حصہ جو غائب کر دیا گیا تھا اور جس کے بغیر فارمولا ادھورا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk